

# اتباع سنت اور علماء امت

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

تألیف

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد بن ہادی بن علی المدحی

(انتاز مساعد جامعہ اسلامیہ، مدینۃ طیبہ، سعودی عرب)

اردو ترجمہ

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنبلی مدنی

جمعیت اہل حدیث ٹرست بھیونڈی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اطْبِعُوا أَلٰهَهُ  
وَاطْبِعُوا رَسُولًا

جَمِيعَ الْعِبَادَاتِ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ

# مُدْعَى الْأَبْرِيْرِي

کتاب و متنی دینی پاپیلے دلی / دینی اسنادی اپنے لاب سے 12 جنوری 2020

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و متن ڈاٹ کام پر مستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلسِ حقیقۃ النّشانِ الْاسْلَمی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعویٰ مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرہن سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈ نگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

- ✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)
- 🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

# اتباع سنت اور علماء امت

تألیف

فضیلۃ الشیخ ذاکر محمد بن ہادی بن علی المدحشی  
(اتاذ مساعد جامعہ اسلامیہ، مدینہ طیبہ، سعودی عرب)

اردو ترجمہ

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ بن علی مدنی

جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بھیونڈی

# حقوق طبع محفوظ میں

نام کتاب	:	اتباع سنت اور علماء امت
تألیف	:	فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد بن ہادی بن علی المدینی <small>رض</small> (استاذ صaud جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ)
ترجمہ	:	ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ بن ابی مہمی
سناشاعت	:	Shawal 1438 ہجری تا 2017 جولائی
اعداد	:	دو ہزار
ایڈیشن	:	اول
صفحات	:	168
قیمت	:	
ناشر	:	جمعیت اہل حدیث رئیس بھیونڈی۔

ملنے کے پتے:

- جمعیت اہل حدیث رئیس بھیونڈی: 226526 / 225071 -
- دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث: نمبری: 14-15، چوناوالا کپڑا ونڈ، مقابل کر لامس ڈپو ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ نیبی) 400070 ٹیلیفون: 022-26520077-
- مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ بیت السلام پلیکس بزرگ، المدینہ انگلش اسکول، مہاذناکہ، سکھیہ ضلع برتا گری 415709، فون: 02356-264455-
- شعبہ دعوت و تبلیغ، جماعت امسکین، مسئلہ ضلع رائے گڑھ، مہاراشٹرا۔

## فہرست مضمایں

- ۱ فہرست مضمایں
- ۲ عرض ناشر
- ۳ تقدیم: از شیخ عبد السلام شافعی (امیر صوبائی جمیعت اہل حدیث مجتہ)
- ۴ عرض مترجم
- ۵ تحریک از مولف
- ۶ مقدمہ: رسول ﷺ کی اطاعت و اتباع کے وجوہ پر دلالت کتاب آیات
- ۷ اتباع سنت کے بارے میں امام شافعی کا قول
- ۸ اتباع سنت کے باعث امام احمد کی امام شافعی کی خواصی
- ۹ اس بارے میں امام محمد بن عبد الوہاب کا قول
- ۱۰ امام محمد کا قول اس بابت کہ معادات اتباع رسل میں ہے
- ۱۱ امام محمد کا قول اس بابت کہ امت کی نجات یافتہ جماعت اہل سنت و حدیث ہیں
- ۱۲ امام عبد اللہ بن محمد کا قول اس بابت کہ سنت رسول ﷺ کی معرفت اور جنحو کے سلسلہ میں سب سے عظیم جماعت اہل حدیث ہے۔
- ۱۳ علماء اہل حدیث سے بغرض اور ان کے بارے میں زبان درازی وہی کر سکتا ہے جو بختی، جگونا اور تیہود و گوئی کرنے والا ہو۔
- ۱۴ اہل الحدیث اور ان کی تعریف میں شیخ عبد المطیف بن عبد الرحمن بن حسن کا قول
- ۱۵ اتباع حدیث کی ترغیب اور حدیث کی معرفت کے بعد اسے چھوڑ کر رائے اختیار

- کرنے والے پر امام احمد کی نکیر
- \* تقید سے امام احمد کی تنبیہ
- \* تقید سے امام محمد بن عبد الوہاب کی تنبیہ
- \* تقید سے امام عبد الرحمن بن حنبل کی تنبیہ
- \* امام کے لئے اجتہاد کب جائز ہے؟
- \* اپنے امام کی تقید میں دلیل ترک کرنے والے پر سخت نکیر واجب ہے
- \* تقید اجتہادی مسائل میں جائز ہے
- \* کتاب و منت کی مخالفت کرنے والے کی تردید واجب ہے
- \* اجتہاد رائے شخص مجبور و مظہر کے لئے جائز ہے
- \* عذر درجہ مجبوری اور اضطراری صورت تھی میں قیاس کیا جائے گا
- \* طالب علم پر واجب ہے کہ علماء کے اقوال کو دیکھئے اور بوقول دلیل کے موافق ہوا سے لے لے
- \* شیخ محمد اور آپ کے ابنا کا عقیدہ دلیل کے مدلول پر عمل کرنا تھا
- \* شیخ محمد سی فخری کی رائے کے لئے منتوں کو چھوڑنا جائز نہیں سمجھتے تھے
- \* تقید کی راوی کب اپنائی جائے گی؟ کے سلسلہ میں شیخ اسحاق کا قول
- \* اجتہادی مسائل میں انکار نہیں کامیاب مطلب ہے؟
- \* سنت کی مخالفت اور غلطی کرنے والے عالم پر نکیر کی جائے گی اور اسے تو کا جائے گا
- \* شخص دلیل کی بنیاد پر صحابہ کا عمر کی بات کو چھوڑ کر ان سے کمتر تبدیل صحابہ کی بات لینا
- \* اگر گزروں جھوٹ کی بنیاد پر نصوص کے رو کرنے کا دروازہ بھول، یا جائے تو اطاعت و اتباع میں ہر امام کی حیثیت وہی قرار پائے گی جو ایک نبی کی اپنی امت میں ہوا کرتی ہے
- \* علماء سے غلطیاں ہوتی ہیں، جو کتاب و منت میں دیکھئے بغیر ان کے ساتھ محسن علی

## اتجاع سنت اور علماء امت

5

- رکھے گا وہ بلا کہ وہ پاد جو جائے گا
- \* علم سے نسبت رکھنے والے بعض لوگوں کا کتاب و سنت سے مسائل اخذ کرنے سے  
روکنے کے لئے جو سے بڑے چیلے قائم کرنا
- \* دلیل مل بانے پر مکلف کی ذمہ داری ...
- \* مقدمہ اہل علم میں سے نہیں ہے
- \* دلیل کے ملنے سے پہلے تقریب مذہب مذہب نہیں ہے
- \* متاخرین کی کتابوں کو پوری طرح اپنا کر دو توں و جیوں (کتاب و سنت) سے  
اعراض برقرار مل کتاب کے محل کے مٹا پا ہے
- \* کتاب و سنت کو چھوڑ کر اس سے استغفار برستے ہوئے فتح پر اعتماد کرنا مذہب موم  
اوہ باعث نکیر ہے
- \* دلیل پر عمل کرنے والوں کی مذہب اسلام کی غربت و انجیلیت کی نشانی ہے
- \* مقدمہ دلیل پر عمل کرنے والوں کی مذہب کرتے ہیں
- \* قدیمہ فضائل بتھصب مقدمہ دلیل کے نئے وارثین !!
- \* کبھی مقدمہ کا یہ کہنا کہ: جو جعلی رہ ہو وہ فارجی جسمانی ہے !!
- \* تقریب مذاہب کے حکم کے بارے میں امام سلطان عبد العزیز بن محمد بن سعود کا فتویٰ
- \* اس مسئلہ میں امام عبد الرحمن بن حسن کا قول
- \* دو نوں (سلطان عبد العزیز اور امام عبد الرحمن بن حسن) کے اقوال اور جامی مختصیں  
کے قول کے مانیں موازنہ
- \* دین اسلام پا قسم کے لوگوں کے ہاتھوں خداع ہوا
- \* اس قول پر امام ابن القیم رحمہ اللہ علیہ تعلیم
- \* ابن القیم رحمہ اللہ علیہ قول پر امام عبد الرحمن بن حسن کی تعلیم

- \* لوگوں کو تلقینِ الدین سے ورنگانے والے دنیا میں انہیں کے کارندے میں ۸۳
- \* کیا لوگوں پر کسی معین شخص کی تلقید کرنا واجب ہے؟ ۸۴
- \* کیا حقِ مذہب اور بعدِ میں مخصوص ہے؟ ۸۵
- \* تلقید کا حکم اور اس کی جائز، واجب اور حرام قسموں کا بیان ۸۶
- \* اس باب میں طالب علم کا کیا موقف ہونا چاہئے؟ ۸۷
- \* پہلا منہد: کیا لوگوں پر کسی معین شخص کی تلقید واجب ہے، خواہ وہ  
امہ ارب بعدِ میں سے ہو یا وہ مگر لوگوں میں سے؟ ۸۸
- اولاً: اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال:  
 ۱۔ اگر کوئی لوگوں پر امہ ارب بعدِ میں سے کسی معین امام کی اتباع کو واجب قرار دے  
تو اس سے توبہ کروالی جائے گا تو پر کر لے تو صحیح نہ رہے قتل کرد یا جائے!  
 ۲۔ کوئی مسلمان یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ امت پر فلاں یا فلاں شخص کی تلقید واجب ہے  
 ۳۔ اگر کوئی کسی معین امام کی تھب کرے تو اس کی مثال رافضہ خوارج کی ہی ہے  
 ۴۔ اور یہ اہل بدعت اور خواہشاتِ فہمانی کے پیچہ و کاروں کا طریقہ ہے جو کتاب و مذہب  
اور باجماع امت شریعت سے خارج ہیں ۸۹
- ۵۔ کسی ایک کے لئے تھب کرنے والا جامل اور قائم ہے ۹۰
- ۶۔ مشرقی ممالک پر اللہ کے ترکوں کو مسلمان کر دینے کا ایک مطلب ان کے درمیان  
منہاج (ممالک) کی بابت پر کثرت تفرقہ بازیاں اور فتنہ انگیزیاں تھیں ۹۱
- ۷۔ مسلمان کو جب کوئی مسئلہ درجیں ہو تو ان اور اس کے رسول کی شریعت سے فتویٰ  
دینے والے سے فتویٰ پوچھ لے خواہ وہ مجی بھی مذہب و مسلک کا ہو ۹۲
- ۸۔ کسی مسلمان پر کسی خاص عالم دین کی تمام تباوت میں تلقید کرنا واجب نہیں! ۹۳
- ۹۔ کسی مسلمان پر کسی معین شخص کے مذہب و مسلک کو اپنا نہاد واجب نہیں! ۹۴

- ۱۰۔ جس نے کسی کو امام نامزد کر کے اس کی اطاعت کو مطلقاً واجب قرار دیا روا فرض  
امام یہ کے گمراہ سرداروں کی طرح گمراہ ہو گیا۔۔۔
- \* شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پر تعلیق  
ثانیاً: امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال:
- ۹۸ ۱۔ کسی عام آدمی پر معروف مذاہب میں سے کسی مذہب کو اپنانا واجب نہیں
- ۹۹ ۲۔ قرون مختلف اور ان مبارک ادوار کے لوگ اس نسبت سے بری میں
- ۹۲ ۳۔ اگر عام آدمی کوئی مذہب اپنائے تو اس کا مذہب رست نہیں ہو سکتا
- ۹۲ ۴۔ کسی معین شخص کے مذہب کو اپنانا ایک گھناؤنی بدعوت ہے جو امت میں ایجاد ہے
- ۹۳ ۵۔ مذہب پرستی کی باہت سب سے بعید بات اس شخص کی ہے جو یہ کہتا ہے کہ نامی پر  
چاروں مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کو اپنانا ضروری ہے
- ۹۳ ۶۔ اس قول پر مرتب ہونے والے بعض فاسد لوازم
- \* امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر تعلیق  
۹۵ \* وجوب تقلید کا نعرہ لانا و اے بعض جاملوں کا قصہ
- \* مذاہب اربع کی تقلید کے وجوب کے مسئلہ میں امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ طرف  
منسوب رسالہ پر لکھو
- ۹۶ ثالثاً: شیخ الاسلام امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال:
- ۹۸ ۱۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کسی صوفی، یافتیہ یا منظکم یا امام کے مذہب کی طرف نہیں بلاتے تھے
- ۹۹ ۲۔ تقلید کی مذمت اور یہ کہ تقلید دین میں تحریف ہے
- ۹۹ ۳۔ تقلید کو جائز یا واجب قرار دینے والے چند ہے بنیاد شبہات کا سبہارا لیتھے میں
- ۹۹ ۴۔ تقلید کے بھلان کی واضح ترین دلیل: ﴿الْحَدْوَةُ الْحَبَرُ﴾ ہے

۵۔ شیخ محمد کا اسماعیل جراغی کو خط اور متاخرین کی کتابوں کے بارے میں آپ کا موقف  
۶۔ متاخرین کی کتب میں امام محمد کے پاس تھیں ان میں جو باقی نص کے مطابق

ہوتی تھیں وہ ان پر عمل کرتے تھے ۱۰۰

۷۔ امام محمد اور امام عبد العزیز بن محمد بن سعود فرماتے ہیں: ہم کتاب و سنت  
سلف عالمگیر امت اور جن دلائل پر... بنیاد ہے اس کے پیروکار ہیں ۱۰۱

**۸۔ ایک شبہ اور اس کا جواب:** ۱۰۲

\* تکلید کی مندمت اور اتباع کی دعوت کے بارے میں وارد امام محمد بن عبد الوہاب  
کے اقوال اور آپ اور آپ کے ابناء سے منتقل کرد़: امام احمد کے مذہب پر ہیں  
کے درمیان تضاد ۱۰۳

۹۔ خود امام محمد کے اقوال سے اس کی وضاحت ۱۰۴

۱۰۔ ان کے صادراتے امام عبد اللہ بن محمد کے قول سے اس کی وضاحت ۱۰۵

۱۱۔ اس قضیہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے بارے میں اخلاقی مجھے مسئلہ گی تو شیخ میں ۱۰۶

ارشاد کر دی شیخ عبد العزیز بن باز کے قول سے وضاحت ۱۰۷

۱۲۔ امام ابن القیم کے نقل کرد़ و خود امام ابن تیمیہ حبہ اللہ کے قول سے وضاحت ۱۰۸

۱۳۔ احمد کے حقیقی پیروکار کون ہیں؟ کے بیان میں امام ابن القیم کے قول سے وضاحت ۱۰۹

۱۴۔ محمد بن عبد اللطیف کو ارسال کرد़ و خط میں امام محمد کے قول سے وضاحت ۱۱۰

\* اس میں امام محمد بن عبد الوہاب پر تکلم کرنے والے دو قسم کے لوگوں پر رد ہے ۱۱۱

۱۵۔ رسالہ الرستۃ الاصولی میں شیخ محمد حسین کی تحریر سے وضاحت ۱۱۲

۱۶۔ شیخ عبد اللہ بن عبد اللطیف آں شیخ کی تحریر کردَ و ایک نصیحت سے اس کی ۱۱۳

وضاحت جس میں آپ نے شیخ محمد کی دعوت کی حقیقت بیان فرمائی ہے ۱۱۴

رابعاً: تکلید کے مسلم میں شیخ محمد بن عبد الوہاب کے ابناء و شاگرد ان کے اقوال ۱۱۵

- غامسا: شیخ محمد بن ناصر بن معمر کا قول  
۱۲۰
- ساوسا: شیخ عبد الرحمن بن حسن کا قول  
۱۲۳
- سابعا: شیخ عبدالله ابی طین کا قول  
۱۲۴
- ثامنا: شیخ محمد بن عمر بن سلیم کو ارسال کرد و خط میں عبد اللطیف بن عبد الرحمن کا قول  
۱۲۵
- تاسعا: شیخ محمد بن عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن کا قول  
۱۲۶
- عائشہ: شیخ سیمان بن حسان کا قول  
۱۲۷
- حادی عشر: تلقید کی ہابت مفتی دیار سعود یہ علامہ شیخ عبد العزیز بن باز کا قول  
۱۲۸
- \* اس مسئلہ (تلقید) میں مذکورہ تمام ائمہ کے اقوال پر تعلیم  
۱۲۹
- \* تلقید کے وجوب کا مسئلہ  
۱۳۰
- دوسرا مسئلہ: کیا حق چار مسلکوں میں محصور ہے؟  
۱۳۱
- اولاً: اس مسلم میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کا قول:  
۱۳۲
- ثانیاً: اس مسلم میں علامہ عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن بن محمد کا قول  
۱۳۳
- \* دونوں کے اقوال پر تعلیم  
۱۳۴
- \* غیر حابد میں سے امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ کی دعوت کی حمایت اور آپ اور  
آپ کی دعوت کا دفاع کرنے والے:  
۱۳۵
- اولاً: آل حنفی، جو شافعی یہی بالخصوص شیخ محمد بن احمد الحنفی  
۱۳۶
- ثانیاً: شیخ ملا عمران جو لجھ بیاد فارس کے رہنے والے ہیں یہی شافعی یہی  
\* محمد وغیرہ کے حابد جو امام محمد بن عبد الوہاب کی دعوت کے حاضرین ہیں:  
۱۳۷
- ۱- ابن حمید (اللیجر)  
۱۳۸
- ۲- داود بن جریش عراقی  
۱۳۹
- \* کیا کوئی شخص محض مذہب حابد کی طرف نسبت سے اس مفت میں سے ہو سکتا ہے؟  
۱۴۰

- ۱۳۸ - محمد بن علی بن سلمون بن عجبدی، جس نے دعوت کی مخالفت کی اور نقصان پہنچایا
- ۱۳۹ - آل شطیٰ کمراتی کے غمبدار میں گر پہ ختابدہ میں سے میں
- \* ان لوگوں کے سلسلہ میں شیخ سیمان بن حمماں کا قول ملاحظہ فرمائیں
- \* شیخ سیمان بن حمماں کے قول پر تعلیق
- \* امام صنعاۃ بن شوکانی اور اسکو اُن رحمہم اللہ نے شیخ محمد کی دعوت کی تحریک اور اس کا  
دفاع کیا ہے حالانکہ وہ ائمہ ارباب کے متبوعین میں سے نہیں میں
- ۱۴۰ • تیرسا مسئلہ: تقحیید کا حکم
- ۱۴۱ \* تقحیید کی لغوی و اصطلاحی تعریف
- ۱۴۲ \* اتباع کی تعریف
- ۱۴۳ \* تقحیید و اتباع کے مابین فرق اور اس بارے میں امام ابن القسم کا قول
- ۱۴۵ \* تقحیید: اس کی حرمت واجب اور جائز قسموں کا بیان
- ۱۴۶ پہلی قسم: تقحیید حرمت اور اس کی تینوں قسمیں
- ۱۴۷ دوسری قسم: تقحیید واجب
- ۱۴۸ تیسرا قسم: تقحیید جائز
- ۱۴۹ \* کیا اجتہاد پر قادر کے لئے تقحیید جائز ہے؟ کی بابت امام ابن تیرس کا قول
- ۱۵۰ • چوتھا مسئلہ: تقحیید کے باب میں طالب علم کو کیا کرنا چاہئے؟
- ۱۵۰ \* مذاہب صرف علماء کرام کے نصوص کے فہم یا پھر اجتہادی مسائل میں ہوا کرتے ہیں
- ۱۵۰ \* اجتہادی مسائل تین میں تقحیید جائز ہے
- ۱۵۰ \* اضطراری صورت نا ایلی ... کی مالکت میں تقحیید کی راہ اپنائی جا سکتی ہے لیکن
- ۱۵۰ مطلقاً نہیں بلکہ ان مسائل میں جو مدد درجہ دشوار اور پیچیدہ ہوں
- \* کتاب و مفت سے مسائل کے استنباط کا ملکہ ہونے کی صورت میں مکافت کی گی

- ذمہ داری ہے؟ اس مسلم میں شیخ محمد کے ابناء و شاگردوں کے اقوال
- \* اس مسلم میں امام عبد الرحمن بن حسن کا قول
  - \* علامہ محمد بن ناصر بن معمر کا قول
  - \* شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے شیخ ابن معمر کا نقل کردہ قول
  - \* علامہ شیخ سلیمان بن محمدان کا قول
  - \* عصر حاضر کے شیخ الاسلام علامہ عبد العزیز بن باز کا قول
  - \* ان ائمہ و علماء کے اقوال پر تعمین
  - \* فصل: مذاہب کی فقہی محتابوں کے مسلم میں صحیح موقف
  - \* "تیمیر العزیز الحمید" میں شیخ سلیمان بن محمدان بن محمد کا قول
  - \* ان کے قول پر تعمین
  - \* فصل: ائمہ اور بعد ایگر اہل علم کا احترام اور ان کے علوم سے استفادہ واجب ہے
  - \* اہل علم کا احترام واجب ہے اسے اللہ نے خود اور اپنے رسول کی زبان و احتجاج اور دیا ہے
  - \* علماء شریعت سے محبت کرنا اللہ کے دین کا حصہ ہے
  - \* علماء سے محبت و تحقیقت انبیاء کی میراث اور ان کے وارثین سے محبت سے جو علم اور علماء سے محبت کرتا ہے وہ اللہ کے محبوب سے محبت کرتا ہے
  - \* علماء کے گوشت زیر آزادیں
  - \* علماء ملک کو خیر و مجازی اور تیک نامی ہی سے یاد کیا جانا ضروری ہے
  - \* تمام علماء کا اس بات پر تلقینی اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع واجب ہے
  - \* امام محمد کا قول: مومن کو پاہنے کے اختلافی مسائل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی معرفت اور اس پر عمل کرنے کی فلوکر کے

- \* علماء کی غلطیوں کے باوجود ان کے احترام کی بابت امام محمد کا قول  
۱۶۳
- \* علماء کے کلام کو بے وقت سمجھنا اور ان کی توقیر کرنا اللہ کے مخنویین کا راستہ ہے  
۱۶۵
- \* انہا اور اس کے رسول کے حکم کو یہ کہ کر جھکڑا دینا کہ ان علمائے حواس بارے میں  
۱۶۵
- بھم سے زیادہ علم تھا، یہ گمراہوں کا راستہ ہے
- \* اہل علم کے نقش قدم کی بیرونی کے سلسلہ میں عبد اللہ بن منعاوی کو امام عبید اللہ بن محمد کا خط  
۱۶۵
- \* دو قین علم میں امت کی غلطی معاف ہے اگر پٹی مسائل میں کیوں نہ ہوا اگر ایسا ہوتا تو  
۱۶۶
- امت کے اکٹھ فضلا برداک ہو جاتے
- \* علماء پر طعن و تفہیع ان کی تحریر و تصنیف سے اعراض اور ان سے عدم استفادہ وحد درج  
۱۶۷
- بجهالت اور بیوقوفی ہے
- \* ... "امغایی" اور "احکمی" کے سلسلہ میں امام عوین عبد السلام کی تعریف و توصیف  
۱۶۷
- \* امام زہبی کی امام عربی کی موافقت اور "التمسیح" لامین عبد البر اور "الحسن الکبری" ...  
۱۶۸
- کا اضافہ
- \* جوان علمی خرانوں کو حاصل کر لے گا وہ ماہر مختیان میں سے ہو جائے گا اور جوان کا مستقل  
۱۶۸
- مطالعہ کرتا رہے گا حقیقت میں "عالم" ہو جائے گا
- \* اس سلسلہ کی پانچویں کتاب "فتح الباری" از حافظ ابن حجر ہے  
۱۶۹
- \* ... "امغایی" اور "امجموع شرح المہذب" کے مابین موازنہ  
۱۷۰
- \* ناتمنہ کتاب  
۱۷۱



## عرض ناشر

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده. أما بعد:  
 اسلام ناخص کی دعوت تعلیم و تربیت اور اس کے تعارف کے ساتھ ساتھ سماج و معاشرہ  
 کے دیگر جنیادی انسانی تقاضوں پر نمایاں کارکردگی میں جمعیت اہل حدیث رشت بھیونڈی  
 کا ایک موثر ولی ہے جو ملک کے پورے جماعتی و حکیمی حلقوں میں معروف ہے۔ یقیناً یہ تمام  
 اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بعد جمعیت کے امیر محترم جناب عبد الحمید غان اور اس کے معزز  
 اور اکیلن و معاونین کی انجمن کوششوں سے ہی حاصل ہے، فلذ الحمد والمریء، وجزاہم اللہ خیرا  
 وبارک فی جہود حرم۔

بھیونڈی جمعیت کی دعوتی، تعلیمی اور فناہی سرگرمیوں کے ساتھ رسائل و کتب کی اشاعت  
 و توزیع کا کام بھی خصوصی پہمانے پر چل رہا ہے۔ اسی اشاعتی و توزیعی سلسلہ کو آگے بڑھاتے  
 ہوئے عالم اسلام کے مشہور دائیٰ منت و علمیت جناب ڈاکٹر محمد بن ہادی مدینی حفظہ اللہ کا  
 اتباع سنت اور ائمۃ کرام و اکابرین کے منسج و اصول پر مختقاد رسالت الاقتفائی بما جاء عن آئندت  
 الدعوۃ من الاقوال فی الاتباع کا یہ مستند اور ترجمہ شائع و ذائع کیا جا رہا ہے جسے جماعت  
 کے ممتاز فاضل و مولوں جماعت شیخ عنایت اللہ مدینی حفظہ اللہ بگراں شعبہ نشر و اشاعت  
 جو بانی جمعیت اہل حدیث بھی نے تیار فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں مزید برکت  
 عطا فرمائے، آمین۔

اس کتاب سے اعلام و ائمہ امت کو پاروں تقليیدی سلسلے میں بھی دسکی سلسلہ سے عامی تقليیدی مولویوں کے جزو نے کی تارو اونیر ایماندارانہ کوششوں کا پردہ، انہوں جائے گا۔ ان شاء اللہ۔  
البہت توفیق ہے ایت تو طلبگار ان ہدایت ہی پاتے ہیں، بحمدی الیہ من بنیب۔

اخیر میں جمیعت اہل حدیث بھیوڈی کے امیر محترم جناب عبدالحمید غان و دیگر ارکین کے ساتھ صوبائی جمیعت اہل حدیث مسیحی کے مدداروں کا بھی قدر دل سے شکرگزار ہوں۔ جن کی دعوتی و منہجی غیرت کے اتفاقوں کی بنیاد پر یہ کتاب منظر عام پر لائی جا رہی ہے۔  
الل تعالیٰ اسے مفید تر بنائے اور مولف و مترجم کے ساتھ تمام معاذین میں کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

و سلی اللہ علی نبینا محمد و برک و سلم۔

بھیوڈی

۲۱ / جولائی ۲۰۱۷ء

خادم جماعت  
طبع الحجۃ سلفی  
(ناٹم جمیعت اہل حدیث بھیوڈی)

## تقدیم

از فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی (صوابانی جمعیت اہل حدیث نیشنی)

الحمد لله رب العالمين. والصلوة والسلام على رسوله النبي الكريم، وعلى آله وصحبه أجمعين. ومن تبعهم باحسان إلى يوم الدين. وبعد:

قرآن وحدیث میں صراط مستقیم کی اتباع کے صریح حکم کے ساتھ دیگر راستوں کو "بل متفرق" بتا کر اس پہ چلنے سے بھتی کے ساتھ روکا گیا ہے۔ مزید ناٹس بات یہ ہے کہ صادق و مصدق زبان و ترجمان کی زبان و ترجمان نے امت میں کثرت اختلاف و فرق سے خبردار کرتے ہوئے صراط مستقیم چھوڑنے والے کو بلاک و بر باد ہونے والا بتایا ہے۔ فرمان نبوی ہے:

"تَرْكُكُمْ عَلَى التَّحْجِةِ الْبَيِّنَاتِ، لِئَلَّا كَنْهَارَهَا لَا يَرْبِعُ عَنْهَا إِلَّا هَالَّكَ"۔

صراط مستقیم اور بل متفرق یعنی فرقوں کے راستوں کی وضاحت کرتے ہوئے اس حقیقت کو بھی واشکاف کر دیا گیا ہے کہ فرقہ پرستوں کے ساتھ صراط مستقیم کے پیروکاروں کا گروہ بھیشہ دلائل و برائین کی قوت کے ساتھ موجود اور غالب رہے گا تاکہ حق کے ساتھ اہل حق کا وجود جو جت کامل ہو۔ پھر کسی کے پاس غدر درد رہ جائے۔

﴿لَيَقُولَكُمْ مَنْ هَذَاكَ عَنْ سَيِّنَةٍ وَيَحْكِمُ مَنْ حَقَّ عَنْ أَيْنَةٍ وَإِنَّ اللَّهَ لَتَسْبِيعُ عَلَيْهِمْ أَنَّهُمْ لَا يُفْلِتُونَ﴾ | الانفال: ٣٤|۔

یہ زیر نظر ملی کتاب اس حقیقت کی ترجمان ہے کہ صراط مستقیم اتباع سنت کی راہ ہے جو راہ

نجات ہے اور اہل علم و اعلام امت جو صدق و صفاے متصف ہیں وہ ہر دور میں اسی کے راستے پر ہے یہاں اور عالٰی مستقبل میں بھی یہ سلسلہ پرستی اُنیٰ جاری رہے گا۔

یہ کتاب اس جھوٹے دعا یہ پڑ دیجئے گا کامکت جواب ہے کہ انہوں داکا برین امت تقليد شخصي یعنی انہوں ارب بعد میں کسی دلکشی کے مقلدر ہے یہاں فالعیاذ باللہ۔

یہ کتاب علمبردار سلفیت ڈاکٹر محمد بن ہادی بن علی مدظلی حفظہ اللہ کے گروں قدر علی رسالہ "الاقرائع بما جاء عن أمة الدعوة من الأقوال في الاتباع" کا معہبہ ارد و تحریر ہے جسے جماعت کے متعدد خطیب و مصنفوں شیخ عنایت اللہ مدفنی نے اشاعت کے لئے پیش کیا ہے۔ تمیں یقین ہے کہ یہ رسالہ متلاشیان حق کے لئے عظیمہ زینماہابت ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

صوبائی جمعیت کے ذرداران سے جمعیت اہل حدیث بھیوڈی نے اس اہم کتاب کی طباعت اور نشر و اشاعت کی پیشکش کی جسے قبول کرتے ہوئے انہیں دید یا محسوس ہے۔

اللہ تعالیٰ رسالہ کے موافع مترجم، ناشر اور معاونین بھروس کو جزاۓ خیر دے اور اسے امت کے لئے مفیدہ تر بنائے۔ آمين۔

وَسَلَّمَ اللَّهُ عَلَىٰ نَبِيِّنَا مُحَمَّداً وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

بھی

۲۰۱۷ء۔ ۲۲ جولائی

آپ کا دینی بھائی

عبد السلام سلفی

(امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بھی)

عرض مترجم

علماء نجی سلف، اہل سنت و جماعت اہل الحدیث ہر دو ریسیں حدیث و سنت کو حرج عالی بنا تے میں احکام و سنت یعنی فرمان الٰہی و فرمان نبوی یعنی پیغمبر کی تلاش و جستجو اور اس پر عمل اوری آن کا مفہوم اپنے بھائی کے قلم و مقالے میں منشاء و مقصود ہوتا ہے۔ وہ اسی کے لئے جیتے اور مرتبے میں بنابریں وہ کسی امتی کے قول و عمل یا رائے اور فتویٰ کو قول و فعل رسول پر مقدم نہیں کرتے تو اس وہ کتنا ہی بلند مرتبہ اور فضل و ممتازت کا مالک ہو۔ وہ سنت و حدیث کے بال مقابل کسی شخصیت رائے فرقہ جماعت، ملک و مشرب یا نظریہ کے لئے کوئی تصور نہیں رکھتے بلکہ سنت و حدیث کی تقدیم و ترجیح اولیت اور بالادستی آن کا قول و عمل شہود اور وظیرہ ہے یعنی کوئی کوئی وہ امامت کہری و عظیٰ، عمار و مطلق اور حسمت و کفایت الٰہی کا حقدار صرف رسول گرامی یعنی پیغمبر کو سمجھتے ہیں، جیسا کہ صحیح الاسلام ایں تعمیہ رحم اللہ قادر قطر از یعنی:

فَمَنْ أَهْلَ الْحُقْقُ وَالشَّرِّ لَا يَكُونُ مُشْغَلَةً لِأَرْسَلَ اللَّهَ بِرَحْمَةٍ النَّبِيُّ لَا يُعْلَمُ  
عَنِ الْمُوْمَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْنَى لِوَحْنِي فِيهِ النَّبِيُّ يَجْبَ تَعْدِيَّهُ فِي كُلِّ مَا أَخْبَرَ،  
وَمُشَاغِلَةٌ لِكُلِّ مَا أَنْتَ...<sup>(1)</sup>

میونگ اہل حق و سنت کا متبوع و پیشو ارسول احمد بن علیؑ کے سوا کوئی نہیں جو خواہشِ اخلاقی سے کوئی بات نہیں کہتے ہو جی کہتے ہیں صرف وحی کی خیال پر کہتے ہیں۔ لہذا انہی کی دو ہوتی تمام خبروں میں آن کی تسلیق کرنا اور تمام اد اور میں انہی کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

پیر فرماتے ہیں:

“إن أخوي الناس لأنكم هي الفرقـة الناجية أهل الحديث والثانية: الذين

<sup>١١</sup> (ج) مجموع قیادتی ایام تعمیر (346/3)

لَئِسْ لَهُمْ مُنْبِعٌ يَتَعَصَّبُونَ لَهُ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ<sup>(۱)</sup>  
يَقِنَا إِنَّ الْأَيُّوبَ مِنْ نَجَاتِنَا فَإِذَا دَعَاهُ أَهْلُ مَدِينَتِهِ مُدِينَتُهُ  
مِنْ بَعْدِ أَنْ جَاءَهُ بِالْحَسْبَانَ سَرَّى إِلَيْهِ مُدِينَتُهُ  
مِنْ بَعْدِ أَنْ جَاءَهُ بِالْحَسْبَانَ كَمَا كَانَ  
مَرِيدٌ فَرِمَّتْ يَدَيْهِ<sup>(۲)</sup>

وَأَثْقَلُوا كُلَّهُمْ عَلَى اللَّهِ لَئِسْ أَحَدٌ مَعْصُومًا فِي كُلِّهِ مَا يَأْتِيهِ وَلَئِنْ هُوَ إِلَّا  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمَنْدَأْ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَنْسَةِ: كُلُّ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ يُؤْخَذُ مِنْ قُرْبَاهُ  
وَشَرِكُ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ أَلَيْهِ الْأَزْعَمُ رَحْمَةُ اللَّهِ عَنْهُمْ قَدْ نَهَىُ النَّاسُ  
عَنْ تَلْبِيَتِهِمْ فِي كُلِّ مَا يَغْوِلُونَهُ وَذِلِكَ هُوَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِمْ<sup>(۳)</sup>

تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ اپنی حکم کرو، یا منع کرو، با توں میں رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی  
معصوم نہیں ہے اور اسی لئے بہت سے ائمہ نے کہا ہے کہ لوگوں میں سے ہر ایک کی بات کو یا  
بھی جا سکتا ہے اور چھوڑ جی سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔ اور اسی لئے ان ائمہ اور بعد جمہم ائمہ نے  
بھی اپنی بھی ہوئی تمام با توں میں لوگوں کو اپنی تقیدی سے منع کیا ہے۔ اور ان پر واجب بھی یہی تھا۔  
ملف امت کے علماء و ائمہ کا تبیث سے یہی منع و اصول رہا ہے اور یہی میں نجی اسلام ہے جو  
امت کے ہر فرد و جماعت سے مطلوب و مقصود ہے۔ ان کے علماء و ائمہ کے اقوال و فرمودات اس  
مذکوری دلالت کتاب میں بطور مثال چند شہادات ملاحظہ فرمائیں:

عَلَمَ حَافِظُ عَلَى رَحْمَةِ اللَّهِ فَرِمَّاَتْ يَدَيْهِ

"فَأَنْطَرَ إِلَيْهَا الْمُنْصَفَ أَغْوَاهُمْ فَمِنْ أَخْرَجُوهَا عَلَى نَصْوَرِ الْكِتَابِ وَالشَّرْعِ هُنَّ  
يُحْذَلُهُمْ حَادِرُهَا عَنْهَا قِدْرُ شَرِّهِ، أَوْ قَدْمُهُمْ عَلَيْهَا قِدْرُ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ كَمَا نَأْنَا مِنْ كَانَ!  
حَادِرًا وَكَلَّا وَمَعَادُ اللَّهِ، يَانِّي هَا أُفْتَدِي وَمِنْهَا تَضَلُّعُوا، وَبَثُورُهَا اسْتَعْدَاهُمْ وَإِنَّهَا

(۱) جمیع فتاویٰ ابن تیمیہ (347).

(۲) جمیع فتاویٰ ابن تیمیہ (210).

اتسْعَوْا، فَهَذَا هُنَّ الَّذِينَ بَدَلُوكُمْ لِمَا اخْتَلَفُتْ فِيهِ مِنَ الْحُقْقَاءِ إِذْنُهُ، وَاللَّهُ يَهْدِي مِنْ يَشَاءُ  
إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔<sup>(۱)</sup>

انہہ اے انساف و راذرا میں سنت کے اقوال کو دیکھو پھر انہیں کتاب و سنت کے نصوص پر  
تمیش کرو کیا تم انہیں پاتے ہو گروہ ایک بالشت بھی سنت سے مائل ہوئے ہوں یا سنت رسول ﷺ پر  
پہ کسی شخص کی بات کو مقدم کیا ہو، خواہ وہ کوئی بھی ہو؟ ہرگز نہیں، اللہ کی پناہ! بلکہ انہوں نے سنت ہی  
کو آئینہ میں بنایا، سنت ہی سے آسودہ، ہوئے سنت ہی کے قدر سے روشنی حاصل کی، اور سنت ہی کی  
بیروی کی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے انہیں اختلافی امور میں حق کی بدایت بخشی، اور اللہ تعالیٰ  
جسے پاہتا ہے عراط مستقیم کی ربہماںی فرماتا ہے۔

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

”إِذَا بَلَّتْ لَنَا سَنَةٌ صَحِيفَةٌ مِّنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَنَا بِهَا، وَلَا نَقْدِمُ عَلَيْهَا قَوْلًا  
أَحَدٌ كَانَتْ مِنْ كَانَ، بَلْ تَلَقَّاهَا بِالْتَّقْبِيلِ وَالتَّسْلِيمِ، لَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَدَوْرِنَا  
أَحَلَّ وَأَعْظَمَ مِنْ أَنْ نَقْدِمَ عَلَيْهِ قَوْلًا أَحَدٌ، فَهَذَا الَّذِي يَعْتَقِدُ وَلَدِينُ اللَّهِ بِهِ۔<sup>(۲)</sup>  
جب ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے صحیح سنت واضح ہو جاتی ہے تو ہم اس پر عمل  
کرتے ہیں، اور اس پر کسی کی بات کو مقدم نہیں کرتے خواہ کوئی بھی ہو، بلکہ اسے پورے طور پر تسلیم  
و قبول کر لیتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے سینوں میں اس سے کہیں زیاد، محترم اور باعظیت  
یہی کہ ہم ان پر کسی کے قول کو مقدم کریں، چنانچہ یہی ہمارا عقیدہ ہے اور اسی بنیاد پر ہم اللہ کی عبادات  
کرتے ہیں۔

اسی طرح ایک جگہ محمد رسول اللہ کی شہادت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وَمِنْ حَقِيقَةِ هَذِهِ الشَّهَادَةِ الْعَظِيمَةِ - شَهَادَةُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

(۱) معاجم القبول بشرح مسلم اوصول (۱) / 280.

(۲) دیکھئے: غوہ الامام محمد بن عبد الوہاب سلطانیۃ الادحاۃ، اذ آئہد بن عبد العزیز بن محمد احمد حسین (مس: 85)۔

الاقداء والتأمسي به، واتباع سنته، والرد عليه في حياته عند الشارع، وإلى سنته بعد وفاته بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وتقدم سنته على رأي كل أحد كائناً من كان، والخدر من مخالفته ومساقته ومحادته بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ<sup>(۱)</sup>۔

اس عظیم کو ای "محمد رسول اللہ ﷺ" کی حقیقت یہ ہے کہ آپ کو آئندہ میں اور نعمود بنا لیا جائے اور آپ کی سنت کی پیر وی کی جائے اور تمازج کی صورت میں مسلک کو آپ کی زندگی میں آپ کی طرف لوٹایا جائے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی سنت کی طرف لوٹایا جائے اور آپ کی سنت کو ہر ایک کی رائے پر مقدم رکھا جائے خواہ کوئی بھی ہونیز آپ ﷺ کی خلافت دشمنی اور تافر مانی سے ذرا جائے۔

امام علامہ محمد بن صالح العثيمین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

"لَا يعارض قول رسول الله بقول أحد من الناس، كائناً من كان، حتى لو جاء بما قوله لأنى تکر، وهو حجر الأمة، ويقول لرسول الله ﷺ، أخذنا بقول رسول الله بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ<sup>(۲)</sup>۔

بهم رسول اللہ ﷺ کی کسی بات کو لوگوں میں کسی کی بات سے تمیں بگراتے خواہ کوئی بھی ہو جتی کہ اگر ہمارے پاس ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کوئی قول آئے تو ہم رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو لیں گے۔

ای طرح محدث العصر امام علامہ البانی رحمۃ اللہ سنت کی خلاف ورزی کی باہت سلف کے سخت موقف کی بابت امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وقد كان الشَّافِعِيُّ يُشَدِّدُ تكيرَهُمْ وغضِبَهُمْ على من يعارض حدبيت رسول الله بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ برأي أو قيام أو استحساب أو قول أحد من الناس كائناً من كان، وبنهجِهِنَّ فاعلَ ذَلِكَ، ونُكَرُونَ عَلَى مَنْ يَضْرِبُ لَهُ الْأَمْثال، وَلَا يُؤْمِنُونَ بِغَيْرِ الْإِنْبِيادِ لَهُ وَالشَّلْبِ وَالشَّلْقِ بَاشْتِمَاعِ وَالطَّاعَةِ، وَلَا يَخْطُرُ بِقَلْوَمِهِ"

(۱) طہیہ شہادۃ آن محمد رسول اللہ ﷺ از عہد العزیز بن عبد الداہ بن محمد آل علی (ص: 75)۔

(۲) شرح العقیدۃ الاباطیۃ از ابن شیع (2-321) بیخ و مکجع: شرح الزہیں التویی از ابن شیع (ص: 27)۔

الشوفعی فی قبوله۔<sup>(۱)</sup>

نیک سلط رول میں بھی کسی حدیث کے خلاف کوئی رائے یا قیاس یا اتحاد یا کسی شخص کی بات پیش کرنے والے پر محنت نگیر فرماتے اور غصہناک ہوتے تھے اور ایسا کرنے والے کا بیان کرتے تھے اور اس کے لئے مثالیں بیان کرنے والے کو محنت ڈالتے تھے اور سننے مان لینے کے ذریعہ اس کی تابعداری اور تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی سورت روایہ قرار دیتے تھے اور اس کی قویت میں تو قوت کرنے کی بات تو ان کے دلوں میں کھلک بھی رکھتی تھی۔

بہر حال زیر نظر حکایت عالم اسلام کے دلوں کی دھڑکن جامعہ اسلامیہ مدینہ طلبہ کی ایک ماہی نماز، محسوس علمی، منسجی اور دعویٰ شخصیت فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد بن ہادی المدغی حفظہ اللہ کے اندر دعوت سلیفیت کے بعد بدین اتباع سنت کی وضاحت اور اندھی تلقینیہ انہر پرستی اور جمود و تعصب کی قولی و عملی ترویج کے سلسلہ میں تحریر کروہ اہم رسائل الاقوام بما جاء عن آئین الدعوۃ من الاقوال فی الاتباع<sup>۲</sup> کا ارادہ وہ جو جسم بے بھے شیخ حفظہ اللہ نے بڑی تہذیبی و عرقی ریزی اور اتباع سنت اور علماء امت کے دفاع کی بابت غیر قائمہ اور بدینہ فاسد سے خواہ قدم جیا ہے۔

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد بن ہادی المدغی حفظہ اللہ کی شخصیت علمی ملقوں میں محتاج تعارف نہیں آپ عرصہ دراز سے عالم اسلام کی مائی نازیوں نیو روپی "جامعہ اسلامیہ مدینہ طلبہ" میں حدیث و علوم حدیث کے موقع احتاہ اور عالم اسلام کے مستند علمی دانی بیس اپنی علمی گیرانی و تعلیمی عقدی و منسجی خیرت و صلاحت اور جتنی کوئی دیباگی سے معروف ہیں آپ کے امامتہ میں دیگر اہل علم کے علاوہ امام العصر علامہ عبد العزیز ابن باز اور محدث المدینۃ علام محمد بن محمد الانصاری رحمہما اللہ تعالیٰ ذکر میں جبکہ عالم اسلام کے معترض منسجی علماء اہل سنت نے آپ کی علمی جیشیت منسجی غیرت اور جتنی کوئی کامن احترمات کیا ہے جن میں امام العصر علامہ ابن باز رحمہ اللہ علام محمد بن امامان علی جامی رحمہ اللہ علامہ احمد بن شیخ تھجی رحمہ اللہ علامہ رفعی بن ہادی بن عاصی رحمہ اللہ علی حفظہ اللہ وغیرہ شامل ہیں۔

(۱) آیات الرفاقت فی الرسالۃ ایضاً علامہ اہلبی (ص: 267). نیز دیکھئے: عالم المقصون (6/ 179)۔

واضح رہے کہ اقیم الحروف نے جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ کے دور طالبعلمی نمبر ۲۰۰۳ میں لکھتے  
الحادیث میں شیخ حفظہ اللہ سے کتاب کے مشمولات کی اہمیت کے پیش فراہم کے ارادہ تو تجدیگی  
اباہت لے کر اس کا ذرجم بھی تھا۔ جو اللہ کی توفیق و نصرت سے آج زیور طبع سے آزاد ہو کر منظر نام  
پر آری ہے فلذ المحمد والمنولہ الامر من قبل و میں بعد۔

کتاب کے تجدی میں کوشش یہ تھی ہے کہ الفاظ و تعبیرات سے آزاد ہوئے بغیرہ بانٹھن اور  
روال رہے اور موات کے مقصود کی کما حق ترجیحی ہو سکے۔ میں اللہ تعالیٰ سے حسن توفیق غلطیوں  
لغز شوں سے معافی اور نفس و شیطان کے شر سے پناہ کا خواستگار ہوں۔ ساتھ ہی اللہ ذوالکرم سے پر امیہ  
ہوں کہ ان شاء اللہ کتاب اردو و اس طبق کے حق میں اپنے موضوع پر ثابت کار اور مفید ثابت ہو گی۔

میں اس کتاب کی اشاعت پر اللہ عزوجل کی حمد و شکر کے بعد اپنے مشفیق والدین کا بے احتبا  
شکرگزار ہوں۔ بعدہ مسلک حق کی علمبرداری میں جمیعت اہل حدیث مبینی بالخصوص اس کے امیر محترم  
فضیلہ الشیخ عبد السلام سلفی حفظہ اللہ کا دل میں معمون ہوں۔ جن کی عقدی و منہجی غیرت نشر سنت کی  
بے پایاں حیثیت بیکھر جد و ججد اور حوصل افرانی کے تجھے میں اس کتاب کی اشاعت عمل میں آئی۔ دعا  
بے کہ اللہ تعالیٰ انسیں اس پر اجر عظیم سے نوازے آئیں۔

اسی طرح جمیعت اہل حدیث زست بھیوئی بالخصوص اس کے صدر جناب عبد الحمید خان صاحب  
اور دیگر ایکین کا شکرگزار ہوں جنہوں نے زست کی جانب سے اس اہم رسالہ کی طباعت و اشاعت کی  
خواہش ظاہر کی اور اس کے اخراجات کا ذریلا۔ فجز اہم اللہ خیر۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہر فاس و عام کے لئے یکماں مفید بنائے اور ایکین  
جماعت اور دیگر محسین کے لئے صدقہ باریہ بنائے۔ آمین۔

مبینی ۲۰ رمضان ۱۴۳۸ھ

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ مدنی  
(شعبہ نظر و اشاعت نسوانی جمیعت اہل حدیث مبینی)  
(inayatuahmadani@yahoo.com)

● شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب تمام اولین و آخرین کی سعادت و نیک بخشی انبیاء و ولی علیم اسلام کی اتباع پر موقوف ہے تو یہ بات بھی ملے ہے کہ اس کے سب سے زیادہ مُستحب و مُدُلگ میں جو رسولوں کے آثار کے مخصوصی علم رکھنے والے اور ان کے سب سے زیادہ پیغمبر و کاربی دراصل ہر زمان و مکان میں سعادت مند و نیک بخشت ہیں اجوہ ہر ملت کا نجات یافتہ گروہ ہے اور وہ اس امت کے اہل سنت و حدیث ہیں۔

(الدرر النیۃ: ۲۱/۲)

● امام عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

”یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ سنت رسول ﷺ کی تلاش و جستجو اور اس کی معرفت کے سلسلہ میں سب سے عظیم جماعت اہل حدیث ہے۔۔۔ اس سلسلہ میں صرف وہی اختلاف کر سکتا ہے جو اللہ عز وجل اس کے رسول ﷺ اور اس کے مومن بندوں کا دشمن ہو۔۔۔“ (الرسائل النجدیۃ: ۳/۱۲۲)

● نیز فرماتے ہیں:

”علماء اہل حدیث سے بعض اور ان کے بارے میں زبان درازی وہی کر سکتا ہے جو بدعتی، جھونا اور یہود و گوئی کرنے والا ہو۔۔۔“ (الرسائل النجدیۃ: ۲/۲۵)

**• علامہ عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن فرماتے ہیں:**

”اہل سنت و حدیث ہر جگہ اور ہر دور میں دنیا و الوں کے مشق ستم رہے گیں: اہل سنت ان سے محبت اور ان کی مدح و شتائم ممتاز ہیں جبکہ اہل بدعت ان کی عیب جوئی اور طعن و تشنیع میں معروف ہیں۔“ (الدرر النیۃ: ۳/ ۱۰۲)

**• علامہ ابن القیم رحمہ اللہ قمطراز ہیں:**

”اگر آپ کو اہل علم میں سے کوئی شخص مل جائے جو دلیل کا طالب اسے فصل مانند والا اور حق کا پیرو کار ہو تو خواہ حق جہاں کہیں اور جس کسی کے ساتھ ہو تو وہ حق ہو جائے گی، انسیت والیناں حاصل ہو گا اگرچہ وہ آپ کا مخالف ہی کیونکہ نہ ہو، کیونکہ اگر وہ آپ کا مخالف بھی ہو گا تو آپ کو مذکور سمجھے گا۔ اس کے بعد عکس جاہل ظالم بلا جھت آپ کی مخالفت کرے گا اور بلا دلیل و برہان آپ کو کافر یا بدعتی قرار دے گا۔ آپ کا گناہ صرف یہ ہے کہ آپ اس کے تباہ کن طریقہ اور اس کے مذموم طور و کردار سے اعراض کر رہے ہیں۔ لہذا اس قسم کے لوگوں کی کثرت سے دھوکہ دکھانا کیونکہ ایسے ہزاروں لوگوں کی بھیز اہل علم کے ایک فرد کی برابری نہیں کر سکتی؛ جبکہ اہل علم کا ایک فرد دنیا بھر کے جاملوں سے افضل و برتر ہے۔“ (علام الموقعین: ۳/ ۳۰۸-۳۰۹)



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تَمْحِیْد

الحمد لله رب العالمين خير خلقه نبينا محمد وعلی آل وصحبه أجمعين۔ أما بعد:

قارئي كريم امحجه خوشی ہے کہ بابر کتب ملکی دعوت کے احمد رحمہم اللہ کے اقوال و فرمودات پر مشتمل یہ مختصر رسالہ آپ کی مذمت میں پیش کروں جو درج ذیل مسائل سے متعلق ہے:

۱۔ اتباع کتاب و سنت اور ان کی تعظیم کی ترغیب یا نیز یہ کہ کتاب و سنت ہر شخص کے قول پر مقدم میں خواہ کوئی بھی ہو۔

۲۔ تقیدیہ کی مذمت، نیز یہ کہ نہایت اضطرار و مجبوری کی حالت ہی میں تقیدیہ کی راہ اپنائی جاسکتی ہے، اور وہ بھی علم کے تمام ابواب و مسائل میں نہیں بلکہ جہاں حد درجہ دشواری اور تجھیہگی ہو۔

۳۔ میں نے اس میں تقیدیہ اس کی قسمیں اور ہر قسم کا حکم بیان کیا ہے۔

۴۔ کیا حق مذاہب اربعد (جنہی مالکی، شافعی، صنی) میں محصور ہے؟

۵۔ اور پھر مختلف مسلکوں میں تصنیف شدہ فقہی کتابوں کے مسلم میں صحیح موقف احمد اربعد رسالہ کا اختتام کیا ہے۔

میں نے احمد رحمہم اللہ کے تمام اقوال و فرمودات جو احرفاً نقل کئے ہیں اور ان کی کتابوں و مسائل اور فتاویٰ کا حوالہ دیا ہے۔

اور میں نے۔ اگر مکمل نہ کیوں تو۔ زیادہ تر اعتماد کتاب "الدرر السینیۃ فی الاجویۃ النجدیۃ" نہ کیا ہے جو مالمفکر شیخ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی تائیف ہے، کیونکہ یہ اس بابرکت سلفی دعوت کے احمد کے رسائل پر مشتمل سب سے جامع کتاب ہے (موافع کو اس باب میں جو کچھ بھی مل سکا ہے اس کتاب میں جمع کر دیا ہے، ووائے بعض مسائل کے جن کا خلاصہ ہوا ہو، یا جن کی نسبت قائلین کی طرف قلعی ڈھو) <sup>(۱)</sup>۔

### اس رسالہ کی تائیف کا مقصد:

- اپنے نوجوانوں کو ان ائمہ رحیمہ اللہ کے مقام و مرتبہ سے واقف کرانا جن کی اکثریت ان کی تکالیفوں کے پڑھنے سے غافل ہے۔ اور ان لوگوں کی تردید جن کا خیال ہے کہ یہ سارے ائمہ مقلد تھے انہیں حدیث کا کوئی علمبردار تھا۔
- اس بات کی وضاحت کہ امام محمد بن شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے عقیدہ و فہرست دنوں پہلوؤں پر سلفی دعوت کی تجدید فرمائی تھی جو ایں طور کے دنوں جوانب میں دلیل قرآن و سنت کی اتباع ضروری ہے۔ اور ان لوگوں کی تردید جو یہ کہتے ہیں کہ آپ کی دعوت ایک جا تب (عقیدہ میں) تو سلفی تھی لیکن دوسری جا تب (فتاوی و مسائل میں) سلفی نہ تھی۔
- ان لوگوں کی تردید جو شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب اور ان کے پیشے امام عبد اللہ رحیمہ اللہ سے منقول بعض اقوال جن میں انہوں نے کہا ہے کہ وہ "امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب پر میں" سے اتدال کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اپنے مطلوب "سلطان" کی

(۱) یہ بات علام محمد فتحی اصولی مفتی دیا ہو دیجئے شیخ محمد بن ابی ایم بن عبد اللطیف الشیخ محمد بن نے اس کتاب کی تحریک میں ذمہ دیا ہے۔ وہ بھیتے: (۱/۱۷) نیا ایڈیشن۔

تفقیدیہ کا و جو ب ثابت کر سکیں اور اپنا خاص مقصد حاصل کر سکیں۔  
حالانکہ یہ بے چارے نہیں جانتے کہ اپنے اس عمل سے وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر شیخ  
الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اور آپ کی مبارک دعوت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔  
جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

رَأَمْ نَفْعًا فَصَرَرْ مِنْ غَيْرِ قُصْدٍ  
وَمِنْ الْبَرِّ مَا يَكُونُ عَفْوَفًا

اس نے نفع پہنچانا چاہا تو غیر ارادی طور پر نقصان پہنچا دیا، بعض حسن سلوک میں بھی  
نافرمانی ہوا کرتی ہے۔

ایک دوسری شاعر کہتا ہے:

فَإِنْ كُنْتَ لَا تَذَرِّي فَتَلْكَ مُصِيَّةٌ  
وَإِنْ كُنْتَ تَذَرِّي فَالْمُصِيَّةُ أَعْظَمُ

اگر آپ نہیں جانتے میں تو مصیبت ہے اور اگر جانتے میں تو بہت بڑی مصیبت ہے۔  
اخیر میں میں اللہ عز وجل سے اس کے اسماء حسنی اور صفات نالیے کے ویڈ سے دعا  
کرتا ہوں کہ اس رسال کے مشمولات سے بچے اور۔ میرے طالب علم بھائی۔ آپ کو نفع  
پہنچائے اور ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام لوگوں کو بدایت و نیکی  
کی راہ چلائے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَىٰ أَكْلَهُ وَصَحْبَهُ أَجْمَعِينَ۔



• مقدمہ: رسول ﷺ کی اطاعت و اتباع

کے وجوب پر دلالت کتاب آیات

- پہلا مسئلہ: کیا لوگوں پر کسی معین شخص کی تقیید واجب ہے  
خواہ وہ ائمہ اربعہ میں سے ہو یا دیگر لوگوں میں سے؟
- ایک شبہ اور اس کا جواب
- دوسرا مسئلہ: کیا حق چار مسلکوں میں محصور ہے؟
- تیسرا مسئلہ: تقیید کا حکم
- چوتھا مسئلہ: تقیید کے باب میں طالب علم کو کیا کرنا چاہئے
- فصل: مذاہب کی فقیہی کتابوں کے مسلم میں صحیح موقف
- فصل: ائمہ اربعہ اور دیگر اہل علم کا احترام اور ان کے

علوم سے استفادہ واجب ہے

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنُسْتَغْفِرُهُ، وَنَتُوْبُ إِلَيْهِ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ  
مِنْ شَرْفِرِ أَنفُسِنَا وَسَيِّنَاتِ أَعْمَالِنَا، فَنِيَّهُدُهُ اللَّهُ فَلَا مُضْلِلٌ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلَ  
فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا.  
وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ  
وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى الْأَئْمَاءِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا.

اما بعد:

بیشک ان - جل خلاوه و تقدست اسماؤه - نے محمد ﷺ کو بدایت اور دین حق دیکر  
مبوعث فرمایا تا کہ مشرکین کی ناگواری کے باوجود اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اور  
آپ پر متعین کے لئے کتاب بدایت اور نور نازل فرمایا اور آپ کو اس کی شرح دیان کی  
ذمدادی سونپی ارشاد باری ہے:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْذِكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ  
يَتَفَكَّرُونَ﴾ [النحل: ٢٣]

ہم نے آپ کی طرف ذکر اتنا رہے تا کہ آپ لوگوں کو جوان کی طرف اتارا گیا ہے  
اسے کھوں کھوں کر بیان کر دیں۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اس ذمدادی کو تمام و کمال اور محسن و غوبی انجام دیا آپ کتاب

اللہ کی تعبیر کرنے والے اور اس کے معانی کی رہنمائی کرنے والے تھے۔ آپ کے صحابہ جنہیں اللہ دعوں جل نے اپنے نبی ﷺ کے لئے پڑا اور پسند کیا تھا آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ انہوں نے اس شرح و بیان کو آپ سے مختص کیا۔ پڑا نچوڑا وہ نبی کریم ﷺ اور کتاب اللہ سے اللہ کے مقصود و مراد کے بارے میں لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے، لہذا رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہی کتاب اللہ کی تعبیر کرنے والے نجہر سے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”وَرَسُولُ اللَّهِ يَعْلَمُ لَيْلَةَ نُكُبْدِيَّةَ وَنَهَارَةَ نُكُبْدِيَّةَ وَعَنْهُ يَتَرَكَّبُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْرَفُ تَأْوِيلَهُ  
وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عَمِلْنَا بِهِ“ (۱)

رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے، آپ پر قرآن اترتا تھا، آپ اس کی تفسیر و بیان جانتے تھے، پڑا نچوڑا آپ جو کچھ عمل کرتے ہیں جو اس پر عمل کرتے۔ اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر گامزد، رہے۔ اور جو ان کے راستے سے بگل گیا وہ مسلمانوں کے راستے سے خارج ہو گیا اور اپنے آپ کو نہاب الہی کا مخفی بنالیا، جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

”وَمَنْ يُشَافِقِ الرَّسُولَ مِنْ يَعْدُهُ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعُ غَيْرَ  
سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ فَوْلَهُ مَا تَوَلَّ وَنُصِلَّهُ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ  
مَصِيرًا“ (۱۱۵) [انعام: ۱۱۵]

جو شخص باوجود راہ پر ایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول کی مخالفت کرے اور

(۱) صحیح مسلم ۲/ ۸۸۶، کتاب الحجج، باب حجج اثنی عشر، حدیث (۱۳۱۸) و سنن ابو داؤد ۲/ ۲۵۵، کتاب المناک، باب حدیث اثنی عشر، حدیث (۱۹۰۵) دلیل، اور نبی کریم ﷺ کے حجج کے بیان میں سب سے مشہور حدیث حدیث ہے۔

تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے بدھروہ خود متوجہ ہوا اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے اور وہ بہت برا لٹکا نہ ہے۔ اور اس شدید حکم سے نجات کا واحد راستہ یہ ہے کہ رسول گرامی ﷺ کی اطاعت و اتباع کی بائیے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَأَنْقُوا الظَّارِئَةِ أَعْذَاثَ لِلْكَفَّارِينَ ﴿١﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ  
لَعَلَّكُمْ تُرَحَّمُونَ ﴿٢﴾] آل عمران: ١٣٢ - ١٣٣۔

اور اس آگ سے ڈر جو کافروں کے لئے تیاری کی گئی ہے۔ اور انہوں نے اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کروتا کہ تم پر حرج ہے جیا جائے۔

پیر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ إِنْ تَوْلُوا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَفَّارِينَ ﴿١﴾] آل عمران: ٣٨۔

بہد سمجھئے کہ انہوں نے ﷺ کی اطاعت کرو۔ اگر یہ منہ پھیر لیں تو پیشک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

پیر ارشاد ہے:

﴿فَلَا وَرَبَّ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمَ مُوْلَكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ  
ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا  
تَسْلِيمًا ﴾] النہار: ٦٥۔

تمہارے رب کی قسم ای لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافی مسائل میں آپ کو حکم اور فیصلہ نہ بنالیں۔ پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دلوں

میں کوئی حرج نہ محسوس کرے۔ اور مکمل طور سے مسلمان ہم کروں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَعْنَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ  
فِنَّ الظَّالِمِينَ وَالصَّدِيقِينَ وَالشَّهِدَاءُ وَالصَّالِحِينَ وَحَسْنَ أُولَئِكَ  
رَفِيقًا ﴾ [النَّاس: ٤٩] -

اور جو انہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اماعت کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ بیسے، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہ لوگ کیا ہی بہترین ساتھی ہیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَإِرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴾ [٢٣] ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ  
فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّ فَقَدْ أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا ﴾ [٢٤]  
[النَّاس: ٧٨-٧٩] -

اور ہم نے آپ کو لوگوں کے لئے پیغام برنا کر بھیجا ہے اور گواہی کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ جو رسول ﷺ کی اماعت کرے اس نے انہی کی اماعت کی، اور جو منہ پھیر لے تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ہے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّمَا الَّذِينَ أَمْنَوْا أَطَيَعُوا اللَّهَ وَأَطَيَعُوا الرَّسُولَ وَأُولَئِكَ الْأَمْرِ مِنْ كُوٰٰنٰ  
تَنْزَلُ عَلَمٌ فِي شَيْءٍ فَرِدُوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ  
الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَخْسَنُ تَأْوِيلًا ﴾ [٥٩] -

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اعتیار والوں کی بچھرا گر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اگر اللہ اور قیامت کے دن پر تمہارا ایمان ہے، یہ بہتر اور باعتبارِ انجمام سب سے عمدہ ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخَلُهُ حَيَّةً تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ خَلِدًا فِيهَا وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴾  
﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَذَّ حُدُودَهُ يُدْخَلُهُ نَارًا خَلِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴾) (النار: ۱۳-۱۴)

جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بخوبی میں داخل فرمائے گا جن کے پیچے نہیں جا سکی ہوں گی ان میں وہ بھیشور میں گئے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدود سے آگے نکلے اسے وہ جنم میں ڈال دے گا جس میں وہ بھیشور ہے گا اور اس کے لئے رہا گا عذاب ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَاطَّبِعُوا اللَّهَ وَاطَّبِعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنْ تَوَلَُّ شَرِكَةً فَأَعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴾) (المائدہ: ۹۲)

اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور ذرتے رہو، اور اگر تم نے منہ پچھر ا تو جان لو کہ ہمارے رسول ﷺ کا کام صرف کھلا یقان پہنچانا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلْ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَإِلَرْسُولُ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْبِلُهُوا دَارَ بَيْنَكُمْ وَأَطْبِعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ [الانفال: ٦]

یہ لوگ آپ سے غیرمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرمادیجھے! کہ یہ مشتمل اس کی بیس اور رسول ﷺ کی بینہ ا تم اللہ سے ذرا اور باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور انہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔

نیز اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ أَيَّهَا الْمُزِيرَتِ هَامِنُوا أَتَسْتَحِبُّو لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ إِلَيْهَا يُخْبِي كُمْ وَأَعْلَمُو أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَبِيلِهِ وَإِنَّهُ دُوَّلٌ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾ [الانفال: ٢٣]

اسے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے کہنے کو بحالاً ذججب رسول ﷺ کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں۔ اور جان کھو کر اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے ول کے درمیان آڑن جایا کرتا ہے۔ اور بلاشبہ تم سب کو اللہ ی کے پاس جمع ہونا ہے۔

نیز اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَأَطْبِعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنْزَعُوا فَتَفْقَسُوا وَتَذَهَّبَ رِحْكُمْ وَأَصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ [الانفال: ٣٦]

اور اللہ ی کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتے ہو۔ اور آپس میں

اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا الحکم جائے گی۔ اور صبر کرو یعنی اپنے تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِتَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ وَمَنْ يُطِيعُ  
اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَيَخْلُصُ اللَّهُ وَيَتَقْبَلُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِرُونَ ﴿٦٣﴾ | النور: ۶۳۔

۔ ۵۲-۵۳۔

جب موننوں کو فیصلہ کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلا یا جائے تو اپنیں یہ کہنا چاہئے کہ جنمے نا اور اطاعت کی۔ اور حقیقت میں یہ لوگ فلاج پانے والے میں۔ اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کریں، خوف الہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ذرتے رہیں وہی لوگ کامیاب ہونے والے میں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَاقْبِلُوا الصَّلَاةَ وَءَافُوا الْرَّكْعَةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ | النور: ۵۶۔

اور نماز قائم کرو اور زکاۃ دو اور رسول ﷺ کی اطاعت سمجھا جاؤ تاکہ تم پر حرم کیا جائے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿فَلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلُّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِمَا مَا حَمَلُوا﴾

وَعَلَيْكُم مَا حِيلَشُّ وَإِن تُطِعُوهُ لَتُهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا  
الْبَلْغُ الْحَمِيمُ ﴿٥٣﴾ [النور: ٥٣]۔

بہذہ تجھے کہ اللہ کا حکم مانو رسول ﷺ کی اطاعت کرو پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے ذمے تو صرف وہی ہے جو اس پر لازم کر دیا گیا ہے اور تم پر اس کی جوابی ہی ہے جو تم پر رکھا گیا ہے۔ ہدایت تو تمہیں اسی وقت ملے گی جب تم رسول ﷺ کی اطاعت کرو ہمروں کے ذمے تو صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءَ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ  
يَقْدِمُ اللَّهُ الظَّرِيفُ يَتَسَلَّوْنَ وَمِنْكُمْ لَوْاً فَلَيَحْذِرُ الَّذِينَ  
يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَيْمَمُ  
﴾ [النور: ٦٣]۔

تم اند کے نبی ﷺ کے بلا نے کو ایسا بلا و ان کرو جس کار آپس میں ایک دوسرے کو ہوتا ہے تم میں سے اللہ انہیں خوب بتاتا ہے جو نظر بچا کر چکے سے سرک جاتے ہیں۔ سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ذرتے رہنا پا بنتے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپ سے یا انہیں دردنا کے عذاب نہ پہنچے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا إِنَّمَا يُصْلِحُ لَكُمْ  
أَنْتُمْ لَكُمْ وَيَعْفُرُ لَكُمْ دُنُونَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا  
عَظِيمًا﴾ [آل عمران: ١٨٠-١٨١]۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ذردا اور راست گوئی سے کام لوتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمادے اور تمہارے محنتا بخشن دے۔ اور جواند اور اس کے رسول کی اطاعت کر کے گاؤ، بڑی عظیم کامیابی سے تسلکنا رہو گیا۔

نیز ارشاد یادی ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةً إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ الْهُمَّ لِلْجَنَّةِ هُنَّ الْمُرِهُونَ وَمَن يَعْصِي اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ﴾  
الاخوہ: ۳۶۔

اور دیکھو کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، یاد کرو جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کر کے گاؤ، صریح گمراہی میں پڑے گا۔

نیز ارشاد ایسی ہے:

﴿ۚ يَتَأَلَّهَا الَّذِينَ لَا يُمْنَوْا أَطْبِيعُوا اللَّهَ وَأَطْبِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا يُبْطِلُوا أَعْمَلَكُمْ ﴾ [محمد: ۳۲]۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کا کہا مانو اور اپنے اعمال خالق نہ کرو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ۖ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلُهُ جَنَّتَ بَخْرِيٍّ مِّنْ تَحْتِهَا الْآَنْهَرَ وَمَن يَتَوَلَّ يُعَذَّبُهُ عَذَابًا أَلِيمًا ﴾ [الفتح: ۲۱]۔

جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کر کے گا اللہ اسے ایسی بختوں میں داخل

فرمائے گا جن کے پنجے سے نہریں باری ہوں گی، اور جو اعراض کرے گا اسے دردناک مذاب دے گا۔

نیز ارشاد ہے:

(وَمَا أَئْتَكُمُ الرَّسُولُ فَحْذِرُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَأَسْهُوا وَأَنْقُوا  
إِنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ) (البقرة: ٢٤)۔

جو کچھ رسول تمہیں دیں لے لو اور جس بیڑ سے روکیں رک جاؤ اور اللہ سے ذرتے رہو بیٹھ کر نہ سخت گرفت والا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

(وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّنُتُمْ فَإِنَّمَا عَلَى  
رَسُولِنَا الْبَلَغُ الْمُبِينُ) (الغافر: ١٣)۔

انہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کا کہا مانو اور اگر تم نے اعراض کیا تو ہمارے رسول ﷺ کی ذمہ داری صرف کھلا پیغام پیش کیا ہے۔

نیز ارشاد الہبی ہے:

(يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْقُوا اللَّهَ  
إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلَيْهِ) (الحجرات: ١)۔

اسے ایمان والوں اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ رہو اور اللہ سے ذرتے رہا کرو ایقیناً اللہ تعالیٰ سنتے والا جانے والا ہے۔

اسی لئے حسن<sup>(۱)</sup> فرماتے تھے:

(۱) دیکھئے: تفسیر طبری: (۲۹/۴۷) (۱) و تفسیر عبد الرزاق: (۲۳۰/۲) و اور استخوار: (۷/۲۷) (۵۲۷)۔

"لا تَذْكُرُوا قَبْلَ ذِيْجَهٍ" (۱)  
خی کریم سنت رسول ﷺ سے پہلے ذبح نہ کرو۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جو سنت رسول ﷺ کی اتباع کرے گا میں اس کی موافقت کروں گا اور جو گذ مدد کر کے اسے چھوڑ دے گا میں اس کی مخالفت کروں گا خواہ وہ میرا خاص دوست ہی کیوں نہ ہو۔ میں اسے نہیں چھوڑ سکتا: جو ہمیشہ سنت رسول ﷺ سے کچھ کھو گئے ہائے رکھے خواہ وہ کوئی دور کا ہی کیوں نہ ہو، اور میں اسے ساچھی نہیں ہنا سکتا: جو ہمیشہ رسول ﷺ کا قائل نہ ہوا خواہ وہ کوئی قریبی کیوں نہ ہو۔" (۲)

نیز فرماتے ہیں: "میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا ہے لوگ علم صحیحتے ہوں یا جو اپنے آپ کو علم صحیحتا ہو جو اس بات کا مخالف ہو کہ اللہ عز وجل نے امر رسول کی پیروی اور آپ کے فیصلہ پر مکمل رضامندی فرض قرار دی ہے۔ کیونکہ اللہ عز وجل نے اپنے بعد اگر کسی کی اتباع فرض کی ہے تو وہ رسول گرامی ﷺ کی ذات ہے۔ اور کسی کی بات کتاب اللہ اور سنت رسول کے بغیر نہیں مانی جاسکتی۔ کیونکہ ان دونوں کے علاوہ تمام باتیں نہیں کے تابع ہیں۔ اور بلاشبہ خبر رسول ﷺ کی قبولیت کی بابت اللہ عز وجل کا حکم تمام لوگوں کے لئے یکساں ہے خواہ وہ ہم ہوں یا بھم سے بعد اور پہلے کے لوگ ہوں اللہ کا فرض سب کے لئے ایک ہے۔" (۳)

(۱) امام احمد رحمانی کتاب "کاندھاریوں میں نہیں" سے مانو: ایک خوبی کا اقتباس (قد. سے تصرف گے ساتھ) بحوالہ: ابو عم المؤمن بن ابی امام ابن القیصر رحمہ اللہ (۲/۱۷۴)۔

(۲) بیکھے: کتاب "مناقب شافعی از امام شافعی" (۱/۲۸۵) تحقیق سید محمد صقر۔

(۳) دیکھئے: کتاب "صحیح اطہم از امام شافعی رحمان" (ص ۱۱) شیعہ دارالعلوم للنشر، سال ۱۴۳۵ھ، وکتب "مناقب شافعی از امام شافعی" (۱/۲۷۵)۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”کانَ أَخْسِنُ أَمْرِ الشَّافِعِيِّ رَحْمَةُ اللَّهِ عَنْهُدِيِّ : إِنَّ اللَّهَ كَانَ إِذَا سَمِعَ الْخَبَرَ لَمْ يَكُنْ عَنْهُدَهُ ، قَالَ بْنُ هَمَّادٍ وَتَرَكَ فَوْلَهُ“<sup>(۱)</sup>

مجھے امام شافعی رحمہ اللہ کی سب سے عمده بات یعنی تحقیق کہ: جب وہ حدیث رسول ﷺ سنتے جوان کے پاس نہ ہوتی تو فوراً اسے اپنا کراپنی بات ترک کر دیتے تھے۔

امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرمان باری:

”فَإِنْ تَنْزَعَ عَنْ فِي شَيْءٍ وَفَرِدُوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ“ | النساء: ۵۹ |۔

(اگر کسی چیز میں اختلاف کر لو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لو نادو)

کامعنی بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں اس بات کا مکلف کیا ہے کہ اپنے متنازعہ مسائل اللہ یعنی کتاب اللہ اور رسول یعنی سنت رسول ﷺ کی طرف پناہ دیں تو ہم نے قطعی طور پر یہ بات جان لی کہ جو بھی لوگوں کے متنازعہ مسائل کتاب و سنت کی طرف پناہے گا اسے یقیناً ان میں اس ذرع کا سحر افیض ملے گا۔“<sup>(۲)</sup>

یہ فرماتے ہیں:

”سب تمام اولین و آخرین کی سعادت و نیک بخشی انبیاء و رسیل علیہم السلام کی اتباع ہے موقوف ہے تو یہ بات بھی معلوم ہے کہ اس کے سب سے زیادہ مسخر وہ لوگ ہیں جو رسولوں کے آثار کے سب سے زیادہ جانشی والے اور ان کے سب سے زیادہ پیغمبر و کاریمیں۔ لہذا ان

(۱) است امامہ تحقیقی رحمہ اللہ نے المدخل (۱/۱۵۲) و در مناقب الشافعی (۱/۲۷۲) تحقیق پیر احمد صقر (میں تھا) کیا ہے۔

(۲) الدر السیدی فی الاجویۃ النجیۃ (۲/۸۰) بہرہ الایش۔

کے اقوال و افعال کے جانے والے اور ان کے پچھے پیروکاری دو اصل ہر زمان و مکان میں سعادت مندوں کی بخت ہیں جو ہر ملت کا نجات یافتہ گروہ ہے اور وہ اس امت کے اہل سنت و حدیث ہیں۔<sup>(۱)</sup>

چ فرمایا موصوف رحمہ اللہ نے: کیونکہ انہوں نے سنت رسول ﷺ کی معرفت میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں اور اس راوی میں ایسی ایسی مشقیں برداشت کیں جن کا علم صرف اللہ ہی کو ہے اور اس کے پچھے شخص اتباع رسول ﷺ سے ان کی مجت اور آپ کے احوال و کوافر سے آگاہی کا جذبہ کار فرماتھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی و خوش ہو۔

امام عبدہ اللہ بن محمد بن عبدہ الوباب جمہما اللہ فرماتے ہیں:

”یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ سنت رسول ﷺ کی معرفت اور حجتوں کے سلسلہ میں سب سے عظیم جماعت اہل حدیث ہے۔ کیونکہ وہی ان کا دامی مشغله تھا انہوں نے حدیث رسول ﷺ کے حصول اور اس کی معرفت میں اپنی زندگیاں قربان کر دیں اسے لکھنے، جمع کرنے اور اس کی تحقیق و تحقیق کا بھرپور اهتمام کیا، یہاں تک کہ صحیح وضعیت اور ریج اور جھوٹ کھوں کھوں کر بیان کر دیا اس سلسلہ میں صرف وہی اختلاف کر سکتا ہے جو اللہ عزوجل اس کے رسول ﷺ اور اس کے مومن بندوں کا دشمن ہو۔“<sup>(۲)</sup>

چ فرمایا موصوف رحمہ اللہ نے۔ بیشک قدر و منزلت والوں کا مقام و مرتبہ قدرو منزلت والے ہی جان سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر حمد فرمائے۔

ای لئے شیخ رحمہ اللہ کا یہ قول بھی ملا حضرت فرمائیں جس میں اہل الحدیث پر طعن و تشنیع اور ان

(۱) الدرالمنیۃ فی الابویۃ النجیۃ (۲/۲۱) بدیع الدین شیخ۔

(۲) دیکھنے: ”مجموعہ ارشادیں و المسائل النجیۃ“ (۳/۲۶)۔

کی تفہیص کرنے والوں سے ان کا دفاع کرتے ہوئے قمطراز میں:

”علماء اہل حدیث سے بعض اور ان کے بارے میں زبان درازی وہی کر سکتا ہے جو بدعتی، جھوٹا اور بیہودہ گوئی کرتے والا ہو۔<sup>(۱)</sup>

علام شیخ عبد الطیف بن شیخ عبدالرحمن، بن شیخ حسن، بن شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب حبیم الدین فرماتے ہیں:

”اہل سنت و حدیث ہر جگہ اور ہر دوسریں دنیا والوں کے مشق متر ہے میں: اہل سنت ان سے محبت اور رہا خوانی میں ممتاز ہیں جبکہ اہل بدعت ان کی عیب جوئی اور طعن و نفع میں معروف ہیں۔<sup>(۲)</sup>

یوگ امام احمد رحمہ اللہ کے شیخ کے موافق ہیں وہ یہ کہ سنت رسول کی تعظیم کی جائے نہ اسے ہر شخص کی بات پر مقدم رکھا جائے خواہ وہ کوئی بھی ہو، چنانچہ فرماتے ہیں:

”عَجِّلُ الْقَوْمَ عَرَفُوا إِلَيْهِمُ الْإِسْتَادَ وَصَحَّتْهُ، وَنَذَرُهُمُونَ إِلَى زَانِي سُفِيَّانَ!! وَاللَّهُ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿فَلَيَخْدُرَ الَّذِينَ يُحَكِّمُ الْفُوْنَ عَنْ أَمْرِهِ وَأَنْ تُصِيبَهُمْ فَتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النور: ۶۳]۔ اندھری ما الفتنة؟ الشرک، تعلہ إذا رَدَ بعض قولہ أنْ يَقُولَ فِي قُلْبِهِ شَيْءٌ مِّنَ الزَّنْجِ فِيهِلَكْ۔<sup>(۳)</sup>

(۱) دیکھئے: مجموعۃ الرسائل و المسائل الجمیعۃ (۲/ ۲۵)۔

(۲) دیکھئے: الدرستیۃ (۲/ ۱۰۲)۔ بدینہ امشش۔

(۳) امام احمد رحمہ اللہ کی یہ بات ان کی کتاب تلاوت الرسول حبیبہ میں ہے جو آپ کے صاحب اوسے صالح رحمان سے مردی ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ اللام اہل تحریر رحمہ اللہ اس نے ”الحاوی“ (۱۹/ ۸۳) میں اور امام ابن القیم رحمہ اللہ اس نے ”العام الموعیں“ (۲/ ۱۷۲) میں لیا ہے۔ اور اس پاکچہ حصہ امام عبد اللہ رحمہ اللہ اس نے اپنی کتاب ”رسائل الادم احمد“ میں وایت کیا ہے۔ دیکھئے: (۳۵۰-۳۵۵) باب تلاوت الرسول حبیبہ (حدیث ۲۵) ایضاً میں: زیر الشاویش۔  
====

مجھے ان لوگوں پر بڑا تعجب ہوتا جو مدد حدیث اور اس کی صحیت جاننے کے باوجودسفیان  
رحمہ اللہ علیہ ائمۃ اخیر کرتے ہیں حالانکہ اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جو لوگ حکم رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ  
میں ان پر کوئی فتنہ آپؐ سے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔  
جاننے ہو "فتنہ" کیا ہے؟ شرک ہے! ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی کسی بات کو  
نکھرانے کے بہب اس کے دل میں جی واقع ہو جائے جس سے وہ بلاک ویر باد ہو جائے۔  
یہ راپے بعض شاگردوں سے فرماتے ہیں:

"لَا تُقْدِرُونِي، وَلَا تُفْدِنُوا مَالِكًا، وَلَا الشَّاعِرِي، وَلَا التُّورِي، وَتَعْلَمُوا كُفْرًا  
تَعْلَمُنِي" (۱)

ذمیری تقدیم کردہ مالک کی زٹافی کی ندی ثوری کی، جہاں سے ہم نے یہ کھا ہے وہیں  
کے قم جھی سیکھو۔

یہ فرماتے ہیں:

"مِنْ قَلْهَةِ عَلَيْهِ الرَّجْلُ أَنْ يُفْلِدَ دِينَ الرَّجَالِ" (۲)

== یہ را امام محمد بن جعفر اسے فضل بن زید القیان اور ابوطالب الحمد بن عبد الله بن امیہ امھانی نے روایت کیا ہے، جیسا کہ  
شیخ سعدی بن محمد انہیں تمجید الحسن الجیہی (ص: ۲۵۵) میں اور شیخ عبد الرحمن بن حسن بن حمد اسے شیخ الجیہی  
(ص: ۳۲۲، یعنی شیخ الراست احarten لجموٹ الحمری و الافت) میں ذکر فرمایا ہے۔

یہ امام ابن طبریؓ کی "الایسا بالبری" (۱) ۲۹۰/۲۹۰ءا بہ ما فرقہ محدث تھانی التنزیل میں مذکور ای رسول ہے،  
ہدیث (۹) میں روایت فضل بن زید ائمۃ اسلام امام محمد بن جعفر ان تجویح فرمائی ہے۔

(۱) دیکھی: "مجموع احادیث شیخ الاسلام ایں تمجید رکن اللہ" (۲۰/۲۱۲)۔

(۲) مصدر: مابین (۲۰/۲۱۲)۔

آدمی کے کوہ عالم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ اپنے دین کو لوگوں کا مقلد بنادے۔  
نیز فرماتے ہیں:

”لَا تَقْلِدُ دِيَنَكُ الْجَاهِلِ فَإِنَّهُمْ لَنَّ يَشْرِكُوا مِنْ أَذْنِي بِعَطْلَوْا“<sup>(۱)</sup>۔

اسپنے دین کو لوگوں کا مقلد بنادے، یعنکل لوگ غلطیوں سے ہرگز محفوظ نہیں رہ سکتے۔  
اسی لئے امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے ”كتاب التوحید“ میں ایک باب قائم کیا ہے  
جس کا عنوان ہے:

”بَاتٌ مِنْ أَطْاعَ الْعُلَمَاءَ وَالْأُمَّارَ فِي تَحْرِيمِ مَا أَحَىٰ اللَّهُ أَنْ تَحْبَلَلَ مَا حَرَمَ اللَّهُ“  
فَقَدْ أَخْذَلْتُمْ أَرْبَىٰنَا مِنْ ذُنُونِ اللَّهِ“<sup>(۲)</sup>۔

اس بات کا بیان کر جس نے اللہ کی حلال کردہ چیزوں کے حرام قرار دیتے یا حرام کردہ  
چیزوں کو حلال تھہرا نے میں علماء و امراء کی اطاعت کی اس نے اللہ کو چھوڑ کر انہیں رب بنالیا۔  
اور اس کے تحت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث نقش فرمائی ہے:

”يُوشِكَ أَنْ تُنْزَلَ عَلَيْكُمْ جَحَادٌ مِنَ الشَّمَاءِ، أَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
وَتَفَوَّلُونَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعَمِّزَ؟!“<sup>(۳)</sup>۔

(۱) محدث سانی (۲۰۲/۲۰۲)

(۲) اس کے بھر میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ”مسند“ (۱/۲۳۲) تھیں احمد شاہ کر (۲۳۲) میں روایت کیا ہے۔ ایجٹن: دار العلوم۔  
(حدیث ۳۲۱)۔ یعنی امام اسحاق بن راهويہ نے اپنی ”مسند“ میں روایت کیا ہے نیما کا ”الطالب العالی“ رہا اور اس نے  
اللہ کی اذن امام ابن حجر محمد ان (مسند الحج) (۲/۵۸-۶۰) میں ہے، این حجر محمد ان فرماتے ہیں: ”اس کی  
سدھی ہے ایجٹن: دار العلوم۔

یعنی عاقل المشرق خلیف بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”الغوثی و المختصر“ (۱/۲۷۴-۲۷۵) محدث ۲۹۳ تھیں:  
عادل العزاوی (۲۹۳) میں روایت کیا ہے۔ ایجٹن: دار ابن الجوزی۔  
====

اندیشہ ہے کہ تم پر آسمان سے پھرول کی ہارش ہو جائے! میں کہرباہول: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور تم کہتے ہو: ابو بکر و عمر رضی ان عینہمانے فرمایا!!  
اور امام احمد رحمہ اللہ کا مابین قول بھی ذکر کیا ہے:

”عَجِّلْتُ لِقَوْمٍ عَزَفُوا إِلَيْنَا دِرْبَهُنَّا وَصَخَّنَهُنَّا...“

مجھے ان لوگوں پر بڑا تعجب ہوتا جو سندھیث اور اس کی صحت جانتے ہوئے۔۔۔۔۔  
اور عبیدی بن حاتم بن شیخ کی حدیث کو بھی ذکر کیا ہے جسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے:  
”الله سبیع السنجق بیتی نظرًا ہذہ الآیۃ: ﴿أَنْهَدُوا أَحَبَّ إِلَهَهُ وَرَهِنُتُهُمْ  
أَرْبَابًا مِنْ دُوْبَنَ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أَمْرُوا إِلَّا  
لِيَعْبُدُوا إِلَيْهَا وَاحْدَادًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مُبِينٌ هُوَ عَمَّا  
يُشَرِّكُونَ﴾ (النور: ۱۰)، فقلتُ لَهُ: إِنَّا لَنَا نَعْبُدُهُمْ! قال:  
”إِنَّمَا يُحَرَّمُونَ مَا أَخْلَى اللَّهُ فَتَحْرِمُونَهُ، وَيَحْلُونَ مَا حَرَمَ اللَّهُ  
فَيَحْلُونَهُ؟“، فقلتُ: نَبَّى، قال: ”فَتَلَكَ عِبَادُهُمْ“<sup>(۱)</sup>.

کہ انہوں نے بنی کریم ﷺ کو یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے ہوئے سنا:  
ترجمہ: ان لوگوں نے اپنے علماء اور پادریوں کو ان کے سوارب بنالیا ہے اور مجھ بن  
مریم عینہما السلام کو بھی حالانکہ انہیں اسی بات کا حکم دیا گیا تھا کہ وہ الدوام کی عبادت

== پیر عاقو المغرب ابن عبد البر رحمہ اللہ نے ”باقیہ بنی احمد و افضل“ (۲/۱۳۰، ج/۲۸، ح/۲۳۸۷۲۳) میں  
روایت کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

(۱) باقیہ بنہمی: (حدیث ۲۰۹۳) پیر امام البری نے ایسی ”تقریب“ (۱۰/۸۰، ۸۱) میں امام عیرانی نے ”باقیہ البری“  
(۱۰/۹۲، حدیث ۲۱۸) میں اور امام تحقیقی نے ”امتن البری“ (۱۰/۱۱۶) میں روایت کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

کریں جس کے علاوہ کوئی معبود حقيقة نہیں اس کی ذات ان کے شرک سے پاک ہے۔

کہتے ہیں کہ: میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: کہ ہم ان کی عبادت تو نہیں کرتے تھے! آپ نے فرمایا: کیا ایسا نہیں تھا کہ وہ اللہ کی حلال کر دی چیزوں کو حرام قرار دیتے تھے تو تم اسے حرام سمجھتے تھے اور اللہ کی حرام کر دی چیزوں کو حلال سمجھ رہتے تھے تو تم اسے حلال سمجھتے تھے؟ میں نے کہا: باں ایسا تو تھا! آپ نے فرمایا: یہی تو ان کی عبادت ہے۔

امام عبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب حبیب اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "فتح المجید" میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ قول کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول اس شخص کا جواب تھا جس نے ان سے کہا تھا کہ: ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما حج تمعن کے قائل نہیں میں بلکہ ان کا خیال یہ ہے کہ حج افراد افضل ہے۔"

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال تھا کہ حج تمعن واجب ہے اور آپ فرماتے تھے:

"إذا طاف بالبيت، وسعى بمن الصفا فالمروءة سبعـة أشواط، فقد خلـق من غـمرتهـ، شاء ألم أـيـ"۔

ایک شخص نے اگر خانہ کعبہ کا سات طواف کر لیا صفا و مردہ کے مابین سات چکر سعی کر لی تو وہ اپنے عمر سے حلال ہو گیا چاہے یا نہ چاہے۔

اور صحیحین میں سراوق بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث یہاں فرمائی جس میں نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو حج تمعن کا حکم دیا تھا۔

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ایسی صورت میں کسی مفتی کے لئے جسے دلائل سے مسائل کے استنباط کا ملکہ حاصل ہوئی۔ نذر باتی نہیں رہ جاتا کہ وہ علماء کے مسائل میں غور کرے اور یہ دیکھئے کہ کس امام نے کس دلیل سے استدلال کیا ہے اور پھر جو قول دلیل کے مطابق ہوا ہے لے۔"

نیز فرماتے ہیں:

"علماء کرام ہمیشہ پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کرتے رہے ہیں چنانچہ جس کا اجتہاد درست ہوا وہ دو اجر کا مستحق ہوا اور جس کا غلط ہوا وہ بھی ایک اجر کا مستحق قرار پا پائیں گے کہ حدیث رسول میں وارد ہے۔ لیکن جب ان کے سامنے دلیل واضح ہو جاتی تو وہ اسے اپنا کر اپنا اجتہاد ترک کر دیتے۔"

پال اگر:

- ۱۔ انہیں حدیث رسول دیکھئے۔
  - ۲۔ یا کسی مسئلہ میں اس کے زد یک کوئی حدیث ثابت نہ ہو۔
  - ۳۔ یا حدیث تو ثابت ہو لیکن کوئی دوسری دلیل اس کے خلاف یا مخصوص ہو وغیرہ۔
- تو ایسی صورت میں امام کے لئے اجتہاد کرنا جائز ہے۔

اممہ اربعہ رحمہم اللہ کے زمانے میں حدیثیں جن کے پاس ہوتی تھیں ان سے ملاقات اور برادرست سماعت کے ذریعہ حاصل کی جاتی تھیں اور می حدیث رسول کے حصول کے لئے کئی شہر و میں کا سال بساں سفر کرتا تھا پھر امہمہ کرام رحمہم اللہ نے تصنیفات کا اہتمام کیا، حدیثوں کی جمع و تدوین کی، انہیں سندوں سے روایت کیا اور صحیح، حسن اور ضعیف کو الگ الگ کیا۔

ای طرح فقیہ نے ہر ہر مذہب (ملک) میں کتابیں تصنیف کیں؛ مجتہدین کی دلیلیں ذکر کیں چنانچہ طالب علم کے مسئلہ آسان ہو گیا، ہر امام کسی مسئلہ کا حکم اپنی دلیل کے ساتھ بتایا کرتا تھا۔

عبدالله بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جسے دلیل مل جائے اور وہ اپنے امام کی تقلید کرتے ہوئے اُسے دلنے اس پر دلیل کی مخالفت کے باعث سخت نیکر کرنا واجب ہے۔

لہذا جو بھی کسی عالم کے قول کی بنیاد پر دلیل ترک کر دے خواہ وہ کوئی بھی ہوتا اس پر نیکر کرنا واجب ہے؛ امام کرام کے صریح اقوال اس بات پر دلالت کتاب میں نیز یہ کہ تقلید صرف ان اجتہادی مسائل ہی میں جائز ہے جن میں کتاب و سنت کی کوئی دلیل نہ ہو جس کی طرف رجوع کیا جائے بعض اہل علم کے قول لا ائکار فی مسائل الاجتہاد (اجتہادی مسائل میں انکار نہیں ہے) کا یہی مقصود ہے<sup>(۱)</sup>۔

لیکن جو کتاب و سنت کی مخالفت کرے اُس کی تردید کرنا واجب ہے، یہا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما امام ثانی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کا قول ہے؛ اور یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ امام عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی۔

میں (مولف کتاب) کہتا ہوں کہ امام عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ کی آنکھوں سے درج ذیں چار باتیں معلوم ہوئیں:

① اجتہاد رائے کا راست محض انتہائی اضطراری صورت میں اور بہت ہی مدد و دار ہو میں اختیار کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً:

(۱) اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لئے دیکھئے: امام المؤمن (۳، ۲۸۸، ۱۰ جملہ) ازان القمر، جدہ۔ (مترجم)

۱- جب عالم کو حدیث رسول نہ چینیجے۔

۲۔ یاں کے یہاں وہ حدیث ثابت نہ ہو۔

۳۔ ہائیکوئٹ تو ثابت ہوئیں اس کا کوئی معارض یا مخصوص یا باجا ہے، وغیرہ۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ الموقعین ”میں فرماتے ہیں<sup>(۱)</sup>:

"امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مجھ سے کسی نے کہا: مجھے کوئی ایسا واقعہ بتائیے جس سے معلوم ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی کام کیا ہو پھر حدیث رسول ﷺ مل جانے کے بعد اسے ترک کر دیا ہو؟ میں نے جواب میں کہا:

بهم سے سفیان نے بیان کیا از ہری کے دامن سے اور انہوں نے عبد اللہ بن المیب کے  
دامتے سے کہ عمر بنی اللہ عنده فرماتے تھے:

"الْدِيَةُ لِلْعَاقِلَةِ، وَلَا يُرْثِي الْمَرْأَةُ مِنْ دِيْنِ زَوْجِهَا" حَتَّى أَخْبَرَهُ الصَّحَافُوكَ بِئْسَ مُفْسِدٌ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنْ يُرْثِي الْمَرْأَةُ الصَّابِرَيِّ مِنْ دِيْنِهِ" مُرْجِعُهُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ ذِيَّلَهُ عَلَيْهِ الْكَفَافُ

"دیت (خون بھا) عاقلہ<sup>(۲)</sup> پر ہو گا اور عورت اپنے شوہر کی دیت سے وارث نہ ہوگی۔"

(۱) امام شافعی کا یاد، اس کے بعد والادوتوں قول "الرسانہ" (۳۲۵-۷۲۲ تیر ۱۹۶۹ء) میں اور "الامم" (۷۷۷ء) میں سے۔ واعظ مأمورین (۲۸۳، ۴۰۷، ۵۰۷) میں (مندرجہ)۔

(۲) ماقول عقل سے اس فاصلے کے درمیان میں معنیِ ادب کے میں بہکت ماقول دیت ادا کرنے والوں کو کجا جاتا ہے دیت کو عقل کہنے کا بہب یہ ہے کہ عموماً دیت میں دسیے جاتے والے اوت پر مقتول کے سر پر مقتول کے ہیں لاؤ جن میں لا کر بادھ جاتا ہے تھا پھر کہیں تعمیل سے عقل کا لفڑ دیت ہے بولا جائے لاؤ اگرچہ اوت نہیں ہوں، اور ماقول سے مراد آدمی کے باپ کی طرف سے اس کے قبیل رشتہ، اور ان میں بھی اس کے صورت ہو اوت کو مقتول کے سر پر مقتول کے ہیں لاؤ کر بادھتے ہے۔ (بیکھی: فتح الارضی للحقوق ابن حجر رحمہ اللہ عزیز ۱۳، ۲۳۶، و اثر الحمیع الابنی شیخ زمانی: ۱/۹۵) (متوجه)

یہاں تک کہ فتحاک بن سخیان نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں لکھو بھیجا تھا کہ  
”فَبَلَىٰ كَيْ دِيْتْ سَهْ أَنْ كَيْ بَوْيَيْ كُوْ وَارَثْ بَنَا يَا جَاهَتْ“ تو عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے قول سے  
رجوع کر کے حدیث رسول اختیار کر لیا۔

اسی طرح ہم سے سخیان نے بیان کیا عمرو بن دینار اور ابن طاووس کے واسطے سے اور

انہوں نے طاووس کے واسطے سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَدْعُوكُمْ اللَّهُ أَمْرَا سَبِيعَ مِنْ الْجِنِّيَّاتِ فِي الْحَسَنِ شَيْئاً فَشَامَ حَلَالَ مِنْ مَالِكِ تَرَكَ  
الثَّابِعَةِ هَفَقَالَ: سَكَنْتَ مِنْ حَارِيَتِيْنِ لِيْ، فَصَرَتْ إِلَهَاهَا الْأُخْرَى يَمْسَطِحُ،  
فَأَنْفَثَ حَبِيبَنَا مِنْتَهَا، فَقَضَى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ بَغْرَةً۔

میں اللہ کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ اگر کسی نے جینیں (ماں کے شکم میں ربیں والا بچہ) کے  
پارے میں نبی کریم ﷺ کی کچھ سنائے تو پہلے احمد بن مالک بن نابغہ الحمویے ہوئے اور  
فرمایا: میں اپنی دلوں نہیں کے درمیان تھا کہ ایک نے دوسرا کو کٹھ (خمر کی کوری) سے  
مارا جس کے بعد اس کا بچہ مر دو حالت میں ساقو ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے  
پارے میں بطور دیت غرہ (ایک نلام یا الونڈی) کا فیصلہ فرمایا۔

یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”لَوْلَا لَمْ تَشْنَعْ فِيهِ هَذَا لَفَضَّبَا فِيهِ بَغْرَةً هَذَا، أَوْ فَالْ: إِنْ كَذَنَا لَفَضَّبَا فِيهِ  
بَرَأْيَنَا۔“

اگر ہم نے اس مسئلہ میں یہ حدیث دستی ہوتی تو دوسرا فیصلہ کردیتے یا آپ نے فرمایا:

قریب تھا کہ اس مسئلہ میں ہم اپنی رائے سے فیصلہ کردیتے۔

چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے نص کے بال مقابل اپنا اجتہاد ترک کر دیا۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ عنہ کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ہر مسلمان پر یہی واجب بھی ہے؛ کیونکہ اجتہاد رائے محض مضطہ کے لئے باز ہے جس طرح اضطراری صورت میں مردار اور خون منباخ ہو جایا کرتے ہیں:

﴿فَمَنْ أَضْطُرَّ غَيْرَ رَبِّ يَأْتِي وَلَا عَادٍ فَلَا إِشْرَاعٌ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [البقرة: ۲۷۳]۔

البعت جو مجبور ہو جائے دلچسپیتے ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حجاوڑ کرتے ہوئے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بیٹھک اللہ تعالیٰ نجاشی والا رحم کرنے والا ہے۔

اسی طرح قیاس کو بھی محض اضطراری صورت میں ہی اپنایا جاتا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قیاس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: محض اضطراری حالت میں۔<sup>(۱)</sup>

چنانچہ یہ تین چوٹی کے علماء و ائمہ جن کی علیٰ شان اور امامت مسلم ہے اس بات کی صراحت کر دے یہیں کہ اجتہاد اور قیاس کو محض اضطراری صورت میں اپنایا جاسکتا ہے۔

② اب جب کہ ائمہ نے حدیثوں کی تدوین کر دی ہے، اس مسلمہ میں جمع و تصنیف کا خصوصی اہتمام کیا ہے، صحیح حسن اور ضعیف کی وضاحت کر دی ہے، فہرست نے ہر بر مذہب میں کتابیں تصنیف کی ہیں اور مجتہدین کے دلائل ذکر کئے ہیں اور ہر امام اپنی دلیل کے ساتھ حکم بیان کرتا ہے، طالب علم کے لئے مسئلہ نہایت آسان ہو گیا ہے، ایسی صورت میں اس کی ذمہ داری صرف اتنی ہے جیسا کہ شیخ عبدالرحمٰن بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی بات کے آغاز میں

(۱) اسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المثل ای اسنن الکبریٰ“ (نمبر ۴۳۸) میں اور کتاب ”مناقب الشافعی“ (۱/۲۳۳) میں روایت کیا ہے۔

فرمایا ہے:

”کہ وہ علماء کے مسائل میں غور کرے اور یہ دلکھے کہ کس امام نے کس دلیل سے  
استدال کیا ہے اور پھر جو قول دلیل کے مطابق ہوا سے لے لے بشرطیکہ اسے دلائل سے  
مسئل کے استنباط کا مسئلہ حاصل ہوتا۔

اور یہ جو بات امام عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ نے کی ہے وہی بات ان سے پہلے ان کے  
دو توں چیزوں شیخ حسین اور شیخ عبد اللہ ابنا شیخ محمد بن عبد الوہاب - اللہ انہیں اجر جزیل سے  
نوازے اور بلا حساب جنت میں داخل فرمائے۔ نے بھی ایک سوال کے جواب میں اس  
وقت کبی تھی جب ان سے پوچھا گیا تھا کہ عبادات کے علما میں شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ  
کا عقیدہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا تھا:

”اس بارے میں شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کا عقیدہ جس کی بنیاد پر وہ اللہ کی عبادات  
کرتے تھے وہی تھا جو ہمارا دین و عقیدہ ہے جس کی بنیاد پر ہم اللہ کی عبادات کرتے ہیں اور  
جو امت کے سلف اور ان کے ائمہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کا عقیدہ تھا: اور وہ  
یہ تھا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے مدلول کی اتباع کی جائے اور علماء کے اقوال کو  
حکایت و منت کے دلائل پر پڑھیں کیا جائے۔ چنانچہ جو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے  
موافق ہوتا ہے اسے ہم قبول کرتے ہیں اور اس کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں اور جوان کے  
خلاف ہوتا ہے ہم آسے اس کے قائل پر لوٹاہ دیتے ہیں۔

اور یہی وہ اصل ہے جس کی اللہ عزوجل نے تمیں اپنے کتاب میں وصیت فرمائی ہے۔

ارشاد ہے:

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَئِكُمْ أَفْرَادٌ مُّنْكَرٌ فَإِنْ

تَنْزَهُ عَنِّي فِي شَيْءٍ وَفَدُودٌ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
الْآخِرِ ﴿النَّارٌ: ٥٩﴾

اسے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اعتیار والوں کی بچھا گر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اگر اللہ اور قیامت کے دن پر تمہارا ایمان ہے۔

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ کی طرف لوٹانے کا مطلب اللہ کی کتاب کی طرف لوٹانا اور رسول ﷺ کی طرف لوٹانے کا مطلب آپ کی زندگی میں برہ راست آپ کی طرف اور وفات کے بعد آپ کی سنت کی طرف لوٹانا ہے، اور کتاب و سنت میں اس اصل کے دلائل بکثرت موجود ہیں۔<sup>(۱)</sup>

یزیر شیخ احراق بن عبد الرحمن بن حسن حبیم الدشیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کے عقیدہ اور احوال کو اپنے کے مسلمین محرر کر دے ایک رسالہ میں فرماتے ہیں:

”آپ کسی فقیر کی رائے یا کسی عالم کے مسلک کی بنیاد پر نبی کریم ﷺ کی سنتوں کے چھوڑنے کے قابل رکھنے بلکہ سنت رسول ﷺ کی جلالت ثان اور عظمت و مرتبت آپ کے سینہ میں اس سے کہیں اعلیٰ تھی کسی کے قول کی بنیاد پر اسے چھوڑ جائے خواہ، کوئی بھی ہو۔“

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”سنت رسول کے ہوتے ہوئے کسی رائے کا کوئی اعتبار نہیں۔“

ہاں! اضطراری صورت نامی: سُنن و اخبار کی عدم معرفت اور استنباط و استخراج کے قواعد سے علمی کی حالت میں تقليد کی را و اپنانی جا سکتی ہے، لیکن مطلق طور پر نہیں بلکہ صرف ان

(۱) و مکمل: الدر... النہیۃ (۱/۲۱۹-۲۲۰)، (۳/۱۲-۱۳) بدیع الدین۔

مسائل میں جو حدود رجد و شوار اور فیضیہ ہوں۔

اسی طرح کسی مجتہد کے قول کو واجب درج کرنے تھے لا یک کہ وہ کتاب و مسنت کی قابل محبت دلیل پر بھی جو برخلاف نالی اور متعصب محدثین کے!

آپ انہار بعد حبیم اللہ سے محبت کرتے تھے ان کی فضیلت اور امامت کے معزوف تھے نیز یہ کہ وہ فضیلت و مرتبت کے اس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں جن سے اپنے اچھے لوگ بھی قادر ہیں، البتہ امام احمد رحمان کے اقوال کی طرف ان کا میلان زیادہ ہوا کرتا تھا<sup>(۱)</sup>۔

(۱) ایسے آدمی پر محبت نکیر کرنا واجب ہے جسے دلیل مل جائے اور وہ اسے اپنے امام کی تقلید کرتے ہوئے ناقول کرے؛ یونکہ ایسا شخص اپنے اس عمل سے واضح دلیل کی مخالفت کرنے والا قمر ادا پایا۔

(۲) تلقیید نہایت ہی محدود و اڑھہ میں روایتی اور وہ ہے ان اجتہادی مسائل کا باب جن میں کتاب و مسنت کی کوئی دلیل نہ ہو جس کی طرف رجوع کیا جائے، اجتہاد کی یہی وہ قسم ہے جسے بعض علماء کرام حبیم اللہ نے "الإنكار في مسائل الاجتہاد" (اجتہادی مسائل میں نکیر نہیں) سے مراد لیا ہے۔

البتہ جہاں تک کتاب و مسنت کی کھلی مخالفت کا مسئلہ ہے تو ایسا کرنے والے کی تردید ضروری ہے جیسا کہ عبد الرحمن بن عباس رضی اللہ عنہما، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد حبیم اللہ نے فرمایا ہے، اور یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ بات جو شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ نے کہی ہے اس کی وضاحت ان کے دادا شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے بھی فرمائی ہے، جیسا کہ "الدرر النیۃ" میں

(۱) "الدرر النیۃ" (۱/۵۲۶) بہبیاد شیخ۔

رقم طنزیں<sup>(۱)</sup>:

”جو یہ کہے کہ اجتہادی مسائل میں انکار نہیں تو اس کا جواب سابقہ قاعدہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔“<sup>(۲)</sup>

آگے فرماتے ہیں: اگر ”اجتہادی مسائل“ سے کہنے والے کا مقصود ”اختلافی مسائل“ ہے تو یہ باطل اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ یونہلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے لوگ ہمیشہ اختلاف اور غلطی کرنے والے پر نکیر کرتے رہے ہیں، خواہ کوئی بھی ہزو، خواہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم اور تقویٰ والا ہی کیوں نہ ہو، اور جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیغمبریت اور دین حق دیجئے مبعوث فرمایا ہے اور تمیں آپ کی اتباع کا اور جو آپ کے حکم کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیئے کا حکم دیا ہے تو یہ اس کی تکمیل ہے کہ علماء میں سے بھی جو آپ کی خالفت کرے گا وہ خطا کار ہو گا اور اس کی غلطی پر تنقید اور نکیر کی جائے گی۔

اور اگر اس کا مقصود ”و، اختلافی مسائل میں جن میں حق اور صواب و انجام نہیں ہے“ تو یہ بات صحیح ہے اور انسان کے لئے جائز نہیں کہ کسی چیز پر شخص اس کے لئے نکیر کرے کہ وہ اس کے مذہب یا لوگوں کی عادات کے خلاف ہے، یونہلہ جس طرح انسان کے لئے بلا علم حکم دینا جائز نہیں ہے اسی طرح بلا علم نکیر کرنا بھی جائز نہیں، اور یہ ساری چیزیں اللہ عز وجل کے اس فرمان میں داخل ہیں:

﴿وَلَا تَنْقُضُ مَا أَنْتَ مَالِكَ يَهُوَ عِلْمٌ﴾ | السر | ۳۶:-

او تم ایسی چیزیں نہ پڑو وہ جس کا تمہیں علم نہیں۔

(۱) دیکھئے: اللہ، الحمد (۲-۸) بہہ ایڈیشن۔

(۲) بھی یہ قاعدہ: جس میں آپ نے ذمایا ہے کہ واضح دلیل کو چھوڑ کر متناہی الخلو سے اتنا اہل کرنا گمراہوں کا طریقہ ہے۔

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی۔  
علام شیخ محمد بن ناصر بن معمر رحمہ اللہ نے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ سے نقل کیا  
ہے کہ آپ نے فرمایا:

“... جس طرح صحابہ کرام اخلاقی موضع پر ایک دوسرے کے برادر ہوتے تھے اور  
اگر کسی مسئلہ میں باہم تباہ ہو جاتا تو اسے انہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف پہنچا دیتے  
تھے گرچہ ان میں سے بعض دوسری بھروسہوں پر دوسروں سے زیادہ علم و اعلان کرتے تھے  
بعینہ اخلاقی موضع پر انہ کرامہ رحمہ اللہ کا بھی یہی معاملہ ہونا چاہئے۔

چنانچہ لوگوں نے ”بنی کے تمثیل“ کے مسئلہ میں عمر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے قول  
کو تڑک کر کے اس صحابی کی بات لی جو مقام و مرتبہ میں ان دونوں سے کمزور تھے جیسے ابو موسیٰ  
اشعری رضی اللہ عنہ وغیرہ یہو نکل انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے استدلال کیا  
تھا، اسی طرح لوگوں نے ”النکیلوں کی دیت“ کے مسئلہ میں عمر رضی اللہ عنہ کا قول چھوڑ کر معاویہ  
رضی اللہ عنہ کی بات لی یہو نکل آپ کے پاس سنت کی دلیل موجود تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا  
ہے: ”خذ و وحدہ وواہ یہ اور یہ دونوں انکلیاں برادر ہیں۔

سچی نعمتیع کے مسئلہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مناظرہ کرتے ہوئے ہجہا:  
ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما (اس طرح) فرماتے ہیں، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”لَوْشِكُ أَنْ تُنْزِلَ خَلِيلَكُمْ حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ؛ قَوْلُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
وَتَعْلُوُنَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعَمَرٍ“ ۱۴

اندیشہ ہے کہ تم پر آسمان سے پتھروں کی ہارش ہو جائے؟ میں سمجھ رہا ہوں: رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا، اور تم کہہ رہے ہو: ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا!

اسی طرح جب لوگوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مقتع کے بارے میں پوچھا اور انہوں نے حکم دیا تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے اس کا معارضہ کیا، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں وضاحت سے بتایا کہ عمر رضی اللہ عنہ تو ان کے قول کی تردید کرتے ہیں اُ تو انہوں نے اس بارے میں ان سے اصرار کیا، اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”الْغَنِيُّ رَسُولُ اللَّهِ أَحْقُّ أَنْ يُمْسِعَ أَمْ لَمْ يَعْمَلْ ؟“

رسول اللہ ﷺ کا حکم زیادہ لائی اتباع ہے یا عمر کا؟

حالانکہ صحابہ کرام کے علم میں اچھی طرح یہ بات تھی کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں سے بھی زیادہ علم والے میں جو ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اوپنچے ہیں۔

اور اگر یہ دروازہ کھوں دیا جائے تو ان اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے اعراض ٹلے اور لازم ہو جائے گا اور اطاعت و اتباع میں ہر امام کی جیشیت وہی قرار پائے گی جو ایک نبی کی اپنی امت میں ہوا کرتی ہے، جو کہ اللہ کے دین کو بدلنا اور نصاریٰ کے اس عمل کے مشاہب ہے جس کی مذمت کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

﴿أَنْخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرَهِبَّتْهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِنَا﴾

|التجوید: ۱۳۱ |

انہوں نے اپنے علماء اور پادریوں کو اللہ کے سوارب بنا لیا۔

شیخ الاسلام محمد انڈہ کی بات ختم ہوتی ہے<sup>(۱)</sup>۔

میں کہتا ہوں: ان جنہے پایہ ائمہ کرام کی اس بات اور علماء کرام کے دلائل و برائیں میں غور کئے بغیر مطلق طور پر ان کی پیروی کرنے والوں پر ان کی شدت کا سبب صرف اور صرف

(۱) دیکھئے: ”الدیار النبویۃ“ (۲/ ۳۲، ۳۳) یہ ”مجموع الحاوی“ (۲۰/ ۲۱۶-۲۱۷) میں مذکور ہے۔

یہ بے کردہ لوگوں کے بھی خواہ میں اور علماء کی غلطیوں پر ان کی اتباع کرنے سے انہیں متنه کرنا پا جاتے ہیں، لیونکہ علماء کرام حبیم اللہ سے قلیلی اور خطا کا امکان ہے۔

اور میں نے جو یہ بات کہی ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ شیخ اسحاق بن عبد الرحمن بن حسن آل شیخ حبیم اللہ فرماتے ہیں:

”علماء سے غلطیاں ہوتی ہیں وہ مخصوص نہیں ہیں، جو کتاب و منت میں دیکھے بغیر ان کے ساتھ حسن گل رکھا وہ لاک و بر باد ہو گیا۔“

بھروسہ یکمود کہ آج تک قبروں پر چڑاغاں کرنے کا عمل کس قدر نام ہو گیا ہے، اس کے لئے جاندے ایں وقت کی گئیں ہیں، بعض علماء نے اسے اچھا بھی سمجھا ہے، اور اس کے وقت پر تحریر میں ثبت کی ہیں، اسی طرح قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر چینا کاری نیز ان پر مساجد بنانے اور بتیاں جلاتے والوں کا معاملہ بھی ہے ایسے لوگ منت رسول ﷺ کی روشنی میں علاییہ طور پر لعنت کے سختی میں رکھا سمجھتے ہو اس اجماع کا کوئی اعتبار ہو سکتا ہے؟ اندھی کی قسم ایسا یہ ہی ہے جیسے فترہ کے زمانے میں لوگوں نے قبر پرستی پر اجماع کر لیا تھا۔

شیخ محمد اللہ نے اپنے رسالہ ”بیان حقیقت ارشیخ محمد و آخر و اخبار و احوال“ میں جوابات کی ہے اس کا مقصود ختم ہوا یہ رسالہ ”الدرر السنیۃ“ میں ہے<sup>(۱)</sup>۔

امام عبد الرحمن بن حسن ”فتح الجید“<sup>(۲)</sup> میں امام احمد بن حنبل محمد اللہ کے قول: ”عجیب نظر حیران الاستاذ و صحته“ (یعنی مجھے ان لوگوں پر ہر اتعجب ہوتا ہے جو نہ حدیث اور

(۱) ”الدرر السنیۃ“ (۵۳۹).

(۲) ”فتح الجید“ (۳۴۴).

اس کی صحت جانے کے باوجود...). کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز میں:  
امام احمد اس عمل پر نکیر فرماد ہے میں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ عمل دلوں کی بھی اور میرج  
پلن کا پیش ختم ہے جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

یہ حکما و نا عمل و باء اور بیوی کی شکل اختیار کر گیا ہے: خصوصاً ان لوگوں کے یہاں جو علم کی  
طرف منسوب ہیں یہ کتاب و منت سے مسائل اخذ کرنے سے روکنے کے لئے ہے ہے  
جیسے قائم کرتے ہیں رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے اوامر و نوای کی تفہیم سے  
روکنے ہیں چنانچہ کہتے ہیں:

”کتاب و منت سے استدال مجتہد ہی کر سکتا ہے اور اجتہاد کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔“

اسی طرح کہتے ہیں:

”میں جس (امام) کی تلقید کر رہا ہوں وہ حدیث اور اس کے ناخ و منشوخ کے بارے  
میں تم سے زیاد و علمدار لے تھتے۔ اور اس طرح کے دیگر اقوال: جن کا مقصد یہ ہے کہ:  
۱۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو ترک کر دیا جائے جو ہواۓ نفس کی بنیاد پر نہیں ہوتے۔  
۲۔ ایسے لوگوں پر تکیہ اور اعتماد کیا جائے جن سے غلطی کا امکان ہے۔ دوسرے امر ان  
کی خلافت کرتے ہیں اور دلیل سے ان کے قول کی تردید کرتے ہیں۔  
کوئی امام ایسا نہیں ہے جس کے پاس ہر بات کا علم ہو، ہر ایک کے پاس علم کا کچھ ہی  
 حصہ ہے۔

لہذا اہم ملکت کے لئے ضروری ہے کہ جب اسے کتاب اللہ اور منت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل  
مل جائے اور وہ اس کا معنی و مفہوم اچھی طرح سمجھ لے تو اسے حرزاں بنا کر اس پر عمل کرنے  
گر پڑھائیں اس کی خلافت کرتے رہیں۔ جیسا کہ اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿أَتَيْعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَلَا تَتَّسِّعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْ لِيَاءَ فَلِيَكُمْ مَا أَنْذَكَتُ لَكُمْ﴾ [الاعراف: ۳۰]۔

تم لوگ اس کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر من گھرست سر پرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت یہ کلمہ نصیحت پکارتے ہو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿أَوْلَئِكَ مَنْ يَخْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ الْكِتَابَ يُتَّلِيلَ عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لِرَحْمَةً وَذِكْرَ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ [آل عمران: ۱۵]۔

سمیاً نہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمادی جو ان پر پڑھی جا رہی ہے اس میں بحث (بھجی) ہے اور نصیحت (بھجی) ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

اس بات پر اجماع کا بیان گزر چکا ہے اسی طرح اس بات کا بیان بھی ہو چکا ہے کہ مقلد کا شمار اہل علم میں نہیں ہوتا اس بارے میں امام ابو عمر بن عبد البر رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی اجماع نقل کیا ہے۔

پھر شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں کہتا ہوں: اس مسلم میں مخالفت صرف جامی محدثین ہی کر سکتے ہیں: کیونکہ وہ کتاب و سنت سے لامد اور اس سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ گرچہ زعم خویش یہ سمجھتے ہوں کہ انہ کرامہ کی اتباع کر رہے ہیں لیکن درحقیقت وہ انہ کرامہ کی مخالفت کرنے اور ان کی را و کو چھوڑنے والے ہیں جیسا کہ ہم امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے اقوال پیش کرائے ہیں، لیکن امام احمد رحمہ اللہ کے قول میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بحث و برہان پہنچنے سے پہلے تقیید مذموم نہیں

بے نہ کو تقلید اس شخص کے حق میں قابل نکر بے جود لیل و محبت قائم ہو جانے کے بعد مخفی کمی امام کے قول کی بنیاد پر اس کی مخالفت کرے۔ کیونکہ ایسی صورت میں اس مخالفت کا سبب کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں تدریس سے اعراض، متاخرین کی کتابوں پر اندھا اعتماد اور انہیں اپنا کردن و نوں دیجیوں (کتاب و سنت) سے استغفار و بے پرواہی ہے؛ جو کہ الٰہ کتاب (یہود و نصاریٰ) کے اس عمل کے مشابہ ہے جس کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿أَنْهِدُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَكَنْهُمْ أَزْبَابَكَنْهُمْ مِنْ ذُورَتِ اللَّهِ﴾

[التجویہ: ۳۱:-]

انہوں نے اپنے علماء اور پادریوں کو اندھے کے ہوارب بنا لیا۔

لہذا ابھی شخص اپنی ذات کا بھی خواہ ہوا سے چاہئے کہ جب علماء کی تھانی میں پڑھنے ایں میں غور کرے اور ان کے اقوال کو جان لے تو انہیں کتاب و سنت پر ٹھیک کرنے کیونکہ تمام علماء مجتهدین ان کے متصیع ان کے ملک سے منسوب لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنی دلیل ذکر کریں، بھی بھی مسئلہ میں حق ایک ہوا کرتا ہے اور انہم کرام اپنے اجتہاد پر اجز و اثواب کے حق میں۔ لہذا انصاف پرندہ ہے جو انہم کے اقوال میں غور و فکر کو مسائل کی معرفت اور ذہنی طور پر اس کے احتمال کا ذریعہ بنائے اور ان کے دلائل کی بنیاد پر صحیح و غلط میں تمیز کرے۔ اور اس طور پر وہ یہ جان سکے کہ علماء کرام میں سے کوئی دلیل و برہان سے سب سے زیادہ صرف راز متند ہے جس کی وہ اتباع و پیروی کرے۔ کتاب اللہ میں اس اصل کے دلائل احلاط شمار سے زیادہ میں۔

علام شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ قمطراز میں:

”... بال اکتاب اللہ و سنت رسول ﷺ سے اعراض نیز کتاب و سنت سے استغفار اور

بے نیازی ہستے ہوئے فتنی کتابوں پر انہیے اعتماد پر نکری کی جائے گی؛ لیکن نہ یہ لوگ اگر بھی کتاب انہی اور رسمت رسول ﷺ میں کچھ پڑھتے ہجی ہیں تو حصول علم و فتنہ کی غرض سے نہیں بلکہ شخص تبرک کے طور پر۔۔۔۔۔<sup>(۱)</sup>

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ علیہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں<sup>(۲)</sup> :

”اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کی معصیت میں علماء اور پادریوں کی اطاعت کرنا، و تحقیقت اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرنا ہے اور اس شرک ابھر کے قبل میں ہے جسے اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا، بل اس کا اللہ عز وجل نے آیت کریمہ کے اخیر میں فرمایا:

﴿وَمَا أَمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا  
هُوَ سُبْحَانُهُ، عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ [آل عمران: ۲۱]۔

انہیں صرف اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ ایک اللہ کی عبادت کریں، جس کے سارے کوئی معنوں و تحقیقی نہیں اس کی ذات مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔

اسی طرح دوسری بجد ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكُرْ أَسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَالْإِيمَانُ لِفِسْقٍ وَلَآنَّ  
الشَّيْطَانَ لَيُؤْمِنُ إِلَىٰ أَوْلَىٰ إِيمَانِهِ لِيُجَدِّلُو كُلَّمَا قَدِ اتَّقْعَدُوا هُمْ إِنَّكُمْ  
لَمُشَرِّكُونَ﴾ [آل عمران: ۱۲۱]۔

اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، اور یہ کام نافرمانی کا

(۱) و مکمل: ”تعمیر العزیز الحمید“ (ص ۲۵۳)۔

(۲) ”شیخ ابوجید“ (ص ۳۲۵)۔

ہے، اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دل میں ڈالتے میں تاکہ یہ تم سے بدال کریں، اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔ یہ وہ شرک ہے جس میں بہت سارے لوگ اپنے پیشواؤں (جن کی وہ تقدیم کرتے ہیں) کے ساتھ جا واقع ہوئے، کیونکہ انہوں نے اپنے امام مقتدہ کے خلاف پانی بانے والی دلیل کا کوئی اعتبار نہیں کیا، یہ اسی شرک کے قبیل سے ہے!

اور بعض لوگ تو اس سلسلہ میں حدود بندو سے کام لیتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اسی حالت میں دلیل کو لینا (اس پر عمل کرنا) مکروہ یا حرام ہے ایسی صورت میں مصیبت اور بڑھ جاتی ہے، اور یہ رکھتے ہیں کہ: ”وَ إِنْهُمْ بِمَا زَيَادَهُ دَلَالَ كَمْ كَيْفَيْتَ وَالَّتَّى تَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا هُنَّ مُشْرِكُونَ“ اور بسا اوقات تو جرأت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ دلیل پر عمل کرنے والوں کی مذمت کرنے لگتے ہیں! بلاشبہ یہ اسلام کی غربت و اجنبیت کی دلیل ہے!!!  
بہر حال حالات بدلتے گئے اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک آگئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں لوگوں کے یہاں علماء و پادریوں کی عبادات ہی سب سے افضل عمل ظہرا، جسے یہ لوگ بزعم خویش ”ولایت“ کا نام دیتے ہیں، حالانکہ (کتاب و سنت کو چھوڑ کر) علماء کے علم و فتنہ پر انداھا اعتماد تھی ان کی عبادات ہے۔

پھر حالات بد سے بدتر ہوئے یہاں تک آن کی بھی عبادات کی گئی جن کا شمار صاحبین میں نہیں ہے، بلکہ دوسرے معنی کے اعتبار سے آن کی بھی عبادات کی گئی جو جاہلوں میں سے میں۔ شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی۔

میں (مولف کتاب) کہتا ہوں: رب کعبہ کی قسم! ان دونوں بزرگوں کی بات بالکل حق ہے، ظاہر ہے، بھائے اس کے کلماء کی باتوں کو مسائل کی معرفت کا ذریعہ سمجھا جائے اور

انہیں کتاب و منت پر بخشش کیا جائے تاکہ دلیل و برہان سے سب سے زیادہ معادت مند عالم و امام کی معلومات ہو اور پھر اس کے قول پر عمل کیا جائے مسئلہ ہی انت دیا گیا اور لوگوں پر یہ فرض کیا جیا کرو، اقوال الرجال کی پیروی کریں، اور دلیل پر عمل کرنا حرام قرار دیا جیا، یعنی نہیں بلکہ ان غالی مقلدین نے حد سے تجاوز کر کے دلیل لینے، اس پر عمل کرنے اور اس کی دعوت دینے والوں کی مذمت کرنا شروع کر دیا، جیسا کہ امام عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

چنانچہ آج شب کی کل شب سے کیا خوب مطابقت ہے اور ان لوگوں کی جن کے بارے میں شیخ سیمان بن عبد اللہ اور شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہما اللہ وغیرہ نے لکھو فرمائی ہے ہمارے اس دور کے لوگوں سے کیا خوب مشاہد ہے؟ اور کسی نے کیا خوب کہا ہے: "کل قوم دارث ہر قوم کا کوئی نکوئی وارث ضرور ہوا کرتا ہے۔"

ہاں مگر اس دور کے یہ نئے وارثین جیسے کوثری<sup>(۱)</sup>

(۱) یہ محدث: ابو الحسن حسن الحنفی المکتبی الشافعی ہے، اس کی پیدائش دوز بیانی ۹۰۰ مشرقی آستانہ تبریز میں (۱۸۷۸ء-۱۲۵۶) میں ہوئی، پھر صدر مسکل ہوا اور دین مسکل سکونت اٹھانی کر لی۔ اس کی وفات (۱۷ محرم ۱۹۵۲ء) میں ہوئی۔ یہ شخص فتنہ و فوئی میں مدح و متصب مقدمہ بامتناہی ہے بلکہ عقیقہ، میں اشعری ماتحتی ہے، (عدمی) بحر اس نے اپنی زبان و قدر سے بالکل عقائد و فقیریات کی نشر و اثاثت کی اور پوری عمر عمدہ طرف سے گھنی با خصوصی محدثین کرام سے مدد و دعویٰ میں ان کی یہ رسم اُنیٰ اور اس کی علمی خدمات کے خلاف زبر اُنکی میں صرف کردی۔

یہ شخص کمروہیں پہچاس سے زائد تباہیں کاموٹ ہے جن میں اس نے عقیقہ، نجیبیت گی نشر و اثاثت کی ہے اور اس کا دفاع کیا ہے اور دوسری طرف علمہ طرف سے دھمکیں پڑ گئیں یہ مجموعاً در شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد و شیعہ علماء ان الحجۃ حجۃ اللہ یہ فضیلہ احمد الباری کی ہے اور یا جن لکھنگ رسم اُنکی ہی نہیں بلکہ پوری سے جوانی سے ان کی تدبیح تبصیل، تعلیمی اور علمی وغیرہ کی ہے اور انہیں زندگی قرار دیا ہے جس کی مثالیں آگے آئیں گی۔ اس کے مشہور شاگرد ان میں سے عبد الرحمن الجداہد المکتبی اور زادہ ہے جو محن و عن اپنے احتجاز کی اگرچہ گامز نہ ہے۔

====

== (ویکچے: مقالات الکوثری: جس ۵-۷ءے) اور (العلام لارڈ گلی: ۶/۱۲۹)۔

**اس کے بعض مقامات حسب ذہل ہیں:**

۱۔ یہ شخص اصول و فروع میں صحی، ماتریہ ای، اشعری و حنفی ہے۔

۲۔ اندھی معرفت اور اس کے افعال کی بابت خلاصہ کے مقامہ کا مامل ہے۔

۳۔ خلق احوال مہاو کے صدقہ میں جزوی طور پر معتبر کے عقیدے کی فہرست مالی ہے۔

۴۔ کوڑی کے نویک توحید الدین و توحید روحیت میں کوئی فرقی نہیں ہے اس کا عقیدہ ہے کہ مکفی پہ مخش مانع کا فریز کرنا شروری ہے۔

۵۔ کوڑی کا عقیدہ ہے کہ مردوں سے استفادہ جاؤ ہے۔

۶۔ کوڑی کا عقیدہ ہے کہ تمہارے تعمیر کرنا اور خدا پر حناجا کر جائے۔

۷۔ کوڑی استوار اندھی حقیقت کا مکمل ہے علماء مسلم کے ثابت کردہ کوئی صحیح ثابت نہیں کر سکا۔

۸۔ کوڑی مفاتیح نبیر کے کتاب ان اور سنت رسول ﷺ کی روشنی میں ثابت نہیں کر سکا۔

**کوڑی اور علماء مسلم:**

اس شخص نے علماء مسلم کے خلاف قوب زہر اقلانی کی نے اور ان کے مسلم میں ایسے فتح اور غیرہ اخلاق اور اتحاد کے

جنہیں ایک مومن اپنی زبان پر لانا بھی کو راضی کر سکتا کوڑی کی پروپری اور زبان کی زد میں آئے وانے علماء کرام اور

وادیان حدیث کی ایک طویل فہرست ہے؛ ہبیں العصر علام عبد الرحمن بن سیفی علی یمانی برادر (۱۳۸۲-۱۴۰۳ھ)

نے ان کی تھا اپنی مایہ ناز تصنیف "التنکیل بما فی قاتیب الکوثری من الانباطیل" (۲۲۸-۲۵۰ھ)

میں (۲۳۷) پہنچائی ہے۔ مگر اس شخص نے اپنی دوسری کتابوں میں ان کے علاوہ، یہ گردشیبات پر بھی یہہوا رکا مارہیں

ہے۔ ان شخص اس کتابوں میں سوچنی بدلیں انس بن مالک، فضیل بن عاصی، اوس بن اوس، عاصی بن عاصی، عفاف، حبیم اسے سیکت شیخ الاسلام

ان بن تیمہ، امام ابن القیم، امام بخاری، احمد بن حنبل، شافعی، مسیح الدین احمد عثمان بن سعید، داریج اہل فخریہ، خلیفہ

بغدادی، حافظہ، ہبیں، اسن حجر مستحقی، شوکان، حبیم الدین، یہہم شاہیں ہیں۔

**چند مثالیں حسب ذہل ہیں:**

۱۔ شیخ الاسلام اہل تیمہ و حجر اللہ:

کوڑی کہتا ہے: "أَنْدَلَّتْ مِنْ تَبْيَعِ مُخَازِي هَذَا الرَّجُلُ الْمُسْكِنُ، الَّذِي هَنَّاعَتْ مَوَاهِبَهُ

====

فِي شَقِ الْبَدْعِ" (مقالات الکوثری: جس ۳۴۹)۔

== میں اس مکین (ان تجیس) کی رواییاں کٹائیں کر کے تھک ہلکا بس کی ساری صفاتیں مختلف بہمات میں فیض ہو گئیں۔

سلام فقائی شفیقی کی وکایاں پر مقدمہ میں تو اس بالا عول کے مسئلہ میں ان تجیس کو جو الفہد پر، و کرتے ہوئے بتاتے ہیں:

”والذی اخذه الشیع العرائی من اليهود...“ شیع برائی (ان تجیس) نے بہات یہود ہیں سے لی ہے۔

تجیس یہ الحدوم (حصہ ۸۰) میں کہتا ہے: ”وَمِنْ اتَّخَذَهُ اِمَاماً اَنَّمَا اَنَّمَا اَتَّخَذَهُ اِمَاماً فِي الزَّيْغِ وَالشَّنْدُوذِ...“ تجیس نے اسے (ان تجیس کو) امام بن یا یا بشیر گھری اور شندوڑ میں امام بنایا۔۔۔

۲- امام ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ اس شخص نے ناقابل یا انہ مذکورین کی میں اور اسے اپنی ایک فی کتاب تجیس یہ السلام

الحمد للہ من توفیتہ ان القاسم میں کچھ کہ دیا ہے بود و اصل ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ نا تصنیف اکافیہ المذاہل لغۃ

الزاجیۃ معروف یہ قسمیہ مذکورین کی تردید میں اپنی اسہن لمحیٰ<sup>(۱)</sup> (المحتفی ۵۶۷ ح) و ادھار دریں اسکی کی تائیت کر دے

ہدایہ ایضاً احتیل فی الردی یعنی: غلیظ پاکو ڈی کی بوجہ اعلیٰ و علیم و عکیل ہے اچھہ الفاظ افضل کے باقیے ہیں:

”کافر“ (حصہ ۲۲، ۲۲، ۳۶۶، ۳۶۷، ۲۹، ۲۳، ۲۲، ۲۰، ۱۸۲، ۱۸۳)۔

”زعلان“ (حصہ ۱۸۲) ”کتاب“ (حصہ ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶)۔

”غزال مضر“ (حصہ ۱۰.۹، ۲۲، ۲۳، ۲۴)۔

”زونع (گمراہ)“ (حصہ ۱۷، ۱۷، ۲۲، ۲۳، ۲۴) ”بھی“ (حصہ ۱۰)۔

”بھی“ (حصہ ۸) ”و فی (بے خا)“ (حصہ ۲۷، ۲۸)۔

”بلید (غبی، بد و ماغ)“ (حصہ ۴۶) ”چالی“ (حصہ ۴۰، ۴۵)۔

====

(۱) یہ میں شہرہ اہلی بن مسلم تجیس کی میں احادیث مذکورات المذاہل ایضاً کے والد میں، ان کی وفات تبک صدر میں

(۲۸۳) میں ہوتی اور وفات (۲۵۶) ہے حادیں۔ یعنی (اللہم ان تجیس اور ان کے شاگرد امام بن القاسم جسماں سے ہٹھی بذریت میں موجود ہیں،

اکھوں سے اسی جویں بھروسے کے وہ میں غلیظ المذاہل اسی میں اسکا ایجاد ہے) اسی قاتل اسی پر جو اس کا نام لکھا، المذاہل ایضاً وحی الاتہ زخمی، ان تجیس کو

اس وفا کی کہتے ہوئے ان کے شاگرد امام بن عبد الجباری جو حادثے کے اسکی میں اس احادیث اسکی فی الردی اسکی کوی مذکور کتاب تصنیف نہ مانی

اوپر ایک بھائیں کا پیدا و فاتح کیا، اسی درج اسکی نے میں تجیس اور اس القاسم رحمۃ اللہ علیہ کے دو مشہور بھروسے ایک کتاب تصنیف

کی ہے۔ یہ اسکی اور میں اسی کے امام ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ کی قاتل اسکی تجیس فی الردی اسی میں اسکا احتیل فی الردی اور میں غلیظ اسکی ہے۔ میں یہ

تہذیب المذاہل اسی کے نام سے ہو؟ یہ لے اپنی مصلحت ہمیں کافی ہے۔ (و مطلع: مذکورات المذاہل فی الردی اسکی (۱۳۹۰)، دوسری ایضاً بھی)۔

(۲) اولاد حکام ابو القتنی ایضاً اسہار اعلیٰ و علیم و عکیل (حصہ ۲) (مترجم)۔

= "حوثی" (مس/۳۹، ۱۲، ۱۳)، "غارجی" (مس/۲۸)، "تمیں حمار (سائنس گھا)" (مس/۵۹، ۲۸)۔  
 "مہارت (بائل پرست)" (مس/۲۶)، "ملعون" (مس/۲۷)، "سید و نصاری کا جاتی" (مس/۳۹)۔ وغیرہ۔  
 ۳- امام ابن تریم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی "کتاب اتوحیہ" کے بارے میں کہتا ہے: "حقیقی کے ذریکہ ہے" کتاب الاٹک ہے۔  
 (مقالات: مس/۳۰۹)۔

۴- عبد اللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی "کتاب الاٹک" کے بارے میں کہتا ہے: کہ "کتاب الاٹک" ہے۔ (مقالات: مس/۳۰۴)۔

۵- ساقط مشرق خلیف بخداوی رحمۃ اللہ علیہ:

اس متصوف "مجمن الہدیۃ" نے خلیف ابا اشعیث مہارتیہ بت اور حسینیت کی دلالات کرتے ہوئے آپ اور آپ کی کتاب "ساقط بخداوی" کے قلافت "نایب الخطیب علی عاصفہ فی ترجمۃ ابی حنبلہ من الالکادیب" نامی ایک سعکل کتاب تصنیف کر دی ہے کتاب "مکتوب اس کے ندویں سے ظاہر ہے۔  
 کی قریباً ہے امام ابو القاسم رازی رحمۃ اللہ علیہ: "علامہ اهل البدع الوجیعہ فی اهل الائیر"۔  
 محمد شیخ کی بے حدی کربناہیتیوں کی پیچان ہے۔  
 یہ فرماتے ہیں: "علامہ لمتدع اطراء المتدعة"۔ (بدیعین کی تعریف کربناہیتی کی پیچان ہے)۔  
 (شرح النہج از امام: بہاری تہذیب: مس/۵۵، ۲۷)۔

**کوڑی کی پندہ تین تالیفات:**

یہ تو کوڑی کوئی تھامہ نہیں میں علماء اہل سنت و محدثین پہ وثیق اور دلخواہزادی ہے لیکن اس کی درج ذیل تین تکالیش میں تکالیش ہیں:

- ۱- مقالات الکثری: یہ دو اسی کوڑی نیشن کے کردہ بیش ۲۰ مقالے میں تھیں یہاں تکہ اسی نے لکھا ہے۔
- ۲- تجدید اللہ م احکم من فویہ ابن القیم: یہ کوئی کوئی کتب اسیت اصلیں یہ کوڑی کی تعلیمیں اور اس کی تخلیل ہے۔
- ۳- نایب الخطیب بساقاً فی ترجمۃ ابی حنبلہ من الالکادیب: جو ساقط بخداوی میں ابو حنبلہ کی بیت سے حاصل خلیف بخداوی نے من طور پر مناقب و مثالب کر کے ہیں اس کی ترجمہ ہے۔ اس کتاب کا مکمل اور جھوہن جواب ڈیکھ دو۔ اس علامہ عبد الرحمن بن سعید مغلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہر آفاق کتاب "تلیعہ الشفیل" اور پھر اسکیں بھائی نایب الکثری من الالکادیل میں دیا ہے اور کوڑی کی تصریحہ زہرائیل تکمیل کاریں اور جبراہیت اس کی قائمی کوئی ہے۔ فخر اہل نعمت۔ ==

بیوٹی (۱)

**== شیخ شخص الدین الفقانی رحمہ اللہ علیہ ماتے ہیں:**

"وَمِنْ أَخْيَتْ كِتَبَ الْكُوُثْرِيِّ عَلَىِ الْإِطْلَاقِ كَتَبَ لِلَّاتِلَةِ "سَدِيدُ الظَّلَامِ" (الرَّدُّ عَلَىِ التَّوْبِيَّةِ)، وَ"الْمَفَالِاتِ" وَ"النَّاتِيَّبِ" وَهَذِهِ الْكِتَبُ كَلَاهَا مُعَظَّمَةُ عَبْدِ الدِّيُونِيَّةِ"

مُطْلُقُ الْمُوْرَبَہِ کوثری کی پڑتائیں تائیں تین ہیں: تجدید الظلام، المفالات اور النائب اور یہ تقویں تائیں ہیں جو یہہ بولے

لے یہاں بڑی محروم ہیں۔ (جموں علماء اتفاقیہ فی إبطال عقائد الظہور، ص ۲۷۷)۔

**کوثری پر علماء مفت کا نقہ:**

اس کا کوثری پر امت کے غیر علماء نے محل کر تھا جیسا کہ اس کی تجویز کاریوں کا ہے، جاک کیا اس ضمن میں بعض نے

و مُشْكِنُ تائیں یا سائیں تصنیف کے بعد بعض نے اپنی تجویز کے ضمن میں اس ذریعہ کا اجماع دیا۔ پسند نام حسب اہل میں:

۱۔ علام محمد الرحمن اصلحی رحمہ اللہ نے تلیچہ اشکنیل اور اشکنیل بہانی تائیب الکوثری من الہاطلیں تھیں۔

۲۔ شیخ بزرگ بن عبد الرحمٰن ابو زید رحمہ اللہ نے رواۃ اصل الرحمن اور قیادتی علماء الادارۃ میں۔

۳۔ علامۃ الشامی محمد بہجت الریضا رحمہ اللہ نے الکوثری و تقدیماتہ میں۔

۴۔ عوام شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اشکنیل کے مقدمہ میں اور اسی طرح وہ جو تجویز کے ضمن میں ہے۔

۵۔ علام سعید العزیز رحمہ اللہ نے بکریہ اوزیم کے رسالہ بہار قائل ایسے کے مقدمہ میں۔

۶۔ شیخ محمد بن عبد الرزاق رحمہ اللہ نے المحتذیہ بین البہی و احوال اور حمام الدین فہی نے اپنی تحریر میں۔

۷۔ شیخ علی فہی نے رسالہ زید الکوثری و آراء و اعتقاداتہ میں باہر افہم کہ تو انہوں نے عہد الطیف (بامداد المترقب)۔

(مترجم)

(۱) یہ محمد سعید رمضان البہی کوئی اہل نہیں۔ اس کی بیوی اشیش مددود عراقی سے حصل ہوئی میں واقع جزویہ بولمان کے جہا نافی گاؤں میں (۱۹۲۹ء) میں ہوتی۔ پاہال کی تحریر میں اپنے والد مطہر رمضان کے ساتھ شیخ بہجت کی اہتمامی تحریر و مذہن میں ہوتی بہراز ہر میں مصوّل علم کے لئے مصرا کاری ہے اور کلیت الشیعہ سے "نقد الماویۃ البہریۃ" نافی رسالہ فہی کے ذاکریت کی ذاگری شامل ہے۔

یہ شخص مادی فرضیوں کا علمبردار مانا جاتا ہے، جبکہ فقیہ نایاب سے مدد و مدد حصہ بیگن ظفر اور غلی پیدا ہے۔ اور عقیدہ اشعری ہے (جسے اشاعت، اہل سنت و جماعت کا نام دیتے ہیں)۔ اسی لئے یہ شخص سلفیت کا شمن ہے اور مسلکی گروہ بندوں سے الگ رہتے اور کوئی امداد و میراث کا نامہ دیتا ہے اور اسے بدعت و نابوی ہو کر دانتا ہے۔

====

== محمد ابویلی پرنس سے زادہ کتابوں کا مصنف ہے اور کم و فیض تمام کتابوں میں اس کے فرضیہ و منطقہ فکر، تفہید و تصور اور اشعری عقائد کی اثاث و اثافت اور عقاید و فہمی نمایاں ہے، لیکن اس قبیلہ کتابوں میں ہر امام ایسے ایں جو اس سنت و ایمان پر اعتماد کئے جائیں۔ میں میں جو اپنے مشمولات کے اعتبار سے نہایت خطرناک ہیں:

- ۱۔ السلفیۃ مرحلة زمانیہ مبارکۃ ولیست مذهب اسلامیہ۔
- ۲۔ الامانیۃ آحظر بدعة تهدد الشرعية الإسلامية۔

ان دو قوی کتابوں کا مضمون اور ان میں جو زمانہ ایک دوسری زمانہ کے ناموں سے تی خالیہ ہے۔ اول الذکر کتاب میں اس شخص نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور علامہ ابن القیم جامیہ دہلی وہ کتابیے بنا کیے تھے نقد و رجح کیا ہے۔ میر اس میں ایک باب قائم ہے جس کا عنوان ہے: «باب الثالث: الشذوذ بالسلفیۃ بدعة لا يفرها اجماع الملل». یعنی شخصی مدرب اپنا ایک بدعت کے نئے ضمیمین صفت بارہ بیس قرار دیتے۔

الفخر اس کتاب کا خاصیہ یہ ہے کہ:

- ۱۔ عقاید ایک بدعت ہے جو مانع و مستحب کی تمام بدنات ہیں۔ اب سے خطرناک ہے۔
- ۲۔ امام ابن القیم نے اعلام المقصود میں کوئی شخصی علیحدگی بات نہیں لکھی ہے۔
- ۳۔ اگر ہمارے نئے اک عربی کی تحریر ہاذ ہے تو امام ابن تیمیہ کی تحریر بھی ہاذ ہے۔ (نحوہ ہاذ)
- ۴۔ سلطی خضرات ہاں میں۔
- ۵۔ عقاید مسلمانوں میں تفسیل و اخکار پیدا کرنے کے لئے اعتماد کا ہم اور دو دیکھے۔

بہکر کتابی اذکر کتاب اور زیاد و اخچ انداز میں عقاید و فہمی اور اس کے ملکیں کو ایک علیحدہ قرار دیتے ہیں کاپڑہ وغیرہ ہی ہے۔ اس شخص کی دیہ کاروں کو بھی علماء نے پادھے ہو، یہ بے نقاب کیا ہے؟ اس کی زبرداشتیوں اور گمراہیوں کا پروہنچاک ہی ہے۔ اس ضمن میں امام الحصر علامہ الباطنی رحمۃ اللہ علیہ، مجہد وقت شیخ عبد الرحمن العمالہ حفظہ اللہ علیہ، محمد بن شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ علیہ شیخ عبد القادر حامد حفظہ اللہ علیہ وغیرہ میں:

- ۱۔ امام الباطنی رحمۃ اللہ علیہ میں کی کتاب "فقہ الایرہ" میں دفاع عن الحدیث النبوی والسررة فی الرد علی جهالات الدكتور البوطی فی کتاب فقه السیرۃ" کے نام سے تعلیم لکھی ہے اور اس کی علمی غصبوں اور نامہیں کی نشانہ ہی فرمائی ہے۔ یہ پہلے محمد بن عبد الرحمن الاسلامی میں "تعلیم ملی احادیث فقه الایرہ" کے نام سے ثابت ہوا اور پھر بعد میں تعلیم ملاریں تکمیل میں لیج ہوا۔

====

اتیاع سنت اور علماء امت

<sup>(1)</sup> دیوبندی حضرات اور ان کے بہم شرپ لوگ نیز بظاہر جوان کے ہم پیارے و ہم نوائے

== ۲- محمد دوہار عاصمہ محدث الحسن العجاد حنفی اس نے اپنے "الدیک خلی الرفاعی واسوطی فی کتبہما علی  
أهل السنۃ وعوّتھما لی التبیح والصلال" تأثیر مستقل۔ سالاں میں اس کے شہزاد اور بھائیں ہاریوں کو دہلی کی  
روشنی میں بے نقاب کیے۔

٣- علماء شیعہ فرقہ ائمۃ اثیرون میں تاریخ نظرات و تعلقیبات علی ما فی کتاب "السلفیۃ" محمد سعید رمضان من الھفوات میں اس کی کتاب کے باش مجموعات کا جنکی پڑکی تعاقب کیا ہے اسی طرح بھولی اور قائمی کے تغیر کر، و نصیحة لاخواننا عنماء بحـ۔ کے جواب میں ایک علماء حظوظ ائمۃ الشیعہ بالدلیل میں ای نصیحة لرفاعی والبوضی من الكذب الواضح نامی، باللهم کہ اس پر اولاد نجحت کی فضیحت فرمائی ہے۔

۲۳۔ اسی طریقے سے محمد القادر جامد نے بھی مجلہ "البیان" میں "البوضی" والسلفیہ و قضایا آخری "اور" البوطیہ والمنهج "اوغیرہ" خواہیں سے اس شخص کے عقیدہ و فتح کے قادروں بالدار دو تجارت پہلوؤں سے آئیں، ایسا ہے اور اس کی فربہ کاریوں کو بے نقاب کیا ہے، وحکیت: (محلہ "البیان" شمارہ ۳۰-۳۲، جمادی الاولی تاذیٰ الحجہ ۱۴۳۱ھ)۔ (مترجم)  
 (۱) "بیوندریت" (ڈا. احمد زیدی بندہ اپنے ویسٹ بینڈ کی طرف منسوب ہے۔ جس کا قیام (۱۸۵۷ء) میں عمل میں آیا اسی کی طرف توجہ کرتے ہوئے دیوبندی "کتابات" میں۔

یہ ادا، اور اس کے منوہیں دراصل قصہ اور قراؤنگ میں جتنی بھیک متعینہ، وہ اصول میں اشعری اور ساتھ یہی میں۔ اسی طرح سوکھ مطابقت میں تصوف کے جاریہ مسلمان چھپی، قادری، لٹخنہنی اور سہ وردہ ہی وغیرہ سے غلک ہیں۔

دیوبندیت و صغیر بندپاک کامٹھور فریڈ ہے جو متفقہ میں اشعیت و ماتریت اور فلسفوں میں خلیت کے لئے  
انہی تھسیں جگہ دست کے؛ االی تھنہ امیر، تھنہ ہمارہ شخصیت ہے تھنہ اور مشافت شمی کے لئے مشکور ہے۔

ابو الحسن الکرقی صحیح فرموده ییں: «کل آیة تخالف ما علیه أصحابنا فیہ مذولة او مسوخه. وكل

حدث كذلك فهو مؤول أو منسوخ: «الله يحصل إلى ذلك الإمام أحمد علام بكر بن عبد الله البزري: أى ٥٥).

یعنی ہر آئیت جو معا۔ ملک کے خلاف ہے یا توهہ و مسوخ ہے یا یہ اذ ماؤں کی تاویل کی جائے گی۔ اس طرح ہر

ٹھٹھ لامکدھی بے کا اگر ہماں ملک کے خلاف ہے تو وہ یا تو منہوں بے یا اس کی کاولیں کی جائے گی۔

ای طریق ایک حکمی نام بھتے ہیں: "کم اخاللہ حیا فلا اخاللہ مہنا"

میں نے ہندی میں ان می خاافت سکل لی ہے تو ہوتے لے بھی ان می خاافت کس کروں۔

10

میں حالانکہ وہ آگے بچھے اور کم و بیش سمجھی اعتبار سے ان میں سے نہیں میں البتہ اس کے پچھے ان کے کچھ خاص ابداف و مقاصد میں جنہیں ان کے ساتھ رہنے والے اچھی طرح جانتے ہیں انہوں نے تو اس مسئلہ کو نیا پوچھا لایا اور اسے جدید نام سے موسوم کیا تاکہ ان کا باطل عقیدہ آن لوگوں میں راجح ہو سکے جو حقیقت حال سے ناقص میں اور ایسے ہی آن لوگوں میں جو سادہ لوح بھولے جائے اور کم علم غواص آن کی باتیں سنتے ہیں، چنانچہ انہوں نے "لامذہ ہبیت" کا نام نہ باد تعریف، بلند کیا اور جو لوگ کتاب و سنت کے دلائل سے مسائل افسوس کرنے کی دعوت دیتے ہیں<sup>(۱)</sup> آن کے بارے میں یہ تصور دیا اور ذہن سازی کی کہ یہ لوگ ائمہ کرام فقط اور فتنی کتابوں کے باغی اور آن سے جنگ کرنے والے ہیں۔ اور آن کے بارے میں کہا کہ یہ "خوارج" میں !!۔

فَلَعْنَةُ رِبِّنَا أَعْدَادُ رِمْلٍ      عَلَى مَنْ رَدَ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَةِ

==

اس پر بیت گئے ہوں کے ربِن کی احتست جو بوجوہ عزیز کے قول ہو گھرا دے۔ (المثل المفصل: ج ۵۵)۔  
یہ فرماتے ہیں: "مدھمنا صواب يتحمل الخطأ، و مدحنا محالنا خطأ يتحمل الصواب"۔  
(بہر احکم باللعل درست ہے نزاکاً محض احتساب ہے، اور ہمارے محال کا مسلک اہل میں ملا ہے، وہی کامکان ٹھاٹہ و نادر ہے)۔ (دیکھیے: موسویۃ الدین الحسینی، از: علی بن نابی التحوی، ۲/۲۷۵)۔ (مترجم)

(۱) امام ابن القیم الجعفری فرماتے ہیں: "تَعْلِمُونَنِ وَجْهَهُنَّ كَارثَةٌ هُنْ

وَنَكِيلُنَّ بَشَكَرَ أَهْلَهُ بَدْغُونَ إِلَى الْفَلَنِي وَنَمَرُونَ بِالْمَغْرُوفِ وَسَهُونَ عَنِ الْمَنْكَرِ وَلُونِيَّهُ هُنْ  
الْمَفْسُورُونَ" | اہل محان: ۳/۶۰۳۔

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہوئی پاپے ہے جو بھائی کی طرف ہائے اور نیک کاموں کا حکم گئے اور یہ سے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح و نجات پاتے ہاں لے ہیں۔  
پرانا چچا اس تعالیٰ نے یہی لوگوں کو چھوڑ سرف خصمی ہو، پر انہیں فلاح و کامرانی کا مدد و نایا ہے۔ اور فیر بھائی کی طرف ہائے اور یہی دلائل کی طرف ہائے ایسے ہیں کہ فراسیں قوال کی کاری کی دلائل دیتے ہاں لے ہیں۔  
دیکھیے: اعلام المؤمنین: (۲/۲۰۰) محدث اور عارف، علیں کے مابین بھی مناظر کی فصل میں۔

ان میں سے کسی جاہل نے کہا: "من لم يكن حبلياً فهو خارجي جهيماني"۔

جو بُلی نہ ہو وہ فارجی جہیمانی<sup>(۱)</sup> ہے!!

اور جب اس سے الازمی طور پر پوچھا گیا کہ: جو شافعی یا مالکی یا حنفی نہ ہو وہ کیا ہو گا؟ تو اس سے پچھا دین پڑا اور مجہودت ہو کر رہ گیا جیسے گدھا جھونپڑی کے گرد گھومتا اور چکرا ہتا

(۱) اصل یہ اس فتنہ کی درفت اشارہ ہے جو بعد محرم الحرام سنت ۱۹۷۴ء کی تاریخی تھی۔ مسجدِ رام مکمل مکملہ میں جہیمان صحیحی مسعودی اور اس کی جماعت نے پا چلنا تھا۔ جو ایک مذکورہ تاریخ میں جہیدان اور اس کی جماعت نے صفا و فخر کے بعد عزم کعبہ تک پیغامت کی۔ اور یہ جہادِ عویٰ کیجا گیا کہ مسجدی مکمل کا تکمیر ہو جائے اور وہ ان کے درمیان موجود ہیں۔ لہذا ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو دعوت کرنی پا جائے۔ بعض بالل و مفضل اور سادہ و سوہنہ موارد نے بیعت کرنا شروع کرایا اور ان کے ماتحت ہو گئے۔ ہبہکاری تھے نے ان کا دعایا۔ پسکہ یہ تھا کہ دعاویں سے میں تھے اس لئے جبرا دعوت لینا پا جانا ادا کرنا۔ دعاوں کو قبول کرنا شروع کر دیا۔ اغفاری اس طرح شہرِ رام، ریاستِ اندر حرام، شہزادِ الحرم میں دعوت کو پامال کیا جائیں۔ حکم کعبہ میں اور رکنِ حظیرہ کے درمیان مصہور مسلمانوں کا نامنہ ٹوکنہ ہمایا جائیں۔ صحیحی کی جماعت نے اپنے جعلی مہدی متکر کے مدد میں بہت سے خوااب و منامات تھیں یا ان تھے جو انہوں نے اس کے بارے میں۔ بیکھاتی اسی طرح ان کا ایک شخص کعبہ سے حسن بھرے ہو کر روم کے میکر و فرانس سے متعلق سذیں سنارا تھا اور اپنی بات اور برکت کو مکمل کر رہا تھا۔ یہ سمجھنے یہ عروج و عیش اپنے آپ کو مجید اور مجید کہو۔ ہے تھے۔

بہر حال نامہ مہدی (جہیمان صحیحی) کے اس فتنہ کے سبب درم مکملی اور کعبہ اند پنڈہ و دنوں تک ان باقیوں کے قبیضے میں رہا۔ مقابلہ آئی۔ پرفی، پری، دیکھوں چاہیں نہ لے جو میں لیں۔ لیکن بالآخر جہیمان اور اس کی جماعت کے چند لوگوں کو دلا رہا۔ امور نے گرفتاری کیا اور اجیسی صورت کے نتیجات اتنا تاریخی اس طرح انہوں نے اس فتنہ کے شر میں مسلمانوں کو جمات دیا۔ اور مانی۔ فلذِ الحرمہ اور میت

اس واقعہ کے بعد تیکوون نے جہیمان اور اس کے فتنہ کو خبیرا۔ اور اس کی صبح و خلوفاتی کی اور اس مسئلہ میں ایک کتاب بھی ثالث تھی جس کا نام تھا: "دماء في الكعبه". حقائق عن أحداث المسجد الحرام سنة ۱۹۷۹ء۔" لیکن ان کے محقق کے مطابق جہیمان کی کامیابی ان کے لئے مستقبل میں مزید بڑا درمیں شرطیں کو تھیں۔ پہنچائی کی را کھولے گی۔" یہ کتاب "منظمة الشورة الإسلامية في الجريدة العربية" نے ثالث تھی۔ جس کی حدودت ۱۹۸۳ء میں سن القمر نے سمجھا تھی۔ (مترجم)

ہے !!

پھر اپنے غسل کی پیوند کاری اور عیوب پوشی کرتے ہوئے دائرہ کوڈ راویع کیا اور کہا:  
 "کل من تم یکن علی مذهب من المذاهب الاربعة فهو خارجي  
 جهیمانی" -

جو پارول مذاہب (مالک) میں کسی مسلک پر نہ ہو وہ فارجی جہیمانی ہے !!  
 نیز کہا: "هؤلاء الذين يقولون: الكتاب والسنة .. الكتاب والسنة .. هؤلاء  
 خوارج، وسوف يخرجون بكرة علينا في الحرم كما فعل جهیمان" !!  
 یا لوگ جو ہر دم کتاب و سنت .. کتاب و سنت .. رستتے رستتے میں خوارج ہیں، کل یہ  
 ہمارے خلاف حرم میں بغاوت کریں گے، جیسا کہ جہیمان نے کیا تھا !!  
 باعے افسوس ! باعے تعجب ! سبحان اللہ ! کیا اس جامل سے پہلے بھی کسی نے ایسی احمقانی بات  
 کی ہے ؟

ہرگز نہیں ! اللہ کی قسم ہے اس سے قبل کسی نے ایسی جاملہ بات دیکھی ہوگی، اور میرا خیال  
 ہے اس کے بعد بھی ایسی احمقانی بات کہنے والا کوئی نہ ہو گا ! یہ بات تو وتنی بہرہ سکتا ہے جسے کچھ  
 بھی علم نہ ہو، اسے اس بات کا بھی علم نہ ہو کرو، لاد علم ہے، وہ جامل مرکب ہے ! اس پر اور اس  
 جیلوں پر یہ شعر صادق آتا ہے :

قال حمار الحکیم توما لو انصفوئی لکت اركب  
 لأنني جاهسل بسيط و صاحي جاهل مرکب<sup>(۱)</sup>

(۱) یہ شعر ایک رائق شاعر کا ہے جو اس نے اپنی مکتبہ کی بھروسہ میں لکھے، اسی لکھنے والی مکتبہ اور اکابر ادب ایضاً شاعر از: خیام  
 اندیش این الایخ (۲۱۵/۳)

حکیم تر ما کے گدھے نے کہا: اگر لوگ میرے ساتھ انصاف کریں تو میں اپنے مالک پر سواری کروں، کیونکہ میں جاں بیٹھ جوں اور میرا مالک جاں مر کب ہے۔  
یہ بات تو وہی کہہ سکتا ہے جس کے دل میں تجھی ہو جو خواہشات نفس کا پیر و کار ہو اور بالا کت و بر بادی جس کا مقدار ہو نعموداً بالذکر ذلک

ہے اہل علم و فقہ جو اللہ عز وجل کے حکم سے فیصلہ صادر فرمائے والے اور پدایت کے ائمہ اور روشنی کے میناریں اس سلسلہ میں آن کا جواب ملاحظہ فرمائیں:  
سلطان مسلمین امیر معظم علماء جلیل امام عبد العزیز بن محمد بن سعود۔ رحمہ اللہ تعالیٰ و آلسنه فتح جہان۔ سے سوال ہمیا گیا:

ایک شخص دین اسلام کے ظاہر کے مطابق اللہ کی عبادت کرتا ہے، واجبات کو ادا کرتا ہے اور زریٰ اور قبیح پیروں کو ترک کرتا ہے، اور اپنے دین میں ان مشہور مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی، حنفی) کے اندر میں سے کسی کی تلقینی نہیں کرتا۔ بلکہ اگر اس کے اندر بحث و منت کے دلائل میں غور و فکر کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے تو اس پر عمل کرتا ہے ورنہ علماء کرام میں سے جو بھی میر آتا ہے اس سے مسئلہ دریافت کر لیتا ہے، کیا ایسا شخص نجات پائے گایا نہیں؟  
سلطان مسلمین رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا:

== بدل بیٹھا بھی پیروں کے لیا۔ میں خدا ہوں جاہالت کو جانا ہے، اسے جیسی بیٹھ جی کہتے ہیں۔ جبکہ کسی پیروں کو خلاف جہان، بدل مرکب کہنا ہے۔ فلاسفہ نے بھی جہالت کی وضیحی میں ہے: بدل بیٹھ جی، بدل مرکب۔  
بدل بیٹھا: اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ آدمی جاں ہوا، وہ باہت ہوکر وہ جاں ہے۔ اور بدل مرکب یہ ہے کہ آدمی جاں ہوا، وہ بیٹھا تو علم و معرفت کے ذریعہ عذری: اللہ ہو جانا ہے لیکن بدل مرکب بہت وحی میں اور یعنی شکلوں سے: اللہ ہوتا ہے کیونکہ جاں کو یعنی مخلوق نہیں ہوتا ہے کہ وہ جاں ہے بلکہ مخلوق یہ ہے کہ بدل مرکب کا کوئی عوچی نہیں ہوتا۔ (مترجم)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَوْلِ اللّٰهِ وَبِسْمِهِ۔ اللّٰهُ عَوْجَلٌ کا ارشاد ہے:-  
 وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ  
 مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهِيدَاتِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسْنَ أُولَئِكَ  
 رَفِيقًا ﴿٦٩﴾ (المراء: ٦٩)۔

اور جو انہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے، جیسے، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہ لوگ کیا ہی بہترین ساختی میں۔

الذین حساد و تعالیٰ نے بتایا کہ تمام اولین و آخرین میں سے جو بھی انہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اسے خدا بے نجات ملے گی اور وہ عظیم اجر و ثواب سے ہمکار ہو گا۔ الحمد للہ یہ امت کے مابین ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، لیکن سب سے بنیادی مسئلہ اس شرط کے تحقیق اور کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر عمل کے ذریعوں و قراری تصدیقات کا ہے۔۔۔۔۔

آگے فرماتے ہیں: جب آپ نے یہ مسئلہ سمجھ لیا تو آئیے اب اس پر مسئلہ کا جواب دیتے ہیں: جس نے اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی، چنانچہ اللہ کی سفریا دی کیا اللہ واحدی کو پکارا۔ اللہ واحدی کے لئے قربانی کیا، اللہ واحدی کے لئے ندر مانی، اللہ ہی پر توکل کیا، اللہ کے دین کا دفاع کرتا رہا اور اللہ کے دین کے بارے جتنا بھی جانا اس کے مطالع اپنی استفاست بھر عمل کرتا رہا وہ بلا شک و شریعت یافتہ ہے اگرچہ وہ ان مشہور مسلکوں کو سرے سے جانتا بھی نہ ہو<sup>(۱)</sup>۔

(۱) (مکتبۃ الدین، المختصر: ۲/۳۷-۳۸، ۱) بدیعۃ العین۔

اب ذرا اس امام عادل اور صاحب علم و عمل سلطان کے کلام اور اس بے عمل و باطل پڑست۔ بھکے جالی اور اپنی ذات کے سلسلہ میں نہ اس خود زبغ و زل کا اعلان کرنے والے کے کلام میں غور کریں تاکہ دونوں کی باتوں کا تبیجہ سامنے آسکے۔

تبیجہ یہ ہے کہ: امام عبد العزیز بن محمد بن سعود رحمہ اللہ نے اس چیز کو صحابات کا سبب قرار دیا ہے جس کی صراحت اللہ نے اپنی کتاب میں فرمائی ہے، اور وہ ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و اتباع، آپ نے اپنے جواب کا آغاز اس فرمان سے کیا:

﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ  
مِّنَ الَّذِينَ هُنَّ الصَّادِقُونَ وَالصَّدِيقَيْنَ وَالشَّهِيدَيْنَ وَالصَّابِرِيْنَ وَحَسْنَ أُولَئِكَ  
رَفِيقًا﴾ [آل عمران: ٢٩]

اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے، جیسے، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صاحبوں، اور یہ لوگ کیا ہی بہترین ساتھی ہیں۔

اور پھر فرمایا:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بتایا کہ تمام اولین و آخرین میں سے جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اسے مذاہب سے نجات ملنے لگی اور وہ عظیم اجر و ثواب سے ہمکھنا ہو گا، الحمد للہ یہ امت کے ما میں ایک متفق علیہ مسلم ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، نیز یہ کہ جو بھی ناصل اللہ کی عبادت کرے گا اور اللہ کے دین کا دفاع کرے گا اور دینی علم کے مطابق حب استیاعت عمل کرے گا وہ بلاشبہ نجات یافتہ ہو گا اگرچہ اسے ان مذاہب کا کوئی علم ہی نہ ہو۔

میں کہتا ہوں: پہ جائیکہ وہ ان مذاہب میں سے کسی کا مخدود ہو!!  
لیکن فرمایا امام عبد العزیز رحمہ اللہ نے: کتاب اللہ کی نفس کھلا اعلان کر رہی ہے جو خدا درجہ  
و انحصار ہے۔

شیخ علامہ امام عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جو نجات کا خواہاں ہوا سے چاہئے کہ دونوں وجوہوں (کتاب و سنت) کو لازم پڑھنے جو  
کہ اللہ کی رسم (سرادھ مستقیم) میں اور پکند نہیں کو چھوڑ دے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:  
﴿وَإِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَشْيَعُوا الْسُّبُلَ  
فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنِ سَبِيلِهِهِ ذَلِكُمْ وَصَنْكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَقَّهُونَ﴾  
[الانعام: ١٥٣]۔

اور یہی سراط مستقیم ہے، سو اسی پر چلو اور دوسرا را ہوں پہ ملت چلو، کہ وہ را میں  
تمہیں اللہ کی راہ سے بدا کر دیں گی، اس بات کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں تاکیدی حکم دیا  
ہے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

خیری کریم رض نے سراط مستقیم کی مثال بیان فرمائی اور اس کے دامن اور باہم  
جانب پندرہ گیریں صحیحین اور فرمایا:

”هَذِهِ مَيْلٌ عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِّنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ۔“  
یہ پکند نہیں یاں (گمراہی کے راستے) میں، ان میں سے ہر راستے پر شیطان ہے جو اس  
کی طرف بدارا ہے۔

حدیث صحیح وغیرہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مردی ہے <sup>(۱)</sup>۔

(۱) یہ حدیث صحیح میں نہیں ہے، شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمان نے نو صحیح الجہی (ص ۳۲۲) طبع دارالاوقاف،

اور ہر دشمن جو جادہ پہاڑ سے محفوظ ہو جائے اور ہوائے نفس کے پیروکاروں کی ملکع سازیوں سے کتاب و سنت کے دلائل کام عارفہ کرے وہ شیطان ہے۔  
امام عبد الرحمن بن حنبلؓ کی بات ختم ہوئی <sup>(۱)</sup>

== میں صحیح احادیث ہے لہجہ بیت امام احمد بن زینی، داری، ماذن اپنی ناصیر اور عالمگیر حبیب اُن کے یہاں ہے اور یہی بات درست ہے۔

حدیث کی تحریخ اس طرح ہے: محدث احمد: (۱/۶۰، حدیث: ۲۰۸) و مسنون الحجری المذنب: (۶/۳۲۳، حکایت الحجری، حدیث: ۳۲۵، حدیث: ۳۲۷) و مسنون داری: (۱/۴۰، حدیث: ۲۰۸، ایضاً شیخ مسند اہل باشم البهانی)، و تفسیر ابن ابی حاتم: (۵/۳۲۲، حدیث: ۲۰۸، ایضاً شیخ الباز)، و تفسیر الحجۃ، و تفسیر الحجۃ کی حدیث: (۲/۳۱۸، اور انہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، محدث الطیابی: (حدیث: ۲۰۲)، و انس لابن ابی ناصیر: (حدیث: ۱۷)، و انس الحسن بن انس المروزی: (حدیث: ۱۱)، و محدث البراء: (۵/۳۲۱، حدیث: ۲۰۸)، و صحیح ابن حبان: (و تکھیہ: الاحسان: ۱/۵، حدیث: ۲۰۵)، و شرح ارث للبغوی: (۱/۱۹۹، حدیث: ۲۰۹)، فتح الہوی: (۸/۵۶)، و تفسیر الحجری: (۸/۸۵)، و تفسیر البغوی: (۸/۳۲)، و شرح ارث للبغوی: (۱/۱۹۹، حدیث: ۲۰۹)، ان کی بحوث نے بہد بحث میں ابی الحویں اپنی واہی شیخیت بن علی بن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ دو ایت کیا ہے۔  
امام عاصم فرماتے ہیں: "اس کی صدقی ہے لیکن یہیں نے اسے روایت کیں ہیا ہے، اور امام ہبیت نے ان کی موافقت کی ہے۔

ان کی حدیث میں عاصم کے ایک دوسرے شیخیں اور دو میں ترجمان چیخیں میں عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ، اور اس حدیث سے امام بن حنبل (حدیث: ۱۱۱) اور محمد بن انس المروزی نے اس کا تذکرہ (حدیث: ۱۲) میں روایت کیا ہے، میہماں کے اپنے گورنے لیکن یہ متابعاً بدوائل شیخیں نے ملکہ کا ہے، وہ کوئی مسلم ناہم کا، کیونکہ یہ بیت کا، اور مدار آن پر ہے اور ان کے مانند کے مسلم میں کلام میں علیہ سے خالی کو وہ قاتل کے باب میں جوت ہیں، اسی لئے شیخیں حبیبہ اس نے ان سے متفقہ تاریخیت کیا ہے، اور ماقول ابن حجر ان کے بارے میں تقریب الحجۃ بیب لا لمبر: (۳۰۵-۲۰۵) میں لکھتے ہیں: "یہ صدقی ہیں، یہ مبتدا ان کے پیغمبر اور قرآن میں جوت ہیں۔" اور ایسے شیخیں کی حدیث حسن ہوا کرتی ہے تیز و اس میں منفرد نہیں ہیں؛ بلکہ ابو داؤس سے روایت کرنے میں اعشر نے ان کا متابعاً بھیا ہے، بیہاک مرندیزار (۲/۱۱۳، حدیث: ۱۶۹۳) میں ہے اور اس کی صدقی ہے۔

(۱) و تکھیہ: الدر المذنب (۲/۲۳۰-۲۳۹) بہد یادی مکمل۔

یہ ان دونوں جلیل اللہ، ائمہ و علماء اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم کا فرمان ہے، بلکہ یہی کلام الہی کی نص سرخ ہے اور اسی پر امت کا اجماع بھی ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ جیسا کہ امام عبد العزیز بن محمد بن سعود رحمہ اللہ نے فرمایا۔

اس کے بعد یہ ناکارہ، ہبکا ہوا جامیں نجات اور بلا کست ابتدی سے چینکارے کا سبب آن لوگوں کی واجہی اتباع کو قرار دیتا ہے جن سے غلطی اور خطا کا امکان ہے اور اس ذات مبارک (نی رحمت ﷺ) کی اجاع ترک کرنے پر آمادہ کرتا ہے جو وحی الہی کے سوا پچھنچیں پوچھتے! اور کاش معاملہ یہیں تک رہتا یہ جامیں سیمیں رک کر خاموش ہو جاتا۔ اس کی بغاؤت و عناد اور طغیانی و سرگشی اس حد تک جا پہنچی کہ آن اہل بدایت کی مذمت میں زبان دراز کرنے والا جو شخص صراط مستقیم کے درہ پر اور دلیل و بدہان کے پیروں میں اور یہ کہنے کہ بھی برأت گرنے لا کر:

”اتباع الكتاب والسنۃ یهدی الی مذهب الخوارج ومذهب جهیمان۔“

کتاب و مفت کی اتباع سے خوارج اور جہیمان کے مذهب کی راہ ملتی ہے!!

اس سے بڑھ کر رذالت و رسوائی اور محرومی و پرپاٹی اور سیاہ ہو سکتی ہے؟؟

ارشاد باری ہے:

﴿فَمَنْ أَتَبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْفَقُ ۝ وَمَنْ أَنْعَرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكاً وَخَسْرَةً ۝ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَى ۝﴾

اط: ۱۲۳ - ۱۲۴

جس نے میرے بدایت کی پیروی کی وہ تو گمراہ ہو گا اور نہیں بدجنت اور جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔

اور یہ بہکا ہوا شخص اللہ کے کلام سے معارضہ اور عناد کرتے ہوئے ملاکت و بر بادی اور شقاوت و بد نجتی کا سبب کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی اتباع کو قرار دیتا ہے! کیا عظیمندوں نے بھی اس بیسی بھی وگری اور اس بیسی پاگل پنی سنی ہے؟؟ حق فرمایا اللہ عز وجل نے:

**﴿فَلَمَّا زَاغُوا أَرَأَيْتَ اللَّهَ قُلُوبَهُمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾** [اصن: ۵]۔

جب یہ لوگ مائل ہوئے تو اللہ نے بھی ان کے دلوں کو یہ رحاء کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو بدایت نہیں دیتا۔  
یہ فرمایا:

**﴿فَإِنَّهَا لَا تَعْنِي الْأَنْصَارُ وَلِكُنْ تَعْنِي الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ﴾** [انج: ۳۶]۔

آنچیں انہی نہیں ہوتیں بلکہ بینوں میں پوشیدہ دل اندھے ہو جاتے ہیں۔  
اے اللہ سلامتی اور عافیت عطا فرماء۔

**﴿رَبَّنَا لَا تُرِيزْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَابُ﴾** [آل عمران: ۸]۔

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو یہ رحاء کر جبکہ تو نے تمیں بہ ایت عطا فرمائی ہے  
اور تمیں اپنی طرف سے حمت عطا فرماء۔ یہ شک تو بہت بڑا عطا کرنے والا ہے۔

"اللَّهُمَّ يَا مُقْلِبَ الْقُلُوبِ، ثُبِّثْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ"۔

اے اللہ! اے دلوں کے پلنے والے! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے "مختار دارالسعادة"<sup>(۱)</sup> میں محمد بن فضل الصوفی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"ذهاب الإسلام على يدي أربعة أصناف: صنفٌ: لا يتعلّمون بما يتعلّمون، وصنفٌ: يتعلّمون بما لا يتعلّمون، وصنفٌ: لا يتعلّمون ما يتعلّمون، وصنفٌ: يتعلّمون الناس من الشغل والتألّم."

اسلام پا رکھنے کے لوگوں کے ہاتھوں شائع ہوا کہ: ایک وہ لوگ جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتے، دوسرا وہ لوگ جو ایسی چیزوں پر عمل کرتے ہیں جن کا انہیں علم نہیں، تیسرا وہ لوگ جو علم و عمل دونوں سے عاری ہیں۔ چوتھے وہ لوگ جو لوگوں کو علم پڑھنے سے روکتے ہیں۔

میں (امام ابن القیم) کہتا ہوں:

پہلی قسم: جس کے پاس علم ہے عمل نہیں: یہ طبقہ عوام الناس کے لئے سب سے زیادہ منظر اور نقصان وہ ہے، کیونکہ یہ ہر شخص وعیب اور منحوس عمل میں عوام کے لئے جگت قرار پاتا ہے۔

دوسری قسم: جاہل عبادات گذار: کیونکہ اس طبقہ کی عبادات اور نیکی کو دیکھ کر عوام الناس حسن نظر کھتتے ہیں اور جہالت کے باوجود ان کی پیروی کرتے ہیں۔

یعنی دونوں قسمیں میں جن کا ذکر بعض سلف نے اپنے اس قول میں کیا ہے: "اخذروا فتنة العالم الفاجر والغابد الجاهل، فإن فتنتهما فتنه لكل مفتون."

بیکمل عالم اور جاہل عبادات گذار کے فتنے سے بچو، کیونکہ ان دونوں کا فتنہ سب کے لئے

(۱) مختار دارالسعادة: مسلم، ولایۃ الحرم، الارادۃ: (۱/۱۴۰)، ایج مشن مفتونہ الریاض الحمدیہ۔

عام ہوتا ہے۔

چونکہ لوگ اپنے علماء اور عابدوں ہی کی پیر وی کرتے ہیں لہذا اگر علماء یہ ہو دو وہ عمل اور عبادت گذار جائیں ہوں تو ان دونوں کی وجہ سے مصیبت عام ہو جاتی ہے اور عوام و خواص دونوں یکساں طور پر عظیم فتنے کی زد میں آجاتے ہیں۔

**تیسرا قسم:** جو علم و عمل دونوں سے محروم ہیں: ان کی مثال گھاس چڑنے والے جانوروں بھی ہے۔

**چوتھی قسم:** زمین میں ابلیس لعین کے کارندے: یہ وہ ہیں جو لوگوں کو طلب علم اور تفقید فی الدین سے روکتے ہیں۔ یہ لوگوں کے لئے شیاطین الحن سے بھی زیاد ضرر رہا ہے میں، یہ چونکہ یہ لوگ انزوں کے دلوں اور انہی بہ ایت دراوے کے درمیان حائل ہوتے ہیں۔

چنانچہ یہ وہ چار طرح کے لوگ ہیں جن کا ذکر عارف محمد بن افضل رحمہ اللہ نے کیا ہے۔ اور یہ سب ملکوت و تباہی کے دہانے پر ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دینے والے عالم کو بختی بھی اپنی ارسانی اور جنگ و مقابلہ آرائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے انہی (چار طرح کے) لوگوں کے ہاتھوں کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنے محبوب بندوں کو اپنی رضا کے کاموں میں استعمال کرتا ہے اسی طرح جسے چاہتا ہے اپنی نارانگی میں استعمال کرتا ہے (اللہ رب بیعتا دہ حبیر ناصیر (رض) (الشوری: ۲۰) (بیشک وہ اپنے بندوں کے بارے میں خبر رکھنے والا دیکھنے والا ہے)۔

اوران تمام قسم کے لوگوں اور ان کے طریقوں کا راز بھی علم ہی کی بنیاد پر منکشف ہو سکتا ہے اس طور پر خیر کے تمام گو شوں کا سرچشمہ "علم" اور اس کے اہاب اور شر کے تمام گو شوں کا سرچشمہ "جهالت" اور اس کے حرکات قرار پایا۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی۔

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ امام ائمہ القیم رحمہ اللہ کے منذورہ کلام کے بارے میں  
قطران ذیلیں:

”توحید اور اتباع سنت کی تحقیق کے مسئلہ میں میں نے جو کچھ دیکھا ہے یہ آن میں ایک  
تمایز نفع بخش بات ہے۔ خوش نصیب میں وہ لوگ جنہوں نے اسے سمجھا اور ذہن و دماغ  
میں از بر گر لیا۔<sup>(۱)</sup>

میں کہتا ہوں: جب ابلیس کے کارندوں میں سے لوگوں کو طلب علم اور تفہیمی الدین سے  
درخالانے والے شیاطین الجن سے بھی زیادہ نظر رہاں ہیں، کیونکہ وہ لوگوں کے دلوں اور اللہ کی  
ہدایت اور اس کی راہ کے مابین عائل ہوتے ہیں تو بھلا بناو کہ آسے کیا نام دیا جائے گا جو یہ  
کہتا ہے کہ: ”جو کتاب و سنت کی اتباع کرے وہ فارجی حسماں ہی ہے!!“ کہیں ایرا تو نہیں کہ  
وہ خود ہی ابلیس ہوا نسان کی شکل میں آسمیا ہو!!

اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے، اسی پر اعتماد و بھروسہ ہے، جس اس سے دعا کو میں کہ اپنی قوت  
و قرفت سے بھیں اور تمام مسلمان بھائیوں کو شیطان سے اپنی پناو میں رکھے۔

کیا کتاب و سنت جو کر اللہ کی ہدایت اور اس کا طریق میں کے علم سے روکنے کی اس سے  
بر جو کبھی کوئی شکل ہو سکتی ہے؟

نہیں اللہ کی قسم! اس کے بعد کتاب و سنت کے علم سے روکنے کی راتی کے داد کے برادر  
بھی کوئی شکل باقی نہیں رہ جاتی۔

میرے لالب علم بھائی! جب آپ نے اس جاہل اور ناکارہ کی یہ ظالمانہ اور مجرمانہ بات  
سماعت فرمائی تو اب درج ذیل کچھ و لات پیدا ہوتے ہیں:

(۱) دیکھئے: ”الدر المحتی“ (۲۷۹-۲۸۰)۔

- ۱۔ کیا لوگوں پر کسی معین شخص کی تقید کرنا واجب ہے؟ خواہ وہ انہیں بعد میں سے ہو یا دیگر لوگوں میں سے؟
- ۲۔ کیا حق مذاہب اور بعد میں مخصوص ہے؟ بالیں ٹھوک جوان میں سے کسی ایک کا مقدمہ ہو وہ سنت سے غارج ہے؟
- ۳۔ تقید کا کیا حکم ہے؟ تقید کی کوئی قسم حرام، کوئی واجب اور کوئی جائز ہے؟ اس باب میں طالب علم کا کیا موقف ہونا چاہئے؟ آئندہ صفحات میں ان تمام وسائل کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔ وہاں التوفیق



# کیا لوگوں پر کسی معین شخص کی تقلید واجب ہے، خواہ وہ ائمہ ار بعہ میں سے ہو یا دیگر لوگوں میں سے؟

اولاً: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ لوگوں پر انہی ائمہ ار بعہ میں سے کسی ایک معین امام کی اتباع کرنا  
واجب ہے تو اس سے توبہ کرو انصاروری ہے اگر توبہ کر لے تو صحیح ہے اور نہ اس قتل کر دیا  
جائے!

صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ صحیح ہے نیامناسب ہے یا کہ عامی شخص ان ائمہ کرام میں سے  
زید عمرو کی تعین و تخصیص کئے بغیر کسی ایک کی تقلید کر سکتا ہے۔  
اب رہایہ مسئلہ کوئی نہیں: امت پر فال یا فال شخص کی تقلید واجب ہے تو کوئی مسلمان  
یہ بات نہیں کہ سکتا۔

البته جو ان ائمہ کرام سے محبت کرتا ہے جن مسائل میں واضح ہو کہ امام کی بات سنت  
رسول ﷺ کے موافق ہے وہ اگر اس میں ہر ایک کی تقلید کرتا ہے تو صحیح ہے بلکہ وہ  
دوسروں سے قدرے بہتر ہے؛ کیونکہ ائمہ کا اتفاق قطعی محبت اور آن کا اختلاف وسیع رحمت

بے لیکن جو ان میں سے کسی ایک کو خاص کر کے اس کے لئے تعصّب کرے وہ ان روافض کی طرح ہے جو مجاہد شیخ ہمیں دیگر کو چھوڑ کر کسی ایک کے لئے تعصّب کرتے ہیں اور اس کی مثال خوارج کی ہی ہے۔

اور یہ اہل بدعت اور خواہشات فضائل کے پیروکاروں کا طریقہ ہے جو کتاب و مذمت اور باجماع امت سے شریعت سے فارج ہیں۔

اوّل عَمُومًا امام مالک یا شافعی یا احمد یا ابوحنیفہ یا دیگر ائمہ حنفیہ ایک میں سے کسی ایک کے لئے تعصّب کرنے والے کا الیہ یہ ہے کہ اسے علم و دین میں اس مخصوص امام اور دیگر ائمہ کرام کی قدر و منزلت کا علم ہی نہیں ہے چنانچہ وہ جاہل اور ظالم ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے اور تکلم و جہالت سے منع فرماتا ہے۔

واجب اور ضروری یہ ہے کہ مومنین اور (باخصوص) علماء سے مجت اور دوستی رکھی جائے اور حق اور اتباع حق کی جسمی کی جائے اور یہ بان لیتا چاہئے کہ ائمہ کرام میں سے جس کا اجتہاد درست ہو اور وہ اجر اور جس کا اجتہاد غلط ہو اور ایک اجر کا مُتحقّق ہے۔

مشرقی ممالک پر اللہ تعالیٰ کے ترکوں کو مسلط کر دینے کا ایک سبب ان کے درمیان مذاہب (مالک) کی بابت بہ کثرت تفرقة بازیاں اور فتنہ انگیزیاں تھیں۔ جبکہ یہ ساری چیزوں میں اس اختلاف کے قبیل سے ہیں جن کی اللہ نے مذمت فرمائی ہے، یعنونکہ جماعت کو لازم پکڑنا اور اتحاد و الفت کی زندگی جینا دین کے اصولوں میں سے ہے اور پوری مخلوق پر اس (جنی) مخصوص مشتہیہ کی اطاعت و اتباع واجب ہے جو ہوا نے نفس سے کچھ نہیں کہتے آپ کی باتیں مختص و تحریکی الی ہو اکرتی ہیں:

فَلَا وَرِبَّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَقَّ يَحْكَمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بِيَنْهُ

**ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا قَمَّا فَضَيَّتْ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** ﴿النَّاسُ: ٦٥﴾

تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اخلاقی مسائل میں آپ کو حکم اور فیصلہ نہ بنالیں۔ پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دلوں میں کوئی حرج نہ محسوس کریں، اور ممکن طور سے رسالہ یعنی ختم کر دیں۔

لہذا دعا کے تمام اقوال، احوال اور افعال کو آپ کے اقوال احوال اور افعال کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بات ختم ہوئی<sup>(۱)</sup>۔

نیز فرماتے ہیں:

”لوگوں پر صرف اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت واجب ہے۔ رب یہ یہ اولو الامر جن کی اطاعت کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان:

**﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَئِكَ أَمْرٌ مِنْ كُنْكُر﴾** ﴿النَّاسُ: ۵۹﴾

(اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اختیار والوں کی) میں دیا ہے۔ تو ان کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی ماحتی میں واجب ہے دلکش طور پر۔

اوہ مسلمان کو جب کوئی مسئلہ درجیش ہو تو جس کے بارے میں اس کا خیال ہو کہ وہ اسے اللہ اور اس کے رسول کی شریعت سے فتویٰ دے گا اس سے فتویٰ دریافت کرنے خواہ وہ بھی بھی مذہب و مسلک کا ہو۔ بھی بھی مسلمان پر کسی مخصوص عالم دین کی اس کی تمام ترباتوں میں تقاضیہ

(۱) دیکھئے: *بختسر الطحاوی المسریہ* (اس/ ۳۷-۳۶).

کرنا واجب نہیں، اور نہیں کسی مسلمان پر کسی معین شخص کے مذہب و ملک کو اس کی تمام تر واجب کر دے اور بتائی ہوئی چیزوں کو ماننا واجب ہے سو اے رسول اللہ ﷺ کے بلکہ لوگوں میں سے ہر شخص کی پچھے باتوں کو لیا بھی جاسکتا ہے اور پچھے باتوں کو چھوڑا بھی جاسکتا ہے سو اے رسول اللہ ﷺ کے۔<sup>(۱)</sup>

اور کسی کا کسی معین شخص کے مذہب کی پیروی اس بنای پر کرنا کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے شریعت کی معرفت سے غائب ہے مخفی اسی شخص کے لئے جائز ہے، اگر دوسروں کے لئے اس کے علاوہ دوسری را بول سے شریعت کی معرفت ممکن ہو تو ان پر اس معین شخص کے مذہب کی اتباع واجب نہیں، بلکہ ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ حب استقامت اللہ سے ذرے اور اس کا تجویی اختیار کرے، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اوامر کا علم ماضی کرے، مامور کو انجام دے اور ممنوع کو ترک کر دے، واللہ اعلم۔<sup>(۲)</sup>

مزید فرماتے ہیں:

"جس نے کسی کو امام نامزد کر کے اعتقادی یا عملی طور پر اس کی اطاعت کو مطلقاً واجب قرار دیا رواضش امامیہ کے گمراہ سر بر آور دہلوگوں کی مانند اس باب میں وہ بھی گمراہ ہو جائی، کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق بروقت ایک امام معصوم ہوا کرتا ہے جس کی اطاعت واجب ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی معصوم نہیں اور نہیں آپ کے بعد تمام باتوں میں کسی کی اطاعت واجب ہے۔۔۔"

فرماتے ہیں: اسی طرح جو دین کے مٹا بخی میں سے کسی شیخ کی بلا تخصیص و استثناء ہر طبقہ میں اتباع کی دعوت دے اور اسے اس کے ہم مثل لوگوں سے الگ چیزیت دے وہ بھی

(۱) ہمچنے: مجموع فتاویٰ اہل سیج (۲۰۸-۲۰۴).

گمراہ بے جیسے شیخ مدی۔ شیخ عبدالقادر وغیرہ۔۔۔۔۔

آگے مزید فرماتے ہیں: نیز جو احمدہ علم میں سے کسی امام کی اس کے تمام تر فرمودات  
مامورات اور منیات میں مطلقاً طور پر اطاعت داتباع کا حکم دے جیسے احمد ار بعده حبہم اللہ و  
بھی گمراہ ہے۔<sup>(1)</sup>

میرے طالب علم بھائی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی محبوب اور پرستید و چیزوں کی توفیق بخش۔ ذرا اس علم کے سمندر اور معموق و منقول میں جدت امام (ابن تیمور رحمۃ اللہ علیہ) کی محکم اگھر اور یاد ارجمندی پر غور کریں۔ آپ کے سامنے حس ذمیں واضح ہوں گی:

① جس کا عقیدہ یہ ہوگے لوگوں پر ان ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی اتباع کرنا واجب ہے تو اس سے توبہ کروانی جائے گی اگر تو پہ کرنے تو محکمہ وہ اس قتل کردیا جائے ا۔ اے کاش میں حافظ کیا اس کا کہا حال ہو گا جو ہے کہ:

من لم يكن حنبلًا فهو خارجي جهيمي“ -

جو علمی نہ ہو وہ خارجی جسمانی ہے؟

کیا ایسا کہنے والا لوگوں پر ضروری نہیں فراہدیتا کہ انہوں ارب میں سے کبھی ایک کی اتنا کریں اور دس بے کسب ثار جی جسمانی ہو جائیں گے؟؟

⑦ زیادہ سے زیاد تقلید کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ: حکیم ہے یا مناب ہے نیا یہ کہ عام آدمی ان ائمہ کرام میں سے زیاد عمر دی تعریف و تخصیص ہے بغیر کسی ایک کی تقلید کر سکتا ہے۔

جب کہ یہ جامیں ایسے پہونچ دیں تو دوسرا سے قول کی روشنی میں تمام لوگوں پر تلقینہ کو واجب قرار

(۱) دیکھئے: مجموع فتاویٰ ابن تیمہ (۱۹-۴۹/۱۹)

دیتا ہے ورنہ سب "خوارج اور جھمٹانی" ہو جائیں گے "بلاقصیل خواہ وظیبہ ہوں یا علماً!"

③ کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ امت پر فلاں یا فلاں کی تلقید واجب ہے۔  
میں کہتا ہوں: مذکورہ دونوں باتیں کہنے والے کو سوچنا پاہنے کہ اس نے تلقید کو واجب  
کہتے ہوئے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی اس بات کو کیا مقام دیا؟

④ جو احمد رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں سے کسی ایک کو غاص کر کے اس کے لئے تعصب کرے وہ ان  
رواضع کی طرح ہے جو حجاجہ بن جعفر میں دیگر کو چھوڑ کر کسی ایک کے لئے تعصب کرتے ہیں اور  
اس کی مثال خوارج کی ہے۔

لہذا "جو جعلی نہ ہو وہ خارجی جھمٹانی ہے" کہنے والے کو ان (رواضع) کی ہمنوائی مبارک  
ہوں گن کا تذکرہ، شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے کہا ہے اور اسے یہ گمراہ لوگ مبارک ہوں کیونکہ اس  
کے قدوہ و پیشوادی میں؟

اور ایسی صورت میں خارجی کون ہوگا؟ جو کتاب و سنت کی دعوت دیتا ہے یا جو ان انہ  
میں سے کسی مخصوص امام کے لئے تعصب کرتا ہے؟  
جواب قارئین کے ہوائے ہے! خود فیصلہ کر لیں۔

⑤ یہ ال بدعۃ اور خواہشات نفس کے پیر و کاروں کا طریقہ ہے جو کتاب و سنت اور  
اجماع امت کے فیصلہ سے شریعت سے خارج ہیں۔

⑥ انہر حجم اندھہ میں سے کسی ایک کے لئے تعصب کرنے والے کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ علم  
و دین میں اس مخصوص امام اور دیگر انہر کرامہ کی قدر و منزالت سے لا علم ہے چنانچہ وہ جالی  
اور ظالم ہے۔

میں کہتا ہوں: "جو جعلی نہ ہو وہ خارجی جھمٹانی ہے" کہنے والے پر یہ بات خوب صادق

آتی ہے۔

④ مشرقی ممالک پر اللہ تعالیٰ کے ترکوں کو مسلط کر دینے کا ایک سبب ان کے درمیان مذاہب (ممالک) کی بابت بکثرت تفرقہ بازیاں اور فتنہ انگیزیاں ہیں۔ میں کہتا ہوں: ان بھاروں و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں اس ملک (بلاط سعودیہ) میں ان قاتلوں اور مسلکی فرقہ بندیوں سے محفوظ رکھا ہے، یونکہ یہ ملک کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی بنیادوں پر قائم ہے۔ اگر ہر آدمی الگ الگ ملک کا حامل ہوتا اور اسی کی بنیاد پر دوستی و شفیقی کرتا جس کی یہ بحال دعوت دے رہا ہے تو نتیجہ کیا ہوتا؟ ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ تفرقہ بازی اور فتنہ ہی ہوتا جیسا کہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے: نہم اللہ کے غضب اور دردناک عذاب سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔

⑤ پوری مخلوق پر اس (نبی) معلوم ﷺ کی الطاعت و اتباع و اجب ہے جو ہوا نے نفس سے کچھ نہیں کہتے آپ کی ہاتھیں مجھ سے وحی الہی ہوا کرتی ہیں۔

⑥ جب مسلمان کو کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اسے چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شریعت کی روشنی میں فتوی دینے والے سے فتوی پوچھ لے تو اہو و بھی بھی ملک کا ہو۔

⑦ کسی بھی مسلمان پر کسی مخصوص عالم دین کی اس کی تمام ترباتوں میں تلقیہ کرنا واجب نہیں ہے۔

⑧ کسی مسلمان پر رسول اللہ ﷺ کے علاوہ بھی متعین شخص کے مذہب و ملک کو مانا دا جب نہیں ہے۔

⑨ اور کسی کامی متعین شخص کے مذہب کی پیر وی اس بنا پر کرنا کہ وہ اس کے علاوہ بھی اور ذریعہ سے شریعت کی معرفت سے ماجزا ہے مجھ سے اسی شخص کے لئے جائز ہے۔ اگر

دوسرے کے لئے اس کے علاوہ دوسرے ذرائع سے شریعت کی معرفت ممکن ہوتا ان پر اس معین شخص کے مذہب کی اتباع واجب نہیں۔

**ثانیاً: امام ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:**

مکیان عام آدمی پر معروف مذاہب میں سے کسی مذہب کو اپنانا واجب ہے یا نہیں؟

اس بارے میں دورائیں میں:

پہلی رائے: واجب نہیں ہے اور یہی بات قعیٰ ٹھوڑا پر صحیح اور درست بھی ہے یونک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے واجب کئے بغیر کوئی چیز واجب نہیں ہو سکتی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کسی پر واجب نہیں کیا ہے کہ امت کے کسی فرد کے مذہب کو لازم پکھانے اور اپنے دین کو محض آس کے حوالہ کر دے۔

پورا قرون مفضلہ اور اسی طرح آن مبارک ادوار کے لوگ اس نسبت سے بھی میں۔

بلکہ اگر عام آدمی کوئی مذہب اپنا بھی لے تو اس کا مذہب درست نہیں ہو سکتا یونک عالم آدمی کا کوئی مذہب ہی نہیں ہو سکتا۔ مذہب یا تو اس آدمی کا ہوتا ہے جس کے پاس ایک بھائی غور فکر اور اتدال کی صلاحیت ہو اور اپنے اعتبار سے مذاہب پر اس کی نظر ہو یا پھر اس کا ہوتا ہے جس نے متعلقہ مذہب کے فروع کے کوئی کتاب پڑھ بھی ہو اور اسے اپنے امام کے اقوال اور فتویٰوں کی معلومات ہو۔

لیکن جو سرے سے اس کا اہل ہی نہ ہو اور کہتا پھرے کہ میں شافعی ہوں یا حنفی ہوں وغیرہ تو محض کہنے سے وہ شافعی یا حنفی یا صنیلی نہیں ہو سکتا جس طرح محض کہنے سے کوئی فقیر یا یا نجی یا کاتب وغیرہ نہیں ہوتا۔

اس کی مزید توضیح اس بات سے ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو شافعی یا مالکی یا حنفی کہنے والا یہ

سمجھتا ہے کہ وہ اس امام کا پیر و کار اور اس کے ملک پر گامزن ہے جنکہ یہ چیز اسی وقت درست ہو سکتی ہے جب وہ علم و معرفت اور اندالل کی روشنی میں اس کے ملک پر عامل ہو۔ اب اگر وہ اپنے امام کی بہرت علم اور اس کے طریقہ کے بارے میں لاغم اور حدود رجہ دوڑ ہو تو محض دعویٰ اور زبان سے کہنے کی بیناد پر نسبت کیسے درست ہو سکتی ہے؟ عام آدمی کا کوئی مذہب ہوئی کسی طرح صحیح تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر تصور کر جی میا جائے تو اس کے یا کسی اور کے لئے اس کا ماننا شروری نہیں، اور دینی بھی کسی پر یہ لازم ہے کہ امت کے کسی شخص کے مذہب کو اس طرح اپنائے کہ اس کے تمام اقوال کو لے اور اس کے علاوہ دیگر اقوال کو ترک کر دے۔

یا ایک گھناؤنی قسم کی بدعت ہے جو امت میں ایجاد ہوئی اور اسلام میں سے کسی نے بھی یہ بات نہیں کی، وہ اس سے کہیں بلند قدر و منزلت اور اند اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں علم و اعلیٰ تحفے کو لوگوں پر تقید اور مذہب پر ترقی و اجب تحریر اتے۔ اس کے بال مقابل اس شخص کی بات کتنی دوڑ ہے جو یہ کہتا ہے کہ: آدمی کے لئے کسی دینی عالم کی تقید کرنا واجب ہے۔

ایسا طرح جو اس سے بھی تجاوز کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ: پارول مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کو اپنانا شروری ہے۔

بائے افس اصحاب رسول ﷺ، تابعین، تابعین تابعین اور دیگر تمام ائمہ اسلام کے مذاہب ختم اور بالکلیہ تا پیدہ ہو گئے اب تمام ائمہ و فقیہاء کرام میں سے صرف چار لوگوں کے ہی مذاہب باقی پچے میں؟

سماں کی نے یہ بات کہی ہے یا اس کی دعوت دی ہے؟ یا کسی امام کے ایک افواہ سے بھی

اس کا پتہ چلتا ہے؟

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو باتیں صحابہ کرام، تابعین اور تبعین پر واجب قرار دی ہیں وہی باتیں ان کے بعد قیامت تک آنے والے لوگوں پر بھی واجب کی ہیں، واجب میں کوئی اختلاف و تبدیل نہیں ہے، اور اگر حالت، زمان و مکان اور قدرت و عدم قدرت کے اختلاف کی بنیاد پر واجب کی کیفیت و مقدار مختلف ہو جائے تو وہ بھی اللہ اور اس کے رسول کے واجب کردہ امر میں شامل ہے۔

اور جو کسی عامی کے لئے کسی مذہب کو درست سمجھتا ہے گویا وہ اس عقیدہ کا قابل ہے کہ وہ عامی جس مذہب کی طرف منسوب ہے وہی حق ہے اب اسے اس عقیدہ کے بموجب عمل کرنا پڑے گا۔

اب اگر ان لوگوں کی یہ بات درست مان لی جائے تو اس سے لازم آئے گا کہ وہ جس مذہب کی طرف انتساب کر رہا ہے اس کے علاوہ دیگر مذہب والوں سے فتویٰ پوچھنا حرام ہے اسی طرح یہ بھی لازم آئے گا کہ اپنے امام کے ہم پدیا اس سے بلند پایہ امام کے مذہب کو اپنانا بھی حرام ہے اور اس کے علاوہ دیگر ایسے فاسد لوازم درجیں ہوں گے جن سے ان کے ملزومات کا فائد و اشح ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس سے یہ بھی لازم آئے گا اگر اسے اپنے مذہب کے امام کے علاوہ دوسرے بھی کے پاس رسول گرامی ﷺ کی کوئی نص صریح یا خفقاء اور بعد رضی اللہ عنہم کا قول ملے تب بھی وہ اسے ترک کر دے اور اپنے انتساب کردہ امام کے قول کو اس پر مقدم سمجھے۔

بلہ اس کے لئے جائز ہے کہ متبوعین اللہ ار بعید یاد بیگ لوگوں میں سے جس سے بھی پا ہے فتویٰ دریافت کر لے، اور باجماع امت اس پر یا کسی بھی مفتی پر یہ واجب نہیں ہے کہ اللہ

اربعہ میں سے کسی امام میں مقید رہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ کی <sup>اللہ</sup> نگو کا مقصود شتم ہوا<sup>(۱)</sup>۔ میں کہتا ہوں: کیا اس بھکے ہوئے کو اس عظیم امام (ابن قیم رحمہ اللہ) کی اس عظیم بات اور ان کے علاوہ دیگر امداد کرام جن کی باتیں تقلیل کی جا پسکیں کا علم ہے؟ اور اگر اسے ان باتوں کا علم ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ یا آس بھی لوگ امام ابن القیم کو جانتے بھی ہوں گے۔ تو کیا اس کی نسبت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی طرف صحیح ہوگی؟ کیونکہ وہ تو اس اسی میں مست و مکن ہے کہ وہ عربی ہے؟

اس کا جواب وہی ہے جو اس کے اور اس پیشوں کے بارے میں امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ علم و معرفت اور استدلال میں اس نے امام احمد رحمہ اللہ کا راستہ نہیں اپنایا۔ بلکہ وہ جهالت کے ساتھ امام احمد رحمہ اللہ کی سیرت اور آپ کے علم و فہم سے حد روید و رہی بے لہذا اب امام احمد کی طرف اس کی نسبت محض بے معنی اور بے دلیل دعویٰ کی ہے۔ اور اس شخص کے بارے میں میرے پاس میوں طلبہ علم اور ساتھی دوڑبے مشائخ کے واسطے یہ بات ثابت ہے کہ اس نے کسی مسجد میں لوگوں کی ایک مجلس میں محضے ہو کر جنہیں ایک شیخ درس دے رہے تھے اور کتاب و مفت کے ترک و اتباع پر آمادہ گر رہے تھے یعنی بمحمار ہے تھے کہ رسول گرامی <sup>صلوات اللہ علیہ و آله و سلم</sup> کے علاوہ کبھی کبھی ہوئی تمام باتوں میں اس کی اتباع کرنا کسی پر واجب ولازم نہیں ہے شیخ موسوٰ کو امام ابن حبٰن رحمہ اللہ کی الرد علی من اتبع غير المذاہب الاربعة<sup>۲</sup> نامی کتاب پیش کی اور ان سے مطالبہ کیا کہ کتاب میں سے کچھ حاضرین کو پڑھ کر نہیں۔

آخر یہ عمل کس بات کا نماز ہے؟ کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے جو اس کے بارے میں

(۱) دیکھئے: علام المقصود، (۲/ ۴۰۱-۴۶۳)۔

مشہور و معروف ہے کہ لوگوں پر مدد اہب ارب بعد کی اتباع دیروی واجب قرار دیتا ہے؟ اہن رجب رحمہ اللہ کی کتاب کے تذکرہ کی مناسبت سے یہاں کچھ باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔

### چنانچہ عرض کرتا ہوں:

اولاً: کتاب کا یہ نام امام اہن رجب رحمہ اللہ کا نہیں بلکہ محقق کا وضع کر داد ہے۔

ثانیاً: اس جاہل سے کہا جائے: فرض کرتے ہیں کہ امام اہن رجب ہی نے یہ نام رکھا ہے لیکن ہم ان کے اس نام سے اتفاق نہیں کرتے۔

اگر وہ سمجھے کہ: کیا تمہیں اہن رجب سے زیادہ علم ہے؟

تو ہم بھیں گے: ہم نے امام اہن رجب کی مخالفت یوں کسی امام کی اتباع سمجھے بغیر نہیں کی ہے بلکہ ہم نے ان کی اتباع کی ہے جو اہن رجب کے ہم پڑہ یا ان سے بھی زیادہ علم کے مالک تھے اور انہیوں نے کتاب و مفت کے دلائل سے اتدلال کرتے ہوئے اہن رجب کی مخالفت کی ہے۔

اگر یہ جاہل پھر دوبارہ وہی بات سمجھے کہ: کیا تمہیں اہن رجب سے زیادہ علم ہے؟

تو ہم بھیں گے کہ: کیا تجھے شیخ الاسلام اہن تیمہ اہن رجب کے اتنا ذوق شیخ علم اہن القیم اور دیگر ائمۃ دعوت حرمہ اللہ جن کی باتیں ہم نے نقل کی ہیں یا نہیں کی ہیں سے زیادہ علم ہے؟؟؟

اور اس طرح ہم اس جاہل عالم کا ترکی پڑتکی معارضہ کریں گے اور دلیل بلاعارضہ (مکت) ہوگی اور فرمان باری تعالیٰ:

﴿فَإِن تُنْزَلَ عَلَيْهِ فِي شَيْءٍ فَرُدُودٌ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ (النَّازٰ: ۵۹)۔

(اگر کسی چیز میں اختلاف کرلو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لو نادو)

کے اتباع کرنے والے ہوں گے نیز دلائل کی پیشہ وی کرنے والے علماء کے پیشہ وکار  
نہ مل جائیں گے۔

مثال: بہتر ہوگا کہ یہاں اس جامیں اور اس عینے دوسرے لوگوں کو دوبارہ امام ا بن رجب رحمہ اللہ کے شیخ امام ابن القیم رحمہ اللہ کا قول یاد دلایا جائے، چنانچہ موصوف مسلک پرستی واجب قرار دینے والوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔ جیسا کہ نقل ہیا گیا:-

”یہ ایک گھناؤنی قسم کی بدعت ہے جو امت میں اسجاد ہوئی، انہر اسلام میں سے کسی نے بھی یہ بات نہیں کی، وہ اس سے کہیں بلند قدر و منزلت اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں علمروالے تھے کہ لوگوں پر تقیدی اور مذہب پرستی واجب تھی اتے۔

اس کے بال مقابل اس شخص کی بات کتنی دور ہے جو یہ کہتا ہے کہ: آدمی کے لئے بھی نہیں عالم کی تحریک کرنا واجب ہے۔

ای طرح جو اس سے بھی تجاوز کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ: چاروں مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کو اپنانا ضروری ہے۔

بائے افسوس! اصحاب رسول ﷺ، متابعین، تبع متابعین اور دیگر تمام ائمہ اسلام کے  
مذاہب ختم اور بالآخر ناپیہ ہو گئے اب تمام الحدیث و فتاویٰ کرام میں سے صرف چار لوگوں کے ہی  
مذاہب باقی رہے ہیں؟

میکسی نے یہ بات کہی ہے یا اس کی دعوت دی ہے؟ یا کسی امام کے ایک لفڑے بھی اس کا پتہ چلتا ہے؟

انہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو باتیں صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین پر واجب فرمان دی یہیں وہی باتیں ان کے بعد قیامت تک آنے والے لوگوں پر بھی واجب کی ہیں۔

واجب میں کوئی اختلاف و تبدل نہیں ہے، اور اگر حالت، زمان و مکان اور قدرت و عدم قدرت کے اختلاف کی بنیاد پر واجب کی کیفیت و مقدار مختلف ہو جائے تو وہ بھی اللہ اور اس کے رسول کے واجب کردہ امر میں شامل ہے۔

**مثال:** امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ عبد اللہ بن محمد بن عبد اللطیف احسانی کو ارسال کردہ اپنے خط میں رقمطراز ہیں:

الف: "... میں کہتا ہوں - وَنَحْمَدُهُ وَنَسْأَلُهُ - وَبِالْحَمْدِ وَبِالْكَوْنِ - :

﴿إِنَّمَا هَذِهِنِي رَبِّي إِلَى صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ دِينًا فِيمَا مَلَأَهُ إِبْرَاهِيمَ حَيْفَا  
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾ [آل عمران: ۱۶۱]۔

محمد کو میرے رب نے ایک بیدار استاد یا ہے کہ وہ ایک دن متحکم ہے جو طریقہ  
ہے ابراہیم (علیہ السلام) کا جواندہ کی طرف یکموجو تھے، اور وہ شرک کرنے والوں میں  
سے نہ تھے۔

میں الحمد للہ کسی صوفی، یا فقیہ، یا م Hilton، یا جن الحمد کرام کا شدید احترام کرتا ہوں آنے میں سے  
کسی کے مذہب و مسلک کی طرف نہیں باتاتا ہوں، جیسے امام ابن القیم، امام ذہبی، امام ابن  
کثیر وغیرہ بلکہ میں اللہ وحدہ الشاریک کی طرف دعوت دیتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی  
سنۃ کی طرف لوگوں کو بیاتا ہوں جس کی آپ ﷺ نے اپنی امت کے تمام اولین و آخرین  
کو وصیت فرمائی ہے۔<sup>(۱)</sup>

ب: نیز فرماتے ہیں:

"کیا ہر شخص کے لئے رسول ﷺ پر اللہ کی نازل کردہ شریعت کا علم حاصل کرنا ضروری

(۱) مکتبہ: "الدر المنيع" (۲/۳۷)۔

ہے کہ جس کے بغیر کوئی چارہ کا نہیں۔ یا پھر یہ کہ الحنفی<sup>(۱)</sup> کی پیر وی کرنا ضروری ہے؟ مثلاً کے طور پر۔

میں متاخرین میں سے علماء بخاری کو جانتا ہوں جیسے علامہ ابن قیم وغیرہ انہوں نے اس پر سخت نکیرگی ہے اور اسے اللہ کے دین میں تحریف قرار دیا ہے اور اس سلسلہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے ایسے واضح اور روشن دلائل سے استدلال کیا ہے جنہیں بیان کرنا باعث طوالت ہے بشرطیک دل نور الہی سے منور ہوں۔

اور جو لوگ تقلید کو جائز یا واجب قرار دیتے ہیں کہیں بے ہمیاد شہادت ہٹھی کرتے ہیں لیکن ان کا سب سے بڑا شبہ یہ ہے کہ ہمیں حصول علم شریعت کی قدرت و اہمیت نہیں ہے یہ کام صرف مجتهد ہی کے بس کا ہے اور بمصداق فرمان باری:

﴿إِنَّا وَجَدْنَا آَبَاءَكُمْ نَّا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَيْهِ أَثْرِيْهِمْ مُفْتَدِرُوْنَ﴾

الزخرف: ۲۳۔

ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انہی کے نقش قدم کی پیر وی کرنے والے ہیں۔

جب کامل علم کے پاس اس شبہ کے ابطال کے لئے اتنے دلائل میں کہ ایک پوری جلد پھر جائے اس کی ایک واضح ترین دلیل یہ فرمان باری ہے:

﴿أَنْتَدُوا أَحَبَّ ارْهَفْرَ وَرَهَبَنَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُوْرِ اللَّهِ﴾

التزہر: ۳۱۔

ان لوگوں نے اپنے علماء اور پادریوں کو اللہ کے سوارب ہنالیا ہے۔

(۱) اس مجری تحقیقی مکمل شفیعی کی کتاب الحنفی مرا وہے، بونظہ ثانی کی کتاب ہے۔

رسول گرامی ﷺ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس آیت کریمہ کی تفسیر ای مل سے کی جس پر آج تم اصول و فروع میں قائم ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ (یہود و انصاری) ایک رانی کے داد کے برادر بھی تم سے زیادہ کچھ کرتے رہے ہوں گے۔۔۔ آگے فرماتے ہیں: ”یہ خط دلیل و برہان اور مختلف کی بات کے جواب کا متحمل تو نہیں الجلت میں اپنی طرف سے آپ کو انصاف اور قبول حق کی دعوت دیتا ہوں اس کے بعد اگر آپ مجھے علم و انصاف کی روشنی میں جواب دینا چاہیں تو آپ کے یہاں مشذ (ایک بگد کا نام) میں انہ فیروز کے پاس امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”اعلام المتعصین“ موجود ہے اس میں انہوں نے اس اصل پر تفصیلی گفتوں فرمائی ہے اور تمہارے اماموں کے وہ شہادات ذکر کئے ہیں جنہیں تم اور تمہارے باپ دادے بھی نہیں جانتے ہوں گے اور پھر ان کا جواب دیا ہے۔۔۔<sup>(۱)</sup>

رج: شیخ اسماعیل الجرامی کے سوال کے جواب میں لمحے ہوئے خط جس میں انہوں نے جھوٹوں کے پیش کردہ شبہ کہ آپ متاخرین کی تباہوں پر محمل نہیں کرتے۔ کے بارے میں دریافت کیا تھا؟ میں فرماتے ہیں:

”بھاول تک متاخرین کا مسئلہ ہے تو ان کی کتابیں ہمارے پاس میں ان میں جو باتیں نہ کے مطابق ہوتی ہیں جنم ان پر عمل کرتے ہیں اور جو نص کے موافق نہیں ہوتیں ان پر عمل نہیں کرتے۔۔۔<sup>(۲)</sup>

د: امام محمد بن عبد الوہاب اور امام عبد العزیز بن محمد بن سعود رحمہم اللہ بھگلی کو ارسال کردا

(۱) و مختصر: المدر والنیۃ (۱/۳۹-۴۱)۔

(۲) المدر والنیۃ (۱/۱۰۰)۔

اپنے خط میں فرماتے ہیں:

”آپ لوگوں نے جواجتہاد کے بارے میں ذکر کیا ہے تو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم کتاب اللہ سنت رسول ﷺ اسکت صاحبین امت اور جن دلائل پر انہے ارجاع کر بعده ابو عینیہ نعمان بن ثابت، مالک بن انس، محمد بن اوریس اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے اقوال کی بذریعہ اس کے پیروکاریں۔<sup>(i)</sup>“



(i) دیکھئے: ”الدرر السیفۃ“ (۹۴/۱)۔

## ایک شبہ... اور اس کا جواب

میرے ہاتھوں فیض بھائی اثابیہ آپ کو امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی ان تمام ہاتھوں کے برخلاف ان کی اس بات سے دشواری پڑی آئے جس میں یہ ہے کہ وہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ملک پر میں بیساکر اہل مکہ کی طرف ارسال کرد، آپ کے خط میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

”محمد بن عبد الوہاب کی طرف سے بلحرام (مک) کے کبار علماء - اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سید الانان محمد بن عاصیؑ کے دین کی مدد فرمائے۔ اور انہے اعلام کے متبوعین کے نام۔ آگے فرماتے ہیں:

”بِمَحْمَدِ الرَّحْمَنِ مُتَّبِعٌ مِّنْ مُتَّبِعِهِ نَبِيُّنَا، بِمِمَّا مَأْمَنَ أَمْمَادُهُ، بِمِنْ حَنْبَلَ رَحْمَةُ اللَّهِ كَامِدَهُ، هُبَّ بِهِ مُؤْمِنٌ“<sup>(۱)</sup>۔  
اسی طرح آپ کے صاحزادے امام عبد اللہ رحمہ اللہ سے بھی وارد ہے، چنانچہ عبد اللہ بن عبد اللہ صنعاۃ کو ارسال کرد، خط میں فرماتے ہیں:

”بِهِمَارَمَدَهُ بَبُ اِمَامِ اہلِ سَنَتِ اَمَمَدُهُ، بِهِنْبَلَ رَحْمَةُ اللَّهِ كَامِدَهُ، هُبَّ بِهِ مُؤْمِنٌ“<sup>(۲)</sup>۔  
اسی طرح سن ۱۲۱۸ھ میں ملک مکرم میں، اخذ کے وقت تحریر کرد، خط میں فرماتے ہیں:

(۱) دیکھئے: الدردر المیہ (۱/۷۵) پر یہ اذکیش۔

(۲) الدردر المیہ (۱/۳۶) قدمی اذکیش اور (۱/۲۳۵) بہی اذکیش۔ نیز دیکھئے: مولف انشیع گورن عبد الوہاب رحمہ اللہ ایش: یادگار امام القاسم، المرسائل الخصیہ (۱۰۷)۔

"نیز ہم فروع میں بھی امام احمد بن حنبل کے مذہ ہب پر میں" (۱)

**اس مشکل کا جواب الحمد للہ نہایت آسان ہے، اور وہ یہ ہے:**

اولاً: امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی ایک بات دوسری بات کی وضاحت کرتی ہے  
چنانچہ میں ایک بگداخوں نے یہ کہا کہ "ہم امام احمد کے مذہ ہب پر میں" خود دوسری بگد  
فرمایا: ہم کتاب اللہ سنت رسول ﷺ ساخت ما گھیں امت اور جن دلائل پر ائمہ ارجح ہم  
اللہ کے اقوال کی بنیاد ہے اس کے پیو دکار میں اخ.

آپ کی یہ دوسری بات پہلی بات کی تغیری کرتی ہے۔ اور اس کی مزید وضاحت اس بات  
سے ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا: "بہاں تک متاخرین کا مسئلہ ہے تو ان کی تکاثیں ہمارے  
پاس میں ان میں جو باتیں نص کے مطابق ہوتی ہیں ہم ان پر عمل کرتے ہیں اور جو نص کے  
موافق نہیں ہو تویں ان پر عمل نہیں کرتے۔"

اسی طرح آپ کے صاحبزادہ امام عبد اللہ رحمہ اللہ نے صنعتی کے خط کا جواب دیا  
ہے اس سے بھی اس کی وضاحت ہوتی ہے، چنانچہ وہ لفظ "مذہب" (سلک) کے معنی پر کچھ  
گلٹکو کرنے اور اس سلسلہ میں اہل علم کے اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"علماء کی گلٹکو کا خلاصہ یہ نکلا کہ اصطلاح میں "مذہب" اسے کہتے ہیں جس میں کسی امام  
نے کسی دلیل یا مجموعی کی رائے سے اجتہاد کیا ہو یا کوئی بات اس کے بیہاں راجح قرار پائی ہو  
نیز یہ کہ "مذہب" (سلک) مخفی انجی اخلاقی مسائل میں ہو سکتا ہے جن میں کوئی نص صریح یا  
امحاج وغیرہ نہ ہو۔"

پھر آخر آپ لوگوں کو یہ دہم کہاں سے ہو رہے ہے کہ "ہمارا مذہب امام احمد کا مذہب ہے"

(۱) "الدرر النیۃ" (۱/۲۶۴) تحریر ابن عثیمین، اور (۱/۲۲) بیان ابن عثیمین۔

کہنے سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ جم امام احمد رحمہ اللہ کے ہر قول درائے میں آن کے مقدمہ میں خواہ وہ کتاب و سنت اور اجماع کے خلاف ہی کیوں نہ ہو!! جم اس سے اللہ کی پناہ پا جائے میں "لُكْنُوكْ ختم ہوئی" (۱)۔

البتہ یہ حضرات اپنے اس عمل اور دلیل کی اتباع میں امام احمد رحمہ اللہ کے ضرور پیر و میں کیونکہ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مجھے ان لوگوں پر بڑا تعجب ہوتا جو نہ حدیث اور اس کے صحت جاننے کے باوجود سفیان رحمہ اللہ کی اختیار کرتے ہیں حالانکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فَلَيَخَذِّرَ الَّذِينَ يُخَالِقُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ تُصِيبَهُمْ هُنَّ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [آل عمران: ۶۳]۔

جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی فتنہ نہ آپ سے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

جاننے ہو "فتنة" کیا ہے؟ شرک ہے! ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی کسی بات کو تحریک کے بہب اس کے دل میں تجھی واقع ہو جائے اور وہ بلاک و بر باد ہو جائے۔

اور امام محمد بن عبد الوہاب نے امام احمد رحمہ اللہ کی اس بات کو "کتاب التوحید" میں نقل بھی فرمایا ہے، آپ کیا سمجھتے ہیں کہ آن کا عمل اس کے خلاف ہے؟!!

ہرگز نہیں! اللہ کی قسم وہ اور آن کے ٹاگرداں خواہ صاجزادگان ہوں یا دیگر لوگ امام احمد رحمہ اللہ کے سچے متبع اور پیر و کار تھے۔

اور اس مسلم میں جو بات میں نے امام عبد اللہ سے نقل کی ہے بعینہ وہی بات شیخ الاسلام

(۱) دیکھئے: "الدرر النبوية" (۲/۱۹) بدیہی ایڈیشن۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے سلسلہ میں محمد بن علی صابوونی کے درج ذیل قول کی تردید کرتے ہوئے  
سماتہ الشیخ علامہ عبد العزیز بن بازر جمد اللہ نے بھی شیخ الاسلام سے نقل فرمائی ہے:  
صابوونی کہتے ہیں:

“ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی اپنے علمی مقام کے باوجود مرتبہ اجتہاد تک رد پنج سے آپ کا  
منہب بھی سنی ہے اکثر و بیشتر آپ اسی کے پابند نظر آتے ہیں۔”  
امام ابن بازر جمد اللہ اسی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:  
“یہ بات محل نظر ہے بلکہ واضح طور پر غلط ہے کیونکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سب سے  
ذی علم مجتہد ہیں میں سے میں آپ کے اندر اجتہاد کی تمام شرطیں متوفی ہیں۔  
اوہ منہب صنیلی کا انتساب آپ کو مقام اجتہاد سے خارج نہیں کرتا۔ کیونکہ انتساب کا مقصود یہ  
ہے کہ آپ منہب امام احمد رحمہ اللہ کے اصول و قواعد میں ان کے موافق ہیں نہ یہ کہ آپ بلا  
دلیل و برہان ان کی ہر بات کے مقلد ہیں! بلکہ آپ اپنے اجتہاد کے مطالب دلیل سے  
قریب ترین قول کو اپناتے تھے۔ بات ختم ہوئی”<sup>(۱)</sup>

میں کہتا ہوں: جو بات شیخ ابن بازر جمد اللہ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے  
میں ذکر کی ہے شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے خود وہی بات اپنے بارے میں بھی ہے اور ان سے  
ان کے شاگرد امام ابن القیم رحمہ اللہ نے نقل فرمائی ہے، فرماتے ہیں:  
“بعض مقلدیں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر اعتراض کیا کہ انہوں نے مدرسہ  
ابن الحنبلی میں جو کہ حنابلہ کے لئے وقفن تھا تدریس کا فریضہ انجام دیا اور مجتہد ان میں سے  
نہیں ہو سکتا تو شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جواب میں کہا:

(۱) دیکھئے: مجموع فتاویٰ شیخ ابن بازر (۳/۵۲-۵۳).

”میں مذہب حنبل سے جو کچھ لیتا ہوں امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب سے متعلق اپنے علم کی بنیاد پر لیتا ہوں تلقید کرتے ہوئے نہیں لیتا۔ بات ختم ہوئی۔<sup>(۱)</sup>

میں کہتا ہوں: اسی طرح محمد بن عبد الوہاب اور آپ کے بعد دیگر ائمہ دعوت جیسے آپ کے میئے پوتے اور شاگردان اور آن کے شاگردان وغیرہ حقیقت میں عقلي اور امام احمد رحمہ اللہ کے پچھے متعین تھے۔

ہلania: میری بات کی تو شیخ و تائید امام ابن القیم رحمہ اللہ کی اس بات سے بھی ہوتی ہے جس میں انہوں نے مقلدین کی تردید فرمائی ہے اور یہ بتایا ہے کہ حقیقت میں وہ اماموں کے مقلد اور پیغمبر و کاربائیں نہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

جیسا لیسوں وجہ: مقلدین کا کہنا کہ انہوں بجادہ تعالیٰ نے سالین انہیں مہاجرین و انصار اور آن کی پیغمبری کرنے والوں کی مدح و شاکری کی ہے۔ اور آن کی تلقیدی ان کی پیغمبری کے متعلق ہے!!

تو پہلا مقدمہ میں قدر بیچ اور دوسرا میں قدر صحوت ہے! آیت کریمۃ تلقیدی گروہ پر رد کی ایک بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ ان کی اتباع کا مطلب ان کے نقش قدم پر چلانا اور آن کے منہج کو اپنانا ہے۔ انہوں نے تو تلقید اور اندھی پیغمبری سے منع کیا ہے اور بتایا ہے کہ مقلد ان بھیہت میں سے نہیں ہے۔ اور الحمد للہ ان میں سے ایک شخص بھی ان مقلدین کی روشن پرداز تھا، آراء رجال کی تلقید کے نصوص کتاب و سنت کو محکرانے کی جس مصیبت میں یہ مقلدین مبتلا ہیں اللہ نے انہیں اس سے محفوظ رکھا تھا لہذا یہ آن کی اتباع کے خلاف بلکہ ان کے منہج کی نیتن مخالفت ہے۔

(۱) دیکھئے: اعلام المؤمنین (۲۲۲-۲۲۳/۲)۔

معلوم ہوا کہ ان کے پچے اور حقیقی پیروکاروں، لوگ میں جو اہل علم و بصیرت میں جو بھی رائے، یا قیاس، یا معموق، یا دنیا کے کسی شخص کے قول کو کتاب اللہ اور مفت رسول ﷺ پر مقدم نہیں کرتے اور نہ تین کسی مذہب کو کتاب و مفت پر فویت دیتے ہیں، درحقیقت یہ ان کے پچے پیروکار میں۔ اللہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں انہی میں سے بنائے۔

اس کی مزید وضاحت پواليسوں وجہ سے بھی ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر ان کے پچے متبوعین یہ مقلدین ہی ہوں جن کے بارے میں وہ خود اور تمام الٰہ میں اس بات کی شہادت دیتے ہیں وہ اُن علم نہیں ہیں تو دلیل و جہت پر قائم یہ معجزہ عملاء کرام ان کے پچے پیروکار نہ رہ جائیں گے بلکہ ان کی نسبت جملاء تین ان ائمہ کے زیادہ پچے متعین و پیروکار نہ ہوں گے۔ اور یہ عین محال ہے، حقیقت یہ ہے کہ کسی امام کا سچا پیروکار وہ ہے جو دلیل و برہان کی بنیاد پر اس امام کی حقیقت کرے، نکلو و جو بلاد لیل امام کی بات کو لے لے۔

اور یہی بات ائمہ کرام کے متبوعین کی ہے معاذ اللہ وہ ایسے نہ تھے کہ ائمہ کرام کے آراء کو تصویص کے درجہ میں سمجھیں یا ان کے آراء کے بالمقابل تصویص کتاب و مفت کو ترک کر دیں کیونکہ ایسے لوگ ائمہ کرام کے متبوعین نہیں ہو سکتے۔ ائمہ کے پچے متبوعین تو وہ میں جو ان کا طریقہ اپنائیں اور ان کے مناجہ کی پیروی کریں۔

پھر مدرسہ ابن حنبل کے سابق شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فصہ ذکر کیا ہے۔

آگے فرماتے ہیں: "ان متاخرین کا تو ائمہ کرام کے مذہب پر ہونا محال ہے، برخلاف آن کے شاگردوں کے جوان کی تلقینہ نہیں کرتے تھے۔"

چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ کے سب سے بڑے پیروکار اہل وہب اور اس طبقہ کے دیگر لوگ دلیل و جہت کو فضل سمجھتے تھے اور اسی کی پیروی کرتے تھے خواہیں بھی ہو۔

اسی طرح ابویوسف اور محمد رحمہما اللہ امام ابوحنینہ رحمہ اللہ کی بکثرت مخالفت کے باوجود دلائل  
کے مقلدین میں سب سے زیادہ پیروکاریں۔

اسی طرح امام بخاری، مسلم، ابو داود اور اثر محدث حکم اللہ وغیرہ۔ اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ  
کے شاگردان کا طبقہ ان مقلدین کے پر نسبت آپ کا زیادہ پیروکار ہے جو شخص آپ کی طرف  
نسبت کرتے ہیں۔

غلامہ کلام یہ کہ درحقیقت مقلدین کی بہت اہل جلت و برہان اور علماء کرام ہی انہ کرام  
کی اتباع کے تقدیر میں ہیں۔<sup>(۱)</sup>

میں کہتا ہوں: اس بات میں ان لوگوں پر زبردست رد ہے جو شخص اندھی تقیید کر کے  
آپ کو احمد کرام کا متبوع سمجھتے ہیں۔

اسی طرح ان لوگوں پر بھی زبردست رد ہے جن کا خیال ہے کہ امام محمد بن عبید الوباب رحمہ  
الله مقلد تھے؛ بالخصوص جبکہ انہوں نے اس سلسلہ میں "اعلام الموقعن" کی طرف احالہ بھی کیا  
ہے۔ جیسا کہ اس بحث کے پہلے مسئلہ کے تحت عبید الرحمن بن محمد بن عبد اللطیف احسانی کی طرف  
ادسال کر دیا، آپ کے خط کے حوالہ سے آپ کی بات نقل کی گئی فرماتے ہیں:

"...اگر آپ مجھے علم و انسات کی روشنی میں جواب دینا چاہیں تو آپ کے یہاں مشرف  
میں ان فیروز کے پاس امام ابن القیم رحمہ اللہ کی کتاب "اعلام الموقعن" موجود ہے اس میں  
انہوں نے اس اصل (یعنی تحریک) پر تفصیلی لکھکو فرمائی ہے اور آپ کے اماموں کے وہ  
شبہات ذکر کئے ہیں جنہیں تم اور تمہارے باب دادے بھی نہیں جانتے ہوں گے اور پھر ان  
کا جواب دیا ہے۔"

(۱) دیکھئے: "اعلام الموقعن" (۲۲۲-۲۲۳)۔

بھلا اس کتاب (اعلام المعمین) اور بالاضبط تقلید کے موضوع کی طرف احوال کرنے، اور یہ کہنے کے بعد بھی کہ ”آپ کے اماموں (یعنی تقلید واجب ٹھہرانے والوں) کے وہ شبہات ذکر کئے میں۔۔۔“ کیا یہ بھا جاسکتا ہے کہ امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ مقلد تھے؟ اللہ کی قسم! یہ تو سچا بھی نہیں جاسکتا۔

لیکن یہ حقیقت جانتا ضروری ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ اسی طریقہ پر گامزنا تھے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا امام احمد رحمہ اللہ کی اتباع میں تھا، جیسا کہ امام ابن القیم اور سماعة الشیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ نے نقش فرمایا ہے۔

ہلہ! شیخ محمد بن عبد الوہاب امام احمد رحمہ اللہ کے متبعین میں سے کیوں نہ ہوں جبکہ دلیل کی اتباع، اس کے التراجم اور اسے دنیا کے ہر فرد بشر کی بات پر مقدمہ رکھنے کی بابت انہوں نے امام احمد رحمہ اللہ کے حکم پر عمل کیا ہے؟

انہ کی قسم! امام احمد اور دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ کی اتباع و پیر وی کا یہی مطلب ہے۔

اس حقیقت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ احсанی کو ارسال کردہ خط میں فرماتے ہیں، ملاحظ کریں:

”اور جہاں تک مسئلہ اس شیطانی فریب اور وسوسة کا ہے جس سے وہ لوگوں کو شکار کرتا ہے کہ جس نے یہ (یعنی کتاب و سنت کی دلیل کی اتباع کا) راستہ اپنایا، گویا اس نے اہل علم کی پیر وی کو چھوڑ کر اپنے آپ کو مجتهد قرار دیا، اور پھر اسے طرح طرح سے سجانا اور سنوارنا تو یہ شیطان اور اس کی ملمع سازیوں کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے، جیسا کہ ارشاد پارہی ہے:

﴿يُوحى بعضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقُوْلَ عُرُوْلًا﴾ (الانعام: ١١٢)۔

ان میں سے بعض بعشوں کو چکروی چیزی باتوں کا وسوسة ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو

دھوکہ میں ڈال دیں۔

لیکن میں جس منسج پڑھوں اور اس کی دعوت دیتا ہوں وہ درحقیقت "اہل علم کی اتباع" ہی ہے کیونکہ انہوں نے لوگوں کو اس کی وصیت فرمائی ہے اور اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مشہور بات آپ کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے فرماتے ہیں:

"لَا يَدْرِي أَنَّ يُجَدِّدُوا عَنِّي مَا يُخَالِفُ الْحَدِيثُ، فَكُلُّ مَا خَالَفَهُ فَأَشَهَدُ لَكُمْ أَنِّي قَدْ رَجَعْتُ عَنْهُ" (۱)

یہ تو طے ہے کہ یہ ری کچھ باتیں تمہیں مدیث رسول کے خلاف ملیں گی؛ لہذا میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے مدیث کے خلاف اپنی تمام باتوں سے رجوع کر لیا ہے۔ پھر ماکول الحجم جانوروں کے پیشہ باری کی بابت اپنے اور ایک شافعی کے مابین ایک مناقرہ کا ذکر کریا ہے۔

پھر آگے فرماتے ہیں: یہ بات تو بالغرض اور تنازل کرتے ہوئے کہی باری ہے، درستم تو ان جھر مکی کی حقیقی پیر وی کرتے ہو، ان کے قول کے خلاف تم کسی رسول یا صحابی یا تابعی کی بھی پروانہیں کرتے جتنی کہ ان جھر مکی کے نص کے خلاف خود امام شافعی کو بھی ظاہر میں نہیں لاتے، یہی سال تمہارے علاوہ لوگوں کا بھی ہے وہ بھی احمد کرام کے نہیں بلکہ بعض متاخرین کے پیغمبر و کاریں۔

یہ "حاتیل" لوگوں میں سب سے کم بدعت والے ہیں، "الاقاع" اور "المنجھی" کی اکثر باتیں امام احمد کے مذہب اور ان کی نص کے خلاف ہیں<sup>(۲)</sup>، جسے جاننے والے جانتے ہیں۔

(۱) دیکھئے: "مناقب الشافعی" اور "امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ" میں یہ مقرر۔

(۲) اور ایک دوسری بھگ فرماتے ہیں: یہ "حاتیل" لوگوں میں سب سے کم بدعت والے ہیں، "الاقاع" اور "المنجھی" == ==

میرے اور آپ کے مابین اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب کسی بات پر اہل علم کا جماعت ہو جائے تو اس پر عمل واجب ہے، مسئلہ اس وقت آتا ہے جب کسی مسئلہ میں علماء مختلف ہوں کہ کیا میرے لئے یہ ضروری ہے حق جہاں بھی ملے قبول کروں اور اہل علم کی اتباع کرتے ہوئے مسئلہ کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دوں؛ یا پھر بادلیں وحیت کسی کی تقسیم کر کے بیٹھ جاؤں اور یہ بھنوں کہ اسی کی بات درست ہے؟

آپ حضرات اس دوسرے طریقہ پر قائم ہیں۔ یعنی قیامِ حجت اور امام مجدد کے خلاف دلیل واضح ہونے کے باوجود مذہب موم تقسیم۔ جس کی اللہ نے مذہب فرمائی ہے اور شرکِ قرار دیا ہے۔ یعنی علماء کو اللہ کے سوارب بنالیزا۔

اور میں پہلے۔ یعنی اتباع دلیل کے۔ طریقہ پر عمل پیش ایتوں، اسی کی دعوت دیتا اور اسی پر مناظر، کرتا ہوں، لہذا اگرچہ آپ کے پاس ہوا تو ہم رجوع کر کے اسے قبول کر لیں گے۔ اور اگر آپ "اعلام المُؤْمِنِينَ" کا مطالعہ کر سکیں تو اس میں امام ابن القیم کے پیش کردہ، ایک مقدمہ اور صاحب دلیل کے مابین ہوئے مناظر کو نظر پڑھیں۔ اور اگر آپ کے ذہن میں یہ دلیل دیا گیا ہو کہ امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ (نحوہ باش) بدعتی تھے اور جن آیات سے انہوں نے انتدال کیا ہے ان کا وہ معنی و مفہوم نہیں ہے ا تو گوگرا کر دعا یکجھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اختلافات میں حق کی رہنمائی فرمائے۔ اور غالباً اللہ ہن ہو کر غور و فکر کیجئے۔ اور اس دور کے دیگر علماء بیسے حافظ ذہبی، حافظ ابن کثیر اور ابن رجب حنبلؓ کی باتوں کو تلاش کیجئے اور پڑھئے۔

= کی اکثر باتیں امام احمد کے مذہب اور ان کی نسخ کے خلاف ہیں، پھر ہائیکریوں گرامی ہائیکریوں کی نسخ کے ابھی بانے والے بانے تکمیل اور اسنیت (۲/۱۱)، بدید الیہ ملک۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کی طرف منسوب یہ اشعار بھی میں:

العلم: قال الله قال رسوله قال الصحابة ليس خلف فيه  
ما العلم نصيبك للخلاف مفاهمة بين المزبور وبين رأي فقيه  
علمه" قال انه قال الرسول او قال الصحابة کا نام ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں.  
نادانی کرتے ہوئے رسول ~~بیت~~ اور کسی فقیر کی رائے کے درمیان اختلاف کھرا کرنے کا  
نام علم نہیں ہے۔

”اور جب آپ لوگ اس بات کے قائل میں کہ پہلے لوگوں پر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی امتیاز واجب تھی اور اس سے انحراف کرنا جائز نہ تھا، اور اگر یہ کتابیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیدا ہوئی ہوتیں تو وہ ان کتابوں اور ان کے تلحینے والوں کا درجہ جانے کیا عالی کرتے۔ اور اگر یہ کتابیں امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے زمانہ میں وجود میں آئیں تو وہ ان پر سخت نکیر کرتے؛ تو بھلا مجھے بتاؤ کہ اشتبہ نے اس واجب کو حرام اور حرام کو

اور جب اس قسم کی معمولی چیزیں۔ جو آپ حضرات کے طریقہ کی طرح دھیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کے دور میں وجود میں آئیں تو انہوں نے اس پر سخت یکبری گی، اسی طرح جب انہیں پتہ چلا کہ آپ کے بعض شاگرد ان خراسان میں آپ کے ہوالے بعض مسائل نقل کر رہے

میں تو آپ نے فرمایا: "أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ رَجَعْتُ عَنْهُ" میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس سے رجوع کر لیا ہے۔ اسی طرح بعض شاگردوں کو دیکھا کہ آپ کی ہاتین لکھر ہے میں تو ناراضی ہوئے اور فرمایا: "تَنْكِحْ زَوْجًا لَعْلَى أَرْجُعٍ عَنْهُ عَدَادٍ" اطلب العلم مثل ما طلباہ "تم میری ایک رائے لکھر ہے ہو، ہو سکتا ہے میں کل اس سے رجوع کرلوں، علم اسی طرح حاصل کرو جس طرح ہم حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح جب آپ سے ابوذرؑ کی کتاب کے باہرے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "كُلُّ كِتَابٍ أَبْشِعَ فِيهِ بَذْعَهُ" (ہر کتاب بذعنی میں غور کرنے (پڑھنے) سے منع بھی فرماتے تھے۔)

جب کہ یہ بات معلوم ہے کہ امام ابوثورؓ ایک بہت بڑے عالم میں، امام احمد ان کی بڑی تعریف بھی کرتے تھے، لیکن ماتحتوی جن علماء کی آپ تعریف و تغفیر کرتے تھے وہوں کو ان کی کتابوں میں غور کرنے (پڑھنے) سے منع بھی فرماتے تھے۔

اور جب بعض احمدؓ حدیث امام ابو عینیقدہ محمد اللہؐ کی کتابوں پر اعتماد کرنے لگے تو امام احمد رحمہ اللہؓ نے انہیں چھوڑ دیا اور پیغام بھیجا کہ: "إِنْ تَرْكَ كِتَابَ أَنِّي حَيْفَةٌ أَنْ تَكَبَّرَ كَبَبَ ابْنِ الْمَبَارِكِ" (اگر آپ امام ابو عینی قدہ کی کتابیں چھوڑ دیں تو ہم آپ کے پاس آئیں گے تاکہ آپ نہیں امام ابن المبارک کی کتابیں سنائیں)۔

اسی طرح جب بعض شاگردوں نے آپ سے کہا کہ: ان کتابوں میں ان لوگوں کے لئے فائدہ ہے جو کتاب و مفت سے ناواقف میں! تو آپ نے فرمایا:

"إِنْ عَرَفْتَ الْحَدِيثَ مُتَحَجِّجًا إِلَيْهَا، وَإِنْ لَمْ تَعْرِفْهُ مُتَحَلِّلاً النَّظرَ فِيهَا"۔

اگر تمہیں حدیث کا علم ہے تو ان کتابوں کی کوئی شرودت نہیں اور اگر حدیث کا علم نہیں

ہے تو تمہارے لئے ان کتابوں کا پڑھنا جائز نہیں۔

پھر شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ کا قول ذکر فرمایا کہ: "مجھے ان لوگوں پر رأی تجویز ہوتا جو محدثین کے حکم بانٹنے کے باوجود سنیان ثوری رحمہ اللہ کی رائے اختیار کرتے ہیں۔"

پھر فرماتے ہیں: اور یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ ثوری رحمہ اللہ امام احمد کے خدیج صدر جد بند تھے بلکہ وہ نہیں "امیر المؤمنین" کہتے تھے۔

تواب ذرا غور کریں کہ جب امام احمد رحمہ اللہ نے یہ بات ان کتابوں کے بارے میں بھی بے جنیں بم اس وقت دیکھنے کی تناکرتے ہیں تو آج کے دور کی ان کتابوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا جن کے لکھنے والوں نے اپنے بارے میں خود اور دیگر علماء نے گواہی دی ہے کہ وہ اہل علم میں سے نہیں ہیں؟!۔ آخ۔<sup>(۱)</sup>

میں نے اس رسالے سے اتنی بھی بات اس لئے نقل کی ہے کہ اس میں اس بات پر نہایت روشن اور قطعی دلائل موجود ہیں کہ شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ متبع حدیث تھے اسی کی دعوت دیتے تھے اسی پر مناقرہ کرتے تھے اور تقدیم اور مقدمہ میں کی مذمت کرتے تھے۔

اس طویل اقتباس میں ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ امام ہونے کے باوجود مقدمہ تھے۔

ایسے ہی ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو اس بات کے قائل میں کہ امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کو حدیث کا علم رکھتا اور انہوں نے اپنی دعوت میں صرف عقیدہ کے پہلوی تجدید یہ فرمائی ہے، فروع اور فلسفہ میں دلیل کتاب و سنت کو اپنانے کی دعوت پر کوئی تجدید یہی کام نہیں ہمیا ہے۔

(۱) دیکھئے: "الدرر النیۃ" (۲۵-۳۵) پہ یادی شیش۔

ان حضرات کو امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی ان باتوں کا علم نہ ہوا، بلکہ انہوں نے اپنے بعض مختصر رسائل میں جواب ایں تحریر کی یہیں ان سے بھی کوئی واقعیت نہ ہو سکی۔  
چنانچہ اس ضمن میں وہ اپنے تالیف کر دے، رسالت "است الاصول" میں فرماتے یہیں:  
چھٹی اصل: قرآن و سنت کو چھوڑ کر مخلک آراء اور افکار و تظیریات کی اتباع کرنے کی بابت شیطان کے وضع کر دشہبہ کی تردید یہ:  
اور دشہبہ یہ ہے کہ قرآن و سنت کی معرفت مجتہد مطلع ہی کو ہو سکتی ہے، اور مجتہد مطلع وہ  
ہے جس میں یہ یہ اوصاف اور خوبیاں پائی جاتی ہوں۔۔۔ ایسے اوصاف کہ شاید ابو بکر و عمر رضی  
الله عنہما میں بھی ممکن نہ پائی جاسکیں! لہذا اگر کوئی انسان ان اوصاف کا حامل نہ ہو تو اس کے  
لئے کتاب و سنت سے اعراض کرنا بلاشك و شبہ طے اور حتمی ہے، اور ایسا کرنے میں کوئی  
دوسری نہیں۔

اور ایسی صورت میں جو قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ سے رہنمائی ماضی کرے وہ یا  
تو زندگی (کافر) ہو گایا مجنون؛ یا یونکہ قرآن و سنت کا بمحض ارادہ مشکل ہے!!۔  
 سبحان اللہ وحده! اللہ عز وجل نے شرع و قدر اور علیق وامر کے دلائل سے اتنے طریقوں  
سے اس لعنتی شہبہ کی تردید فرمائی ہے کہ وہ بدیہی حقیقت ہے کہ:  
﴿وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ | یون: ۲۱|  
لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

﴿لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِنَّ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ | إِنَّا جَعَلْنَا فِي  
أَعْنَقِهِمْ أَغْلَلًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُمْقَمَحُونَ | وَجَعَلْنَا مِنْ  
بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَا هُمْ فَهُمْ لَا يَبْصِرُونَ |

وَسَوْءَاءٌ عَلَيْهِمْ أَنْذَرْنَاهُمْ أَفَلَمْ يُنذَرُوا لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٣﴾ إِنَّمَا يُنذَرُ  
مِنْ أَتَّبَعَ الْذِكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْثِ فَبَشِّرُهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ  
كَرِيمٍ ﴿١٤﴾ | آیہ: ۱۳-۱۴ |

ان میں سے اکثر لوگوں پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے یہ ایمان دلائیں گے۔ ہم نے  
ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں پھر وہ تھوڑے یوں تک میں جس سے ان  
کے سر اور پرکوالت گئے ہیں۔ اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کر دی اور ایک آڑ  
ان کے پیچھے کر دی جس سے ہم نے ان کو ڈھانک دیا، سو وہ نہیں دیکھ سکتے۔ اور  
آپ ان کو ڈرا میں یا نادڑا میں دو فوٹوں برابر میں یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بس آپ تو  
صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور حرمیں سے بے دیکھے؛ اور نے تو  
آپ اس کو مغفرت اور باوقار اجر کی خوش خبر یاں سنادیجھے۔  
اور دیار الحجہ کے مفتی دورال علام شیخ عبد اللہ بن عبد الطیف بن عبد الرحمن آل شیخ رحمۃ اللہ  
اپنی ایک نصیحت میں فرماتے ہیں:

”حمد و صلوات کے بعد: اس خط کا مقصود انہی عروجیں کے تقویٰ کی وسیت ہے، یعنی اللہ نے  
تمام اویں دنیا کو تقویٰ کی وسیت فرمائی ہے۔۔۔ نبی حضرت ﷺ نے اسلام کی  
اجنبیت کے سلسلہ میں پیشیں گوئی فرمائی تھی۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے جہالت و تواریخی اسلام کی  
غربت و اجنبیت اور آفات اسلام کی روشن کرنوں کے ماند پڑ جانے کے اس گھنے گز رے  
دور میں تھیں اس امت کے ایسے بلند پایہ اور عالی مرتبہ علماء کرام سے نوازا ہے جو مختلف  
علوم و فنون میں نمایاں، اکثر و بیشتر منقول و معقول سے واقف کار اور دیگر بیشار فضائل

(۱) میکھے: الدرالنینہ (۲۷۱) بدیالیہ شیش۔

و محاکم سے آرائتے ہیں اپنائیج پو و سلف صاحبین اور اعيان امت کے منہاج پر گامز ان میں، ان کے طور طریقہ اخلاقی و عادات اور علم و معرفت کا نمونہ ہیں۔ نیز ان کے ایمان و عقیدہ ز پہ دوسرے اور فہم و بصیرت کی مثال ہیں، یہ بات ہر دشمن کی شانستہ ہے جسے علم و معرفت اور فہم و انصاف کی بنیادوں پر افراد کی شاخت کا گڑ ہو۔ اور یہ شخصیت تجدی دعوت کے امام شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

شیخ محمد انصار دین اسلام کی دعوت دیتے رہے اس کے دفائیں میں ہر چھوٹے بڑے سے مقابلہ کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس روشن ملت اور شفاف شریعت کے رخ نیبا سے جبالت و تاویل کے پردے کھول دیے۔۔۔ جب کہ ان کے غلبہ سے قل آفتاب شریعت گھن آلو دیخنا، طالبان علم کے عالم شریعت کے پیغمبر ای حقیقی سے دوسری طرف مائل تھے، اور تاویل و تقلید کی آہنی کلبازیوں سے منت و شریعت کی بنیاد میں بھی منہدم کی جا رہی تھیں۔۔۔

آگے تو حیدر علی اعتمادی اور تو حیدر علی ارادی پر گلظو کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ربا رسول گرامی ~~بخاری~~ کی فاصل اتباع اور قول و کردار سے اس کی شہادت اور شیخ سنت و سیرت پر عمل اوری کا باب تو۔ تکلیفی کار و بار نے اسے حرف غلط کی طرح منادیا تھا، اور ہر جماعت یہ سمجھتی تھی کہ اس کامنہ ہب اور اس کی رائے تی درست اور واجب عمل ہے۔

بہر حال اللہ عروبل نے اس شیخ کے ہاتھوں ان بند و روازوں کو کھولا، آپ کی آمد سے کتاب و منت کی کریں روشن ہوئیں، طلبہ و واردین کے لئے کتاب و منت کے چشمے جاری ہوئے، ان کے کوثر سے اللہ کے مومن و موحد بندوں نے سیرابی حاصل کی، اور اس موصوف کی آمد سے خلائق عرب و فتحار کے اوچ ٹریا پر پہنچ گیا۔۔۔ آگے فرماتے ہیں:

”شیخ محمد بن عبد الوہاب اور آپ سے قبل دیگر ائمہ کرام نے ایسا بھی ذکر کیا کہ کسی قول یا عمل میں سنت رسول واضح ہونے کے باوجود انہوں نے کوئی اور پیغیر اختیار کی ہو، عاشوا کلار۔ لہذا آپ کے لئے ضروری ہے کہ انہی کے مشیج پر پیش اور انہی کا راستہ اپنائیں۔ یہ تو ان کی خلافت کرتا نہیں و مقاصد کے فناہ کی دلیل اور دعاۃ ایلی اللہ اور اس سے نسبت رکھنے والوں پر طعن و تنتیع کا ایک بڑا عظیم وسیدہ ہے۔<sup>(۱)</sup>

شیخ محمد اللہ کی بات کا مقصود و ختم ہوا۔

بھلا بتاؤ کہ کیا شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اور آپ کے بیٹوں اور پوتوں سے نقل کردہ ان واضح اور دوڑوک اقتیاسات کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ”مقلد“ تھے؟ یا یہ کہ انہوں نے اپنی دعوت میں صرف عقیدہ کے پہلو کی تجدید فرمائی ہے، فتنے کے باب میں دلیل کتاب و سنت کو اپنانے کی دعوت پر کوئی تجدید یا کام نہیں کیا ہے؟

جواب یہ ہے کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے منتقل اس بات اور اس طرح کی دیگر باتوں کو باشنا کے باوجود جنہیں میں نے اختصار کے پیش نظر نقل نہیں کیا ہے مذکورہ بات جسے تدیہ کے ساتھ سابقہ طور میں بیان کیا گیا ورج ذیل دو میں سے کوئی ایک شخص یہ سمجھتا ہے: یا تو جامیں شخص جسے شیخ سے نقل کر دکام کا علم ہی نہ ہو تو ایسے شخص کو بتالایا جائے اور امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کے مذکورہ اقوال کو پڑھ کر سنایا جائے۔

اور یا تو وہ حد درج جھوٹا اور نفس پرست ہو۔ ایسی صورت میں اللہ ہی ہمارا کار ساز ہے اس شخص کے بارے میں تو کوئی پارہ نہیں، ہم اس سے انہی کی پناہ چاہتے ہیں۔

رابعًا: یہ بھی کہا جائے گا کہ مقلد۔ جیسا کہ امام محمد بن عبد الوہاب اور ان کے شاگردان سے

(۱) و مختصر: ”الدرر النیۃ“ (۱۰۸-۱۰۹/ قسم انصاف) قدم ابو الحسن دار الفقیر، ۱۳۸۸ھ۔

بارہ نقائی کیا گیا۔ اہل علم میں سے نہیں ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں امام ابن عبد البر اور امام ابن القسم وغیرہ سے اجماع بھی نقیل کیا ہے۔

تو بھلا کیا ان سبیے لوگوں سے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی تجدید اور اپنے نبی کے شریعت کی نصرت فرماسکتا ہے؟ ہرگز نہیں، وانہ۔

یقیناً اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اور آپ کی دعوت سے اپنے دین کی تجدید فرمائی سنت رسول ﷺ کا حیاء کیا۔ یہ آپ کی دعوت کے ذریعہ اجتہاد اور دلیل کتاب و سنت اپنائے کی دعوت کا دروازہ کھولا اور تکمیل و تحسود اور مذہبی تعصب کی زنجیر میں کاٹ دی گئی۔

حتیٰ کہ انصاف پند علماء اور مورثین نے صحیح عقائد اور شرک و بدعت کی آلاتشوں سے اس کے تصفیہ کی عظیم خیر و برکت کے بعد اس امر کو بھی شیخ الاسلام کی دعوت کے اثرات و برکات میں شمار کیا ہے۔

رابعاً: شیخ محمد بن عبد الوہاب کے صاحبزادگان شیخ عبد اللہ، شیخ حسین، شیخ علی اور شیخ ابراہیم، اور اسی طرح شیخ محمد بن ناصر بن معمر جمیل اللہ فرماتے ہیں:

ہا آپ کا یہ سوال کیا اختلافی مسائل میں مکلف کے لئے تقدیم ضروری ہے؟

تو یہ تفصیل طلب مسئلہ ہے جس کی سیال گنجائش نہیں البتہ اتنا ضرور ہے کہ مکلف پر حرب استطاعت اللہ سے ڈرنا ضروری ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

**﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا أَنْتُمْ تَحْكُمُونَ﴾** (التغابن: ۱۶)۔

اپنی استطاعت بھر اللہ کا تقوی اغتیار کرو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿لَا تُكَلِّفْ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرة: ٢٣٣]۔

ہر نفس کو اپنی وحنت کے مطابق ہی مکلف کیا جاتا ہے۔

لہذا اگر مکلف کے اندر کتاب و سنت کے دلائل سے مسائل کے معرفت کی صلاحیت ہو تو علماء کے متنقہ فیصلہ کے مطابق اس کے لئے ایسا کرنا واجب ہے، اور اگر اس میں اس کی الہیت نہ ہو جیسا کہ خوام الناس کا حال ہے کہ انہیں دلائل کتاب و سنت کی کوئی معرفت نہیں ہوتی تو ایسے لوگوں پر تقلید اور اہل علم سے استغفاری واجب ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿فَتَنَّعَّلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كَثُرُوا لَا يَعْلَمُونَ﴾ [آل عمران: ٢٣]۔

اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھلو۔

گلگو ختم ہوتی ۔<sup>(۱)</sup>

غامسا: شیخ محمد بن ناصر بن معمر رحمہ اللہ "جامع بیان اعلم و فضلہ" سے تقدیم کے مسئلہ میں امام ابن عبد البر رحمہ اللہ کی کچھ باتیں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

آ۔ غور کریں کہ اس بات سے ان لوگوں کی کیسی تردید ہوتی ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ: انہوں اربعہ میں سے کسی ایک کے مسلک کو اختیار کرنا ضروری ہے آدمی اگر اس مسلک کے خلاف دلیل پائے تو بھی اس سے بخل نہیں سکتا۔ یہونکہ امام مسلک اس دلیل کے معنی و مفہوم سے زیاد و واقف کار ہے بنابریں مسلک کے خلاف آنے والی حدیث کو محکم نہیں کرنا میں وہ شخص معدود ہے۔

اور امام ابن عبد البر رحمہ اللہ کی اس بات پر ذرا غور کریں:

"لا خلاف بین أئمۃ الأمصار فی فساد التقليد"۔

(۱) مختصر: الدر الأستاذ (۳/۲۶)۔

کہ تقیید کے فواد اور قباحت میں اللہ کرام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔  
اُن کا مقصود یہ ہے کہ اگر مقلد کو استدلال کی صلاحیت ہو تو، ورنہ جسے اس کی قدرت ہی دہو  
اس کی مثال تو اس اندھے ہنسی ہے جو سمت قبل میں لوگوں کی تقیید کرتا ہے، لہذا اگر نظر  
داشتہ اُن کی قدرت نہ ہو تو وہ معدود رہے۔

امام ابو محمد ابن حزم رحمہ اللہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ کسی مسلم کا اس طرح  
الترام باز نہیں جس سے آدمی بخل دسکے چنانچہ فرماتے ہیں:

”اجمعوا علیٰ أنه لا يحل حاكم ولا مفت، تقليد رجل لا يحكم ولا يغتى إلا  
بقوله“ ۱۲

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی حاکم یا مفت کے لئے کسی شخص کی تقیید باز نہیں کہ بس  
ای کے قول کے مطابق فیصلہ کرے یا فتویٰ دے۔

ان دونوں اماموں ابو عمر ابن عبد البر اور ابو محمد ابن حزم رحمہما اللہ کے حوالے سے اجماع نقل  
کرنا متعصبین مذاہب کے قول کے باطلان کے لئے کافی ہے۔  
وَاللَّهُ بِحِجَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ۔

بم اللہ سے دعا گویں کہ یہیں اختلافات میں اپنے حکم سے حق کی رہنمائی فرمائے، یہونکہ وہ  
جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی پدایت بخشتا ہے، وصلی اللہ علی نبی نبینا محمد وآل و صحابة وسلم تسلیماً کثیراً ۱۳۔

ب۔ اسی طرح فرمان باری:

﴿فَإِن تَتَرَكُوهُ فِي شَيْءٍ فَرَدْدُوهُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَيْهِ سُولٌ﴾ [الغافر: ۵۹]۔

کی تغیری پر گلکو کرنے کے بعد نیز یہ کہ سلف و خلف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ کی طرف

(۱) یعنی: الدر المحتذ (۲/ ۶۳-۶۴) بدیہانہ۔

لوٹا نے کام مقصود: کتاب اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف لوٹانے کا مقصد آپ کی وفات کے بعد آپ کی سنت کی طرف لوٹانا ہے۔ فرماتے ہیں:

”یہ ایک نہایت عظیم الشان اہم قاعدہ ہے جس کا ہر شخص محتاج ہے اور طالب علم کو اس کی اور زیادہ ضرورت ہے کیونکہ وہ اکثر وہی شرط دیکھتا ہے کہ اس کے ملک والوں کے دلائل دیگر ملک والوں کے دلائل کے خلاف میں ایسی صورت میں مناسب نہیں ہے کہ مذاہب و ممالک کی تباہیوں پر ثبوت پڑے اور اس کی تمام رخصت و عریت کو قبول کرتا جلا جائے۔ بلکہ اسے چاہئے کہ ان مسائل میں کتاب اللہ اور سنت رسول کی جتنی کرنے اور اپنے ملک اور دیگر ممالک کے دلائل کو کتاب و سنت کے دلائل پر پیش کرے جو باقی مطالعہ ہوں انہیں لے لے اور جو باقی میں خلاف ہوں انہیں ان کے قائلین کے پرد کر دے خواہ کوئی بھی ہو خلاصہ کلام یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان تی کو معیار قرار دے اور انہی کے ساتھ ساتھ چلے۔

حالانکہ اکثر وہی شرط لوگوں نے اس حکم کو ممکن طور پر الٹ دیا ہے اور متاخرین کی تصنیف کرده، تباہوں کو فیصل قرار دیا ہے:

﴿فَتَقْطَعُوا أَمْرَهُمْ بِيَنْهِمْ زُورًا كُلُّ حِزْبٍ يَمْا لَدِيْهِمْ فِرَحُونَ﴾  
المومون: ۵۳۔

پھر انہوں نے خود تی اپنے امر (دین) کے آپس میں ٹھوکے ٹھوکے کرنے شروع کر دیا۔

بلکہ بعض لوگوں نے تو اپنی تباہیوں میں صراحت کے ساتھ یہاں تک کہہ دیا ہے کہ عام آدمی کے لئے کسی ایک ملک کو اپنانا اور اس کی تمام رخصت و عریت کو ماننا واجب ہے۔

گوچہ نسخہ کتاب و سنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔  
 یہ ایک بہت بڑی شیطانی پال ہے جس کے ذریعہ اس نے علم و دین سے نہت رکھنے  
 والے بہت سے لوگوں کو شکار کر رکھا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ انہوں نے کتاب اللہ اور سنت  
 رسول ﷺ کو پس پشت ڈال دیا ہے جیسے انہیں کسی چیز کا علم ہی نہ ہو۔ تباث ختم ہوئی<sup>(۱)</sup>۔  
 سادساً: شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ ملک کے خلاف وارد حدیث صحیح پر عمل نہ  
 کرنے والے کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یہ تو ایجاد شدہ بدعاات میں سے جس پر اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتنا ری ارشاد پاری ہے:  
 ﴿أَتَيْعُوا هَا أَنْزَلَ إِلَيْكُمْ مَنْ زَيْنَتْ لَهُ وَلَا تَنْتَعِثُوا مِنْ دُوْنِهِ أَوْ لِكَ قَلِيلًا  
 مَا نَذَّكَرُونَ﴾ [الاعراف: ۳]۔

اس پیغیر کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر  
 من گھرست سر پر نہیں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکارتے ہو۔  
 نیز ارشاد ہے:

﴿فَإِنْ تَنْزَعَ عَنِ الْحَقِيقَةِ شَيْئًا فَقَدْ دُودَةٌ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى الرَّسُولِ﴾ [النار: ۵۹]۔

پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لو بناو۔

یہ دین کے اصولوں میں سے ایک عظیم اصول ہے بلکہ کرام حبیب اللہ فرماتے ہیں:

“کل یؤخذ من قوله و یرد إلا رسول الله ﷺ”

رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہر کسی کی بات لی بھی جا سکتی ہے اور چھوڑی بھی جا سکتی ہے۔

(۱) دیکھئے: "الدرر النیۃ" (۱/۹۵-۹۶) بدیعۃ ایم۔ شن۔

اور (اندھی تقلید کی) جو بات یہ لوگ کہ رہے ہیں اس کا انعام کتاب و سنت سے پیراری اور نصوص کی تحریف ہے، اور کتاب و سنت میں تدبیر سے بکھلی پر آمادہ کرنے والی تقدیم کی مثال وہی ہے جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

**﴿إِنَّهُ دُوَّاً أَحَبَّ رَهْنَهُ وَرُهْبَتْنَهُ أَرْبَابًا مَنْ دُوَّرَ اللَّهُ﴾**

[التجوید: ۳۱:-]

انہوں نے اپنے علماء اور پادریوں کو اللہ کے عوارب بتالیا۔

نیز ارشاد فرمایا:

**﴿إِنَّ لَهُمْ شَرَكَوْا شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الْذِينَ مَا كُوْنُوا ذَنْ بِهِ اللَّهُ﴾**

[الشوری: ۲۱:-]

ہمیاں ان لوگوں نے ایسے اللہ کے شریک مقرر کر کھے میں جنمول نے ایسے احکام دیں مقرر کردیے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔

شیخ نبی گنگوہ کا مقصود ختم ہوا<sup>(۱)</sup>۔

سابعاً: شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن ابا بطین رحمہ اللہ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو قرآن و سنت کلام سلف اور علماء معتقد میں کی مخالفت کی طرف التفات کئے بغیر متاخرین کی کتابوں پر اندھا اعتماد کرتے ہیں کہ ان کا کیا حکم ہے؟

آپ نے جواب میں فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے بندوں پر صرف اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی الماعت فرض کیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

**﴿أَتَيْعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَزْكٍ وَلَا تَتَبَيَّعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْ لِيَأْتِ فَلِيَأْتِ﴾**

(۱) دیکھئے: الدرر النیت (۲/ ۶۳-۶۵) بدیہی یہ ہے۔

مَآتَدَكُرُونَ ﴿٣﴾ [الاعراف: ٣] -

اس پیغمبر کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر  
من گھرستہ سر پر ستواں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی نصیحت پکھوتے ہو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إِنَّا يَعْلَمُ مَا تَعْمَلُونَ إِذْ أَطَيْبُوا مِنْ أَطْيَابَنَا أَطْبَعُوا أَطْبَعَنَا وَرَسُولُنَا وَلَا تَنْهَا عَنْهُ وَإِنْ شَرِكْتُمْ  
نَسْمَعُونَ ﴾ [الأنفال: ٤٠] -

اسے ایمان والوں اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا کہنا مانو اور سنتے جانتے ہوئے  
اس سے روگردانی نہ کرو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿فَقُلْ أَطِيعُو أَللَّهَ وَلَأَطِيعُو الرَّسُولَ إِنْ قَوْلَوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ  
وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَمَا تُصْرِفُوْهُ تَهْتَدُوْهُ ﴾ [آل عمران: ٥٣] -

ہمہ دینجھے کہ اللہ کا حکم مانو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی  
تو رسول کے ذمہ رفت وہی ہے جو اس پر لازم کر دیا گیا ہے، اور تم پر اس کی جوابدی  
ہے جو تم پر رکھا گیا ہے، بدایت تمہیں اسی وقت ملے گی جب رسول کی ماتحتی کرو۔  
اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے امت پر بعینہ کسی شخص کی اس کے حکم کر دہ تمام با توں میں مطلق  
اطاعت کو واجب نہیں کیا ہے سو اسے رسول اللہ ﷺ کے۔

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقلد کا شمار اٹل  
میں نہیں ہے، یعنی کہ علم و حقیقت دلیل کی روشنی میں حق کی معرفت کا نام ہے۔<sup>(۱)</sup>

(۱) بیکھنے: الدر النبیۃ (۲/۶۵-۶۷)۔

**ہلماً:** شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

اُنہوں مان و مکان کے مکلفین پڑوا جب ہے کہ بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح و ثابت سنتوں کو لازم پڑھیں بھی کے لئے اس سے اعراض کرنا جائز نہیں۔

اور جو اپنے دین کے مسلم میں کسی طرح اس پیغمبر سے عاجز ہوا سے پابھنے کے سلف صالحین اور صدر اول کے منسج کی اتباع کرے۔

اور اگر اسے سرے سے بھی پیغمبر کا علم ہے ہو اور اس کے پاس امت کے شرف و مرتبہ یافتہ ائمہ اربعہ میں سے بھی لا کوئی قول صحیح طور پر موجود ہو تو ایسی صورت میں اس کے لئے اس کی تقلید کرنا جائز ہو گا۔

اور اگر مکلف شخص اس سے بھی کم درجہ کا ہو اور اس کے اندر یہ باتیں بھی جانے سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو تو اسے اپنی استغفارت بھرالہ سے ذرنا چاہئے اور اپنے زمانہ یا پہلے زمانہ کے سب سے بڑے مالمگی پیرادی کر لینی چاہئے بنا لخوص و علماء کرام منسج اتباع سنت عقیدہ بھی صحت و سلامتی اور اہل بدعت سے بیزاری بیسے اوساف سے معروف ہوں یعنی کہ یہ سب سے مناسب و موزوں اور حق و صواب الحکمت اور زبان حکمت کی توفیق سے قریب تریں۔  
اسے اپنی طرح سمجھ لینا چاہئے کیونکہ یہ بہت اہم بات ہے۔<sup>(۱)</sup>

**ب:** یعنی شیخ محمد بن عمر آل سعید کو ارسال کرد، اپنے خلیل میں فرماتے ہیں:  
محمد و صلاة کے بعد: آپ جیسوں کی تعلیم و تدریس اور فتویٰ کی لوگوں کو کتنی ضرورت ہے آپ سے پوچھئے، نہیں۔ آگے فرماتے ہیں: میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ قرآن پڑھائیں۔

(۱) یعنی: المدح النبیت (۲/۱۰۵) بہبود اپنی شیخ۔

درست دیں اور اہل علم کے کلام کی روشنی میں جو راجح نظر آئے فتویٰ دیں، بشرطیکہ اس فتویٰ میں آپ کے پاس علماء اسلام اور ائمۃ ہدایت کی طرف سے کوئی تمویذ موجود ہو۔<sup>(۱)</sup>

**تساہعاً:** علامہ شیخ محمد بن عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ نے ہمارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے اور محمد رسول امین خاتم الانبیاء و امر مسلمین ﷺ کو مسیوٹ فرمایا کہ دنیا والوں پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمُ دِيْنَكُمْ وَأَنْتُمْ عَلَيْنِكُمْ بِعْصَمِيٍّ وَرَضِيَتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [آل عمران: ۳]۔

آج میں نے ہمارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھر پور کر دیا اور ہمارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا۔

آگے فرماتے ہیں: جب تمہیں بھی کریم ﷺ کی صحیح سنت مل جاتی ہے تو ہم اس پر عمل کرتے ہیں بھی کی بات کو اس پر وقت نہیں دیتے خواود کوئی بھی ہو، بلکہ اسے مانا کر اس کے سر تسلیم کر دیتے ہیں کیونکہ سنت رسول ﷺ کا مقام و مرتبہ ہمارے دلوں میں اس سے بھیں بلند ہے کہ اس پر بھی کے قول کو وقت دیں یعنی ہمارا عقیدہ ہے جس پر ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔<sup>(۲)</sup>

**عشرہ:** شیخ سلیمان بن حمماں رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جو اپنی ذات کا ہی خواہ اور رجات کا خواباں ہو اور وہ صاحب علم ہو اسے چاہئے کہ مختلف فیہ

(۱) دیکھئے: "الدرر النیت" (۱) / ۸۸ قسم اصحاب (قدیم) ایڈیشن، دارالافتخار، ۱۴۳۸ھ۔

(۲) دیکھئے: "الدرر النیت" (۳) / ۱۰۶ ایڈیشن۔

اقوال میں سے اس قول کو دیکھئے جس پر کتاب و سنت والیت کتاب ہوں، کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا تَنْهَاكُ عَنِ الْمُحْكَمِ فِي شَيْءٍ إِلَّا فَرْدَوْهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ [النَّاهٰ: ۵۹]۔

اگرچہ چیزیں میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔  
کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہر شخص پر ہر حال میں واجب ہے اور  
اہل اجماع اور متفقین و حکام وغیرہ کے اقوال کی اتباع مخصوص اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ  
اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر دلالت کرتے ہیں اور نہ کسی مخلوق کی اطاعت  
واجب ہی نہیں ہے جس کی اطاعت کا اللہ نے حکم نہ دیا ہوا اور رسول کی اطاعت بھی دراصل اللہ  
کی اطاعت ہے۔

یعنی اس توحید کا خلاصہ ہے جو مکمل طور پر اللہ کا حق ہے۔

اور جب معلوم ہو جائے کہ فلاں بات کسی عالم نے کی ہے جو دلیل کتاب و سنت سے آرست  
ہے تو وہی راجح ہے گرچہ وہ بات اس کے علاوہ اس سے بڑے کسی عالم نے بھی کیوں نہ کی  
ہو زکیونکہ اسی قول میں یہ ظاہر ہوا ہے کہ اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت  
ہے تب اس ختم ہوئی<sup>(۱)</sup>۔

حادی عشر: دیار سعودیہ کے مفتی سماحة شیخ علامہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز  
رحمۃ اللہ علیہ اربع بعد کی تقدیم کے ملکا میں صابونی کے قول: "إنه من أوجب  
الواجبات" (تقدیم بے زیادہ ضروری چیزوں میں سے ہے!) پر رد کرتے  
ہوئے رقمطر ازیں:

(۱) دیکھئے: "الدرر النہیۃ" (۲ / ۱۰) بہبیانیہ شیخ۔

آ: اس میں کوئی شک نہیں کہ مطلق طور پر یہ بات کہنا غلط ہے: اس لئے کہ احمد ار بع وغیرہ میں سے کسی کی تلقیہ واجب نہیں، خواہ وہ کہتا ہی بڑا علم والا ہو، کیونکہ حق کتاب وہنت کی اتنا عالمی ہے، بھی انسان کی تلقیہ میں نہیں!

زیادہ سے زیادہ مجبوری میں ایسے شخص کی تقیید جائز ہو سکتی ہے جو علم و فضل سے معروف اور صحیح العقیدہ ہو، جیسا کہ امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے ”اعلام المؤمنین“ میں تفصیل سے بیان فرمائی ہے۔

ای لئے احمد کرام اپنی صرف انہی باتوں کے لینے پر غافل نہ ہوتے تھے جو کتاب و منت  
کے مطابق ہوں۔

شیخ رحمہ اللہ نے اس باب میں امام مالک رحمہ اللہ کا مشہور قول ڈکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

چنانچہ جسے کتابِ دنیت سے مسائل اخذ کرنے کی قدرت ہو اس پر طے ہے کہ وہ بھی کمی  
لقیدیہ نہ کرے اور اختلاف کے موقعہ پر حق سے قریب ترین قول اختیار کرے۔  
اور جسے اس کی استطاعت نہ ہو اس کے لئے اہل علم سے پوچھنا مشروع ہے، جیسا کہ اللہ  
ع.و.جل. کا ارشاد ہے:

**فَتَعْلُمُوا أهْلَ الْذِكْرِ إِن كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ** ﴿٣٣﴾ | أخْلَى: ٣٣، الْأَنْجَارِ: ٢٠ -

اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل علم سے بوجھ لو۔ گنستم ختم ہوتی<sup>(۱)</sup>۔

ب: نیز امجدہ نامی میگرین کے حاری کردہ انترو یو میں فرماتے ہیں<sup>(۲)</sup>:

(١) وتحتوى على مجموع فتاوى ومقالات استخراج ابن باز (٣٥٤).

(٢) شماره و مکار: (٨٠٦) (٢٥٩) (١٤٣٧) (ج) (٢٣)

”میں الحمد لله متعصباً نہیں ہوں، کتاب و مفت کو حکم اور فیصل سمجھتا ہوں، میرے فتوؤں کی بذیاد اندھا اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان پر ہوا کرتی ہے، حتاً بلد اور دیگر لوگوں کی تقییہ پر نہیں، میری طرف سے جو بھی فتاویٰ جاری ہوتے ہیں، میں نے انہیں کتاب و مفت کے شرعی دلائل کے مدلول کی بذیاد پڑ دیا ہے۔“

جب سے میں نے علم جانا ہے میرا یہی طریقہ رہا ہے، جب میں ریاض میں تھا، قاضی ہونے سے پہلے اور بعد میں بھی اسی طرح مدینہ منورہ میں اور اس کے بعد بھی، اور الحمد للہ اب تک اسی مشیج پر قائم ہوں۔“  
اور جب میگزین کے نمائندہ نے پوچھا: کہ بذیاد رس و تدریس میں آپ کامیلان حدیث کی طرف زیادہ ہوتا ہے؟

تو آپ نے لفظ کا ائمہ ہوتے ہے فرمایا:

حدیث تو ضروری ہے، قرآن کے ساتھ ساتھ ہم نے حدیث ہنا ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ تَنزِيلَهُ فِي شَيْءٍ عَزِيزٌ فَرَدَدَهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ [النَّازِفَةُ: ۵۹]۔

اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے انہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔  
اذن کی طرف لوٹانے سے مراد ”قرآن“ اور رسول کی طرف لوٹانے سے مراد ”حدیث“ ہے۔  
چنانچہ قرآن و حدیث کے بغیر کسی علم اور فتویٰ کا کوئی تصور ہی نہیں ہیں، تو علم ہے تلقیہ کوئی علم نہیں ہے۔

یہ امام مجدد شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ بلکہ ان سے پہلے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد امام ابن القیم رحمہما اللہ سے لیکر دیار سعودیہ کے مفتی سماۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبید اللہ بن باز رحمہ اللہ تکمیل احمدہ دعوت سلف کے اقوال میں جو تقییہ کے مسلم میں وارد ہیں۔

مجہل بیتاو کر کیا جو نما ان کے طریقہ پر ہے؟ اس کے زد یک آن کا سمجھا حکم ہے؟ کیونکہ وہ تو لوگوں پر کسی کی تقلیہ و اجتبائی نہیں سمجھتے اور بعد کی نہیں کسی اور کی۔

کیا یہ امداد اس کے زد یک فارجی ہے؟

کیا مفت وقت دیار سعود یہ سماتہ الشیخ عبد العزیز بن عبد الله بن باز محمد اللہ اپنی اس واضح لفظ کے باوجود فارجی حصہ مانی ہے؟

ان تعالیٰ اہل بدعت و ضلالت کو لاک و بر باد کرے۔ کہ جب انہیں رامیان اتباعِ کتاب و مفت کے سلسلہ میں کھلے طور پر طعنہ و تشیع کرنے کی بہت و جرأت نہ جوئی۔ کیونکہ اگر اسرا کرتے تو بے نقاب اور ذلیل کر دیتے جاتے؛ تو انہوں نے عوامِ الناس کو کہہ کر دنگلانے اور گمراہ کرنے کی کوشش کی کہ یہ لوگ فتحاء اور فتنی تکاہوں کا معارضہ کرتے ہیں زیر اماموں کے مسلک پرستوں سے چوتے اور نفرت کرتے ہیں۔

دِ حقیقت یہ جو نما اور اس کے حامیان بد دین مخالف، "جمیل افندي صدقی الزحاوی العراقي" (۱) اور اس سے قبل "سیمان بن حبیم" اور ان کے علاوہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ دعوت توحید کے خلاف دیگر افتراء پردازوں کے دارثین ہیں کیونکہ یہ انہی کے نقش قدم پر پھیل رہے ہیں۔

(۱) اس مخالف نے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی اصلاحی دعوت کے خلاف ایک رسالہ تھا جس میں آپ اور آپ کی دعوت کو بیان کر لئے کی کوشش تھی تھی۔ جس کا جواب علام شیخ سیمان بن حبیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الضباء الشرقي في رد شبهات المذاق المارق" میں دیا ہے اور اس کی تیکیں کاریوں کا پہلو و فناش کیا ہے اس کی کتاب کی تحقیق شیخ عبد المؤمن بن بوسی بن ناصر بن عبد الکریم نے کی ہے اور کتاب مترجم بار اتفاقاً سعودی عرب سے شائع ہو چکی ہے۔ (مترجم)

﴿تَشَبَّهُتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيْنَا الْأَيَّاتِ لِقَوْمٍ يُوقَنُونَ﴾

- 118:5 答

ان کے دل بیکاں ہو گئے، تم نے یقین کرنے والوں کے لئے نشایاں بیان کر دی

الحمد لله هم یعنی میں راقم اسطور اور وہ تمام لوگ جن کی طرف اس لذاب اور اس کے حامیان نے بہت کچھ منسوب کیا ہے اسی مُتّجھ و عقیدہ پر قائم میں جو میں نے ان بلند پایہ امر پہداشت اور بزرگان اسلام کے خواص سے نقل کیا ہے نہ تھا اُن کی بات سے کوئی اختلاف ہے اور نہ تھی بھم اُن کے قول سے ذرا بھی نکل سکتے ہیں۔ اور جو بھاری طرف اس کے علاوہ کچھ منسوب کرے یا تمیں اس کے علاوہ کبھی اور مُتّجھ کی طرف منسوب کرے وہ مدد درج جھوٹا دروغ غ گوارا فترت اپدروہ ہے اُنہاں سے اپنے کیفر کردا کوچھ بخیا ہے۔



دوسرے مسئلہ:

کیا حق چار مسلکوں میں محدود ہے؟  
 کہ کسی بھی مسلک پر نہ رہنے والا سنت سے  
 خارج ہوگا؟

اس مسئلہ کا جواب:

اولاً: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "منہاج الرضا" میں فرماتے ہیں:

"اہل سنت و جماعت میں سے کسی نے بھی یہ بات نہیں بھی ہے کہ احمد اور بعد کا اجماع معموم جلت ہے اس میں غلطی کا امکان نہیں اور کسی نے یہ کہا ہے کہ حق احمد اور بعد میں محصور ہے جو اس سے خارج ہے وہ باطل ہے۔ بلکہ اگر احمد کے متبوعین کے علاوہ بھی جیسے سفیان ثوری، او زائی، لیث بن سعد، یا آن سے پہلے یا بعد کے مجتہدین میں سے کوئی کوئی بات کہے جو احمد اور بعد کی رائے کے خلاف ہو تو اس مختلف فیہ مسلم کو اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹایا جائے گا اور وہی قول راجح قرار پائے گا جو دلیل کے مطابق ہو تو بات ختم ہوئی" <sup>(۱)</sup>۔

ثانیاً: علامہ شیخ عبد الملطیف بن عبد الرحمن بن حسن بن شیخ الاسلام محمد بن

(۱) دیکھئے: منہاج الرضا (۳۲/۳) اپنی نسخہ با معرفۃ الامام۔

عبدالوهاب رحمہم اللہ نے ان لوگوں کی تردید کی ہے جنہوں نے یہ کہا کہ محمد بن عبد الوہاب نے ایک پانچواں ملک اسجاد کیا ہے پھر بتایا کہ وہ امام احمد رحمہم اللہ کے ملک پر ہیں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں:

حق چاروں ملک میں محسوس نہیں ہے بیساکہ پہلے خوش کیا گیا اور اگر حق چاروں ملکوں میں محسوس ہوتا تو اختلافات صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد کے مسلمانوں میں متعدد تصنیف کرنے والوں کے ائمہ اور بعد کے علاوہ دیگر لوگوں کے اقوال ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے جو بتا۔<sup>(۱)</sup>

ذرالان دونوں اماموں بالخصوص شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہم اللہ کی بات پر غور کریں کہ کیا "بیانی دہواد خارجی جسمانی ہے" کبینے والا شخص اس قضیہ میں اہل سنت و جماعت کے متعصب پہ بے؟

جواب یقیناً فی میں ہے۔

اور اس مردود قول کی روشنی میں علماء آل حنفی کے بارے میں بھی کہیں گے جنہوں نے اس سلفی دعوت کی تائید کی اور ظلم و نشر میں اس کا رد قائم کیا؟  
۱۔ ان میں سب سے مشہور شیخ محمد بن احمد الحفظی (۱۲۳۷ - ۱۲۷۸ھ) میں جو شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ان کی دعوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

الحمد لله رب العالمين سر مدا  
والله وصحبه والتابعی  
صلی الله علی الرسول الشارع

(۱) درجۃ الرانیۃ (۲۲۶/۱)

في البدء والختم وأما بعد  
فهذه منظومة تعد  
قد جاءنا في آخر العصر القدسي  
لحرکتی لظمها الخیر الذي  
لما دعا الداعی من المشارك  
وبعث الله لنا مسیدا  
شیخ الهدی محمد المحمدی  
فقام والشرک الصریح قد سری  
لا يعرفون الدين والیہ لیلا  
وطرق الاسلام والسبیلا  
تمام تعریفیں و حقیقت اللہ رب العالمین کے لئے یہ جو دانیٰ طور پر ان کا مشتق ہے۔  
ہمیشہ یہیش درود نازل ہو صاحب شریعت رسول گرامی یعنی آپ کے صحابہ اور تابعین پر۔  
حمد و صداقت کے بعد ایک چھوٹی سی نظر ہے جس کا سبب وہ عظیم خیر و محلاًی ہے جو ہمیں اس  
آخری زمانہ میں اس وقت عطا ہوئی جب دنی اپنی انسانیتے مشرق سے اللہ رب العالمین کے  
حکم سے پکارا اور اللہ عزوجل نے شیخ الهدی محمد بن عبد الوہاب محمدی صنی <sup>(۱)</sup> اپنی رحمہ ادنی سے  
مجتہد عالم دین کو سرزی میں نجہ سے ہمارے درمیان ایک مجدد کی حیثیت سے نمودار فرمایا۔ شیخ  
نے اس وقت تجدیدی کارنامہ انجام دیا جب دنیا کھلمن کھلا شرک کی آمادگاہ بن چکی اور لوگوں  
کو کفر طیبیلا اذ الا ان اسلام اور اہل اسلام اور شیخ قتاب و منت سے کوئی آشانی نہ ہو گئی تھی۔

(۱) سال عبد الرحمن بن محمد بن عبد الملکیف احرانی کو اسال کرو، امام محمد بن عبد الرحیم بخداون کے خواجی اس تحریر کو یاد کرئے جس میں آپ نے فرمایا تھا:

میں الودن بھی موٹی یا فتحیر یا مٹکلر۔ کی طرف نہیں باہتا ہوں۔ رہا تھا۔۔۔ دیکھتے ہی زیرِ نظر ترتیب کام (۹۸)۔ اسی طرح امر کے سچے شمشینگوں میں؟۔۔۔ کی وضاحت میں امام ابن القیم جو رادع سے نقل کرد، اگلے کو بھی یاد کریں۔ زیرِ نظر کتاب کام (۹۸-۱۰۴) ملا جائے گا مائیں۔

آگے فرماتے ہیں:

دعا إلى الله وبالله ليلة  
يصرخ بين أظهر القبيلة  
مستضعفا وما له مناصر  
ولا له معاون موازر  
في ذلة وقلة وفي يده  
مهفة تعنيه عن مهنه  
كأنها ريح الصبا في الرعب  
والحق يعلو بجند الرب  
قد أذكريني درة لعمر  
وضرب موسى بالعصى للحجر  
ولم يزل يدعوا إلى دين النبي  
لما كان كوكوں کی طرف بلاتے رہے اور بے یار و مددگار قبیلہ والوں کے درمیان لا إله إلا  
الله تھی نہ الگاتے رہے اس راہ میں آپ نے صدر جنگی و بے بسی کا سامنا کیا کوئی آپ کا  
تمایتی و مددگار نہ تھا، بس آپ کے ہاتھ میں تجویر کی چھال کا بنا ہوا ایک پچھا تھا<sup>(۱)</sup> جو سینت مہمن  
سے بھی زیادہ کار آمد تھا، رب داشت میں گویا باد صبا کی مانند ہوا اور حق تو انہ کے لٹکروں سے  
 غالب ہوا کرتا ہے اس پچھے نے تو مجھے ذرا عمر (رضی اللہ عنہ) اور عصاء موتی (علیہ السلام) کی  
یاد دلادی۔ آپ ہمیشہ دین نبی ﷺ کی دعوت دیتے رہے: بھی کسی شخصیت یا مذہب  
و ملک کی طرف نہ بدلایا<sup>(۲)</sup>۔

۲۔ اسی طرح سرز میں فارس کے شہر "لخت" کے چشم و چدائی شیخ ملا عمران بن رضوان

(۱) وسائل شیعہ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ میں اور اس سے قبل اس تدریس نے بھدا اتو گئے تھے کہ اللہ عزوجل ہے ایمان ناص او توکل کے موکوئی قابلہ سماں اور جعلی تھا۔ اب کچھ چھوٹ چکھا شخص آپ کے پاس یہ گھوڑوں کی چڑال ہے ایک پچھی تھا، بس سے آپ گرمی کی شدت میں راست مالیں میا کرتے تھے۔ شیخ محمد عظیٰ نے اسی ہاتھ پر گھینپا ہے۔ (مترجم)

(۲) مذاہق فرمائیں میں (۱۳۵) کا ماٹنر (۱)۔

لئے رحمہ اللہ کے بارے کیا کہیں گے جنہوں نے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اور آپ کی دعوت کے وقایع میں عظیم قصیدے کہیں ہیں ایک مشہور قصیدہ، حسب ذیل ہے:

إِنْ كَانَ ثَابِعُ أَخْمَدٍ مُتَوَهْبًا فَأَنَا الْمُقْرَرُ بِأَنَّيْ وَهَابِي<sup>(۱)</sup>

اگر احمد مجتبی شیخیت کی اتباع کرنے والا "وہابی" ہے تو میں اعلان کرتا ہوں کہ میں بھی "وہابی" ہوں۔

بخلاف یہ تمام لوگ جو مسلمک شافعی کے پیروکار میں کیا اس بیکے ہوئے شخص کے خذ دیکھاری ہیں؟

انہ تعالیٰ جہالت خواہش نفس اور گندے مقاصد کا فاتحہ فرمائے گئے یہ چیزیں جس سے بھی دائرۃ ہوتی ہیں نجات کیا کیا گئی تھاتی ہیں؟!

اور میں اس فریب کارے داؤد بن جرجیس اور "الصحابۃ الولایۃ" کے مصنف ابن حمید "اللیج" کے بارے میں پوچھتا چاہتا ہوں یہ دونوں مذہب حتابدی ہی کی طرف منسوب ہیں بلکہ دوسرے (ابن حمید) تو مکمل مصلک کے رہیں اور حرم مکنی شریف میں حتابد کے امام رہے ہیں۔

اور اول الذکر (ابن جرجیس) تو اپنی اپنے والد اور والد اپنی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں: میں میرے دادا اور میرے والد ایک عالمی خانوادہ ہیں۔۔۔ اور اس وقت بغداد میں میرے علاوہ امام احمد کے مسلک پر کوئی نہیں۔۔۔<sup>(۲)</sup>

(۱) بحثیۃ الصدیقۃ النبویۃ از: شیخ سلیمان بن جہان رحمہ اللہ (ص) ۱۳۹، ابن حمید مکمل ۱۳۹۳ حجر

(۲) بحثیۃ تحفۃ الطالب واللیک فی الشیخ شیخ ابن جرجیس از: علام شیخ عبد الملکیہ بن عبد الرحمٰن (ص) ۲۲ تحقیق: شیخ عبد الداہم بن جس العبد الکریم

کیا یہ دونوں آس کے نزدیک مخفی حتاب سے انتساب کے بہب الیت سنت میں سے ہیں؟ اگر جواب "ہاں" ہے تو یہ انتہائی درجہ کا تھوڑا اور حق وہ بایت سے دور مخفی ہے۔ اور اگر جواب "نہیں" ہے تو آس نے اپنی بنیادی کوڈھا کر اپنے آپ کو دعوے میں تھوڑا اور جالی ثابت کر دیا۔

اور اس صورت میں مسئلہ پھر اسی بنیادی حقیقت کی طرف لوٹ کر جاتا ہے کہ آدمی اسی وقت الیت میں سے ہو سکتا ہے جب وہ ان کا پیر و کاراں سے والہا مجت رکھنے والا اور بہ محنت والی بدعت سے بعض و نفرت کرنے والا ہو۔

یہ وہ اعلیٰ حقیقی پیہماد ہے جس میں کسی قسم کی ترمیم و تبدیلی کا کوئی امکان نہیں۔

علام شیخ سلیمان بن محمد بن محمد اللہ کا یہ قول ملاحظ فرمائیں جو آپ نے اپنی کتاب "تنبیہ ذوق الالباب السلمۃ" کے مقدمہ میں فرمایا ہے:

"از سلیمان بن محمد بن علی بن ابی ذئب برادر مکرم شیخ محمد بن عبد العزیز بن مانع"

بعدہ بھریں میں آپ کے ساتھ ہماری مجلس ہوئی اور ہم نے آپ سے جو بھی باتیں نہیں ہمارے لئے باعث صرف تھیں۔ اور وہ یہ کہ آپ صحیح العقیدہ داں دعوت تو حیدہ اور اس کے حامیین سے مجت کرنے والے نیز شیخ الاسلام قدوس العلام شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی بیان کردہ اور تالیف کردہ باتوں کی نشر و اشاعت کے لئے حریص اور کوشش میں۔

"القول الحدیث اور الکواکب الدینیہ" نہیں ملی لیکن جب مجھے الکواکب الدینیہ کا دیباچہ پڑھ کر سنایا گیا اور میرے کافلوں سے آپ کی یہ بات گزری کہ میں نے بعض فاضل حتابی کی سیرت پڑھی جیسے علام شیخ حسن اشٹلی اور امام شیخ محمد بن علی بن سلوم "تو ان دونوں کے ذکر

کے بعد میری طبیعت مزید آگے سننے پر آمادہ رہوئی۔ کیونکہ انہیں اپنے مشائخ سے یقینی طور پر یہ بات معلوم ہے کہ محمد بن علی بن سلوم ائمہ اسلام اور علماء افاضل میں سے نہیں ہے بلکہ وہ تو ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے دین اسلام کو فتحان پہنچایا اور اس کے سر پر جوں تک نہ رستگی نہ دیں اور دین داروں کا دشمن اور اہل ایمان کی راہ سے منحرف شخص ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی معلوم ہے کہ آل اٹھنی ائمہ ضلالت و گمراہی اور انہیاں اولیاء اور صالحین کو پکارنے اور حاجت براری کے دعوت دینے والے نیز مشکلات و مصائب میں ان سے استغاثہ و فریاد کو جائز قرار دینے والوں میں سے نہیں۔ اور جن کا منیج و عتمیدہ ایسا ہو وہ ہمارے نزدیک ائمہ اسلام اور علماء افاضل میں سے نہیں ہو سکتے اگرچہ وہ تنابد میں سے ہوں۔

بھلا کیا شیخ سیلمان بن سمحان رحمہ اللہ کے ذکر کردہ یہ گمراہ لوگ اس جاہل کے نزدیک ایسی سنت میں سے میں مجھنے اس لئے کہا جائیں مسلک سے منسوب ہیں؟!

اگر اس کے جھوٹے قادوں کے مطابق جواب "بाल" ہے تو انہیں یہ حضرات اور ابن حمیہ "اللھجہ" اور داود بن جرجیس وغیرہ مبارک ہوں۔

مگر ہم تو ان سے اور ان جیسے تمام لوگوں سے برامت کا اعتماد کرتے ہیں۔ اور اگر وہ جواب میں یہ کہے کہ "نہیں" یہ جعلی مسلک سے انتساب کے باوجود اہل سنت میں سے نہیں ہیں۔

تو اس سے پوچھا جائے کا کہ: آخر انہیں اہل سنت سے کیوں غارج کر رہے ہو؟ عالمگرد وہ تمہاری ذکر کردہ شہرط اور وضع کردہ قادوں کے مطابق میں؟؟

اگر وہ جواب میں شیخ سیلمان رحمہ اللہ کی طرح یہ کہے کہ: اس لئے کہ انہوں نے اس دعوت کو فتحان پہنچایا اور وہ اس دعوت اور اس کے حاملین کے دشمن ہیں۔

تو اس سے کہا جائے گا کہ: تمہارے ناچاہتے ہوئے بھی حق آشکارا ہو گیا اور اللہ کا حکم غالب ہو کر رہا۔ چنانچہ تم نے اضافہ بیانی سے کام لیا اپنے وضع کرد، قائد، کوتور اور جو کچھ بھی ملے کیا اسے بالآخر اس پر قائم ہو دے گے۔

اور ہر جھونٹے دمن حق کا یہی انجام ہوا اکرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے کذب اور اضافہ بیانی کو ظاہر کر دیتا ہے اور وہ بالآخر ذلیل ہو کر دنیا والوں کے لئے باعث عبرت بن جاتا ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

بعینہ یہی بات اس پر بھی کہی جائے گی جو منہ کور، قائد، کی بنایہ داڑہ کو ذرا دیکھ کر کے کہی گئی ہے کہ: «کل من لم يكن على مذهب من المذاهب الأربع ف فهو خارجي جهيماني»۔

جو چاروں مذاہب (مسالک) میں کسی مسلک پر نہ ہو وہ فارجی جہیمانی ہے!! چنانچہ پوچھا جائے گا کہ: یہ صنعتی، شوکانی اور سسوائی وغیرہ، جو چاروں مذاہب میں سے کسی مذاہب پر نہ تھے تمہارے نزدیک آخر کیا کہلا میں گے؟ حالانکہ امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اور آپ کی دعوت توحید کے سلسلہ میں ان کی حمایت مشہور ہے۔

اور یہ تزیینی دھلان جو شافعی ہی نہیں اپنے زمانہ میں مکمل میں شافعیہ کا مختصر تھا اور اس کا رسالہ "الدرر السینیۃ فی الرد علی الوضایۃ" مشہور ہے جس پر امام سسوائی رحمہ اللہ نے رد کیا ہے۔ اسی طرح یہ کوثری حنفیوں کا امام اور دولت عثمانیہ میں ان کے شیخوں کا ایجتہاد جو اس دور میں جسمیت کا علم بردار ہے۔

اللہ کی قسم! اذ ابتوذ کہ ان میں سے کون سنی اور کون خارجی ہے؟؟ تمہارے ترمیم کردہ قائدہ کی روشنی میں تو زیینی دھلان سنی ہے نیکونکہ وہ مذاہب اور بعد

میں سے مذہب شافعی کا مقلد ہے !!  
 اسی طرح کوثری تسلی ہے کیونکہ وہ متصرف حنفیوں کا پیر ہے !!  
 اور ان کے بال مقابل امیر صنعاوی، امام شوکانی اور محمد بن شیر سہوائی وغیرہ خوارج میں کیونکہ  
 وہ مقلد ہیں میں !!  
 ہم ان مرد، فرسودہ، قواعد اور ان کے جھوٹے غلط اور باطل نتائج سے اللہ کی پناہ چاہتے  
 میں۔



تیرا مسئلہ:

## تقلید کا حکم:

# اس کی حرام، واجب اور جائز قسموں کا بیان

اس مسئلہ میں داخل ہونے سے پہلے ہم تقلید کی تعریف اور دونوں میں فرق بیان کر دیتے ہیں تاکہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

**تقلید کی لغوی تعریف:**

عربی زبان میں تقلید لگلے میں ہار (پڑھ) ڈالنے کو کہتے ہیں۔ اور ”تقلید الولۃ“ کا معنی یہ ہے کہ ولایات کو ان کی گردنوں کا ہار بنا دیا جائے۔

**تقلید کی اصطلاحی تعریف:**

۱۔ کسی ایسی بات کو لینا جس کے تال کے پاس اس کی کوئی دلیل نہ ہو۔  
(یعنی کسی بے دلیل بات کو اپنانا)

یہ شریعت میں ممنوع ہے۔

۲۔ آپ کسی کے قول کی پیروی کریں حالانکہ اس کا قبول کرنا کسی دلیل کی بنیاد پر آپ پر  
وابست نہ ہو۔

**اتباع:** اتباع اسے کہتے جس کی دلیل وحجت ثابت ہو۔

چنانچہ دلیل کی بنیاد پر جس کی اتباع آپ کریں گے اس کے متبع کہلانیں گے۔

اللہ کے دین میں تلقید درست نہیں و دین میں ایمان جائز اور تلقید ممنوع ہے۔

ابن عبید البر رحمہ اللہ نے "جامع بیان اعلم وفضلہ"<sup>(۱)</sup> میں ابو عبید اللہ بن خواز بصری مالکی سے بیان کیا ہے اور امام ابن القسم نے "اعلام المؤمنین"<sup>(۲)</sup> میں بھی نقش فرمایا ہے۔

اتباع: متبوع کی را پر چلنا اور اسی جیسا عمل کرنا اتباع کہلاتا ہے۔

جیسا کہ امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گنگوئے دوران فرمایا ہے لکھتے ہیں:

"اگر کوئی بھے: آپ تسلیم کرتے ہیں کہ جن امر کی دین میں تقسیم کی جاتی ہے وہ پداشت پڑ ہیں تو ان کے مغلدین بھی قطعی طور پر پداشت یافتہ ہوں گے۔ یہو کہ وہ انہی کی راہ پر گامزد ہیں۔"

تو اس کا جواب یہ ہے کہ مقدمہ ان کا ان کے پیچھے چلنا، ان کی تلقیہ کو قطعی طور پر باطل قرار دیتا ہے کیونکہ ان ائمہ کا طریقہ منیج دلیل و حجت کی پیروی کرنا اور اپنی تلقیہ سے منع کرنا تھا۔ جیسا کہ بم ائمہ کے حوالہ سے بیان کریں گے۔ لہذا جو دلیل و حجت کو چھوڑ کر اس چیز کا ارتکاب کرے جس سے ان ائمہ نے اور ان سے پہلے ائمہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے وہ ان کے طریقہ منیج دلیل و حجت کی سریج مخالفت کرنے والا ہے۔

درحقیقت آن کے طریقہ پروپریتی ہے جو جگت و دلیل کی پیروی کرے اور اس کے سامنے سرتدم مقدم کر دے اور رسول گرامی بیشتر کے علاوہ کس مخصوص شخص کو اس طرح نہ بنائے کہ اس کتاب و منت پر مختار بنا کر کتاب و منت کو اس کے قول پر پیش کرتا پڑھے۔

(۱) دیگری: نامع بیان اعلام و فخر (۲/۹۹۳) آیه ششم زیرا می-

(۲) بگزینه: اعلام اموالین (۲۸۷ء). آیه-شیخ محمد بن عبد الحکیم. نیز قول الله یعنی کشت حیوانات غلکیه از عالم شرکیه (س) ۵. آیه-شیخ مرتضی حسن از هر یکی پیغام داشتند و اصولاً ۵۰۰۰ امر

اس سے تقید کو اتباع سمجھنے والوں کی غلطی و اخچ ہوتی ہے اور ان کے وہم و تبیکس کاری کا پردہ فاش ہو جاتا ہے بلکہ یہ اتباع کے سراسر غلاف ہے اُنہوں اور اس کے رسول ﷺ اور اہل علم نے دونوں کے درمیان تفریق فرمائی ہے۔ کیونکہ اتباع متبع کی راہ پر چلنے اور رسمی جیسا عمل کرنے کا نام ہے۔<sup>(۱)</sup>

میرے طالب علم بھائی! - اللہ مجھے اور آپ کو اپنی محبوب و پرستہ یہ چیزوں کی توفیق بخش۔ تقید و اتباع کے ماہین فرق و اخچ ہو جانے کے بعد اب آئیے تقید کا حکم ملاحظہ کریں۔



(۱) (مجھے: "اعلام المؤمن" ۲۰۷۱-۱۷۱) بیج (مجھے: ۲۸۷) (۲۲۲/۲) (۲۳۶-۲۳۴)۔

## تقلید کی حرام، واجب اور جائز صورتوں کا بیان

امام محمد د محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ سے لیکر مفتی دوران سماعت شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ تک تمام اندر دعوت اس مسئلہ (تقلید) میں اس تفصیل کے قال میں جو امام علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی مشینہ ترین کتاب "اعلام الموقعن" میں ذکر فرمائی ہے آں موصوف نے اس کتاب میں تقلید کے سلسلہ میں تفصیلی گلگوئی کی ہے اور تقلید جائز تقلید واجب اور تقلید حرام کی وضاحت فرمائی ہے۔ اور اس میں مقلدین کے وہ شبہات بیان کئے ہیں جنہیں خود مقلدین اور آن کے باپ دادے بھی نہیں جانتے ہوں گے اور پھر واضح قطعی دلائل سے آن کا مکلت جواب دیا ہے۔ جیسا کہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے اسے ذکر کیا ہے جیسا کہ اس کتاب کے پہلے مسئلہ پر گلگوئے دوران آن کی باتیں ذکر کی گئیں۔

اس مسئلہ میں علامہ ابن القیم رحمہ اللہ سے جن اندر دعوت نے نقل کیا ہے آن میں سے بطور مثال امام عبد اللہ بن شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب علامہ شیخ محمد بن ناصر بن معمر اور علامہ شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن ایا بطین حکم اللہ قابل ذکر ہیں۔

ای طرح سماعت شیخ علامہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ نے بھی صابوئی پر رد کرتے ہوئے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

چونکہ اس باب میں امام ابن القیم رحمہ اللہ کی بات ہے تھی سب نے اعتماد کیا ہے اسلئے میں بھی اپنی کی بات نقل کروں گا۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:  
تلقیہ کے بارے میں تفصیلی گذگو۔

تلقیہ کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ جس کی بنیاد پر کچھ کہنا اور فتویٰ دینا حرام ہے۔

۲۔ جسے اپنانا واجب ہے۔

۳۔ جو حسن جائز ہے واجب نہیں۔

پہلی قسم: - یعنی تلقید حرام۔ کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ باپ و ادول کی تلقیہ پر اتفاق کرتے ہوئے اللہ کی نازل کردہ احکامات سے اعراض اور اس سے بے اعتنائی۔

۲۔ ایسے لوگوں کی تلقید جن کی اہمیت کے بارے میں مغلظہ کو علم دہوڑ کر آن کی بات لی جاسکتی ہے۔

۳۔ قیامِ جحت اور جس کی تلقیہ کی جاری ہے اس کے قول کے علاوہ دلیل واضح ہو جانے کے باوجود تلقیہ کرنا۔

انہ نے قرآن کریم میں کبھی مقامات پر تلقیہ کی ان تینوں قسموں کی مذمت فرمائی ہے۔

اور پھر اس بارے میں علامہ موصوف نے قرآن کریم سے دلائل ذکر کئے ہیں<sup>(۱)</sup>۔

تلقید حرام کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”... کبھی آدمی کی باتوں کو نصوص شریعت کی حیثیت سے لے لینا یا میں طور کر اس کے علاوہ کبھی کے قول کی طرف التفات نہ کرے حتیٰ کہ نصوص شریعت کو بھی ظاهر میں نہ لائے“ الایہ

(۱) دیکھئے: ”علام المقصود“ (۱۶۸-۱۶۹)

کہ اس آدمی کی رائے کے مطابق ہوں !!

اللہ کی قسم ایسا تقلید ہے جس کے بارے میں پوری امت کا اجماع ہے کہ اللہ کے دین میں حرام ہے اور اس تقلید کا وجود امت میں قرآن مجید کے بعد ہوا۔<sup>(۱)</sup>

تقلید عرامہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

..... جو شخص کتاب و مت نہیں اور اقوال صحابہ کو چھوڑ کر اور دلائل سے حق کی معرفت کی استفراحت کے باوجود "تقلید" کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی اللہ کے نام سے حلال کر دے ذیبح کو چھوڑ کر مرد ارجح ہے۔<sup>(۲)</sup>

دوسری قسم: یعنی تقلید واجب۔

اس کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ابن القاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

..... اللہ عز وجل نے اہل ذکر (علماء) سے پوچھنے کا حکم دیا ہے اور ذکر سے مراد "قرآن و حدیث" ہے جنہیں یاد کرنے کا اللہ نے ازواج مطہرات کو حکم دیا تھا ارشاد ہے: ﴿وَأَذْكُرْ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتٍ كُنْ مِنْ عَابِتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ |الآداب: ۳|۔

اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آئینیں اور رسول کی جو احادیث پڑھی جاتی ہیں ان کا ذکر کرتی رہو۔

چنانچہ یہی وہ "ذکر" ہے جس کی اتباع کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اور جسے اس کا علم ہو اسے ذکر والوں سے پوچھنے کا حکم دیا ہے لہذا ہر بے علم پر یہی واجب ہے کہ رسول

(۱) دیکھئے: اعلوم المقصین (۲/۲۱)۔

(۲) دیکھئے: اعلوم المقصین (۲/۲۲)۔

گرامی بَشَّارَةُ الْمُؤْمِنِ پر نازل کردہ ذکر کے علماء سے مسئلہ دریافت کرنے تاکہ وہ آسے اس علمہ میں بتائیں اور جب اس بارے میں آگاہی ہو جائے تو اس کی اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔<sup>(۱)</sup>

**تقری قسم:** یعنی جو تقدیم شخص جائز ہے واجب نہیں۔

اس قسم کا تذکرہ کرتے ہوئے ان القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بھال تک مسئلہ اس شخص کے تقدیم کرنے کا ہے جو اللہ کی شریعت کی اتباع کے علمہ میں اپنی پوری کوشش صرف کرنے البتہ کچھ چیزیں اس سے مخفی رہ جائیں جس میں وہ اپنے سے زیادہ علم والوں کی تقدیم کرنے تو یہ ایک قابل تائش عمل ہے مذموم نہیں اور وہ شخص اجر و ثواب کا مستحق ہو گا۔ گندگا نہیں۔<sup>(۲)</sup>“

ایک دوسری بجد امام شافعی رحمہ اللہ کے قول:

”فَلَمَّا تَقْلَدَ عُثْمَانَ، قَلَدَ تَقْلِيدَهُ لِعَطَاءٍ، فَلَمَّا تَقْلَدَ لِعَطَاءً“۔

میں نے عمر کی تقدیم میں یہ بات کہی ہے میں نے عثمان کی تقدیم میں یہ بات کہی ہے میں نے عطا کی تقدیم میں یہ بات کہی ہے۔

سے تقدیم کے جواز پر اتنا لال کرنے والوں پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”تم نے جن الحمد کرام کا ذکر کیا ہے و تمہاری طرح مقدمہ تھے اور نہ یہ تقدیم کو بالکل یہ جائز ہی سمجھتے تھے زیادہ سے زیادہ بات اتنی اسی ہے کہ انہیں جن چند مسائل میں اپنے سے بڑے نالم کے قول کے علاوہ اللہ اور اس کے رسول بَشَّارَةُ الْمُؤْمِنِ سے کوئی نص دل مل سکی تو انہوں نے

(۱) دیکھئے: اعلام المؤمنین (۲/۲۳)۔

(۲) دیکھئے: اعلام المؤمنین (۲/۱۵۹)۔

اضطراری صورت میں اس کی تلقینہ کر لی۔ اور یہ تو علماء کا عمل ہے اور بھی واجب بھی ہے، کیونکہ تلقینہ اضطراری حالت ہی میں مباح ہے۔<sup>(۱)</sup>

میں کہتا ہوں: ”جو بات یہاں امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمائی ہے آسی طرح ان سے پہلے ان کے اتنا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ میں بھی بھی ہے:“<sup>(۲)</sup>  
فرماتے ہیں: ”جہاں تک اجتہاد کی قدرت رکھنے والے کے لئے تلقینہ کے جواز کا مسئلہ ہے؟ تو اس میں اختلاف ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ جہاں وہ اجتہاد سے عاجز ہو وہاں اس کے لئے تلقینہ جائز ہے۔

۱۔ خواہ دلائل کے برابر ہونے کے بہب (عاجز ہو)۔

۲۔ یا اجتہاد کے لئے وقت کی قلت کے بہب۔

۳۔ یاد لیل کے عدم غلبہ کے بہب۔

کیونکہ جب وہ عاجز ہوگا تو اس پر اجتہاد واجب نہ رہ جاتے گا بلکہ اس کے بدھیل یعنی ”تلقینہ“ کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

میں کہتا ہوں: ان دونوں اماموں کے قول کی روشنی میں تلقینہ جیسے اہم اور نازک مسئلہ میں معتدل راستے واضح ہو جاتی ہے جس میں بہت زیادہ باقی ہوتی رہتی ہیں اور مسئلہ الجھا کا الجھارہ جاتا ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ تمیں اخلاقی مسائل میں اپنے حکم سے حق کی رہنمائی فرمائے جیکہ دو جسے پا بنتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔

(۱) دیکھئے: ”علوم المقصین“ (۲۲۱/۲)۔

(۲) ”مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ“ (۲۰۳-۲۰۴/۲۰)۔

چوتھا مسئلہ:

## اس باب میں طالب علم کو کیا کرنا چاہئے؟

اس مسئلہ کے جواب سے پہلے حب ذمیل باتیں جان لینی چاہئے:

اولاً: امام عبد اللہ بن محمد بن عبد الوباب رحمہمَا اللہ فرماتے ہیں:

"علماء نے صراحت کی ہے کہ صحیح سریع نصوص جن کا کوئی معارض اور ناتخ دہواسی طرح اجتماعی مسائل میں منہب (ملک) نہیں ہوتا، منہب دراصل ان مسائل میں ہوتا ہے جنہیں علماء نے نصوص سے سمجھا ہو یا جس مسئلہ کو کسی نے جانا، کسی نے دیکھا یا اجتہادی مسائل وغیرہ میں۔<sup>(۱)</sup>

ثانیاً: امام عبد الرحمن بن حسن فرماتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے گزرا:-

"تفہید صرف ان اجتہادی مسائل میں جائز ہے جن میں کتاب و متن کی کوئی دلیل دہو جس کی طرف رجوع کیا جائے۔<sup>(۲)</sup>

ثالثاً: علامہ شیخ احراق بن عبد الرحمن بن حسن فرماتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے گزرا:-

"ہاں! اضطراری صورت نالیٰ سنن و اخبار کی عدم معرفت اور استنباط و استخراج کے قواعد سے علمی کی حالت میں تلقیہ کی را اپنائی جا سکتی ہے، لیکن مطلق طور پر نہیں بلکہ صرف ان

(۱) "دیکھیے: الدرر النیۃ" (۲/۱۸) بہ یا یا شن۔

(۲) "شیخ الحجۃ" (ص ۳۲۱) نیشن ریڈنگز: اداۃ الحجۃ احمد.

مسائل میں جو حدد درجہ و شوار اور پچیسہ ہوں۔<sup>(۱)</sup>

اب بب کر یہ بات طالب علم کے ذہن و دماغ میں واضح اور بیوست ہو گئی آئیے مذکورہ  
سوال کا جواب ملاحظہ کریں:

اس مسئلہ میں پہلے مسئلہ کے تحت انہی دعوت حبیم اللہ کی باتیں نقل کی جا پکی ہیں یہاں  
نہایت اختصار سے ان کا اعادہ کیا جاتا ہے۔

اولاً: شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کے صافزادگان شیخ عبدالغفران شیخ حسین شیخ علی شیخ  
اب راتیم اور شیخ محمد بن ناصر بن عمر حبیم اللہ فرماتے ہیں:

ملکف پر حب استطاعت اللہ سے ذرا ناخودی ہے، میرا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَإِنْقُوا لِلَّهِ مَا أَنْسَطْعَتْ لَكُمْ﴾ (النکاح: ۱۶)۔

اپنی استطاعت بحر اللہ کا تقوی اغتیار کرو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿لَا تُكْلِفْ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البر: ۲۳)۔

ہر فس کو اپنی وعut کے مطابق ہی ملکف کیا جاتا ہے۔

لہذا اگر ملکف کے اندر کتاب و سنت کے دلائل سے مسائل کے معروف کی صاحیت ہو تو  
علماء کے متفقہ فیصلہ کے مطابق اس کے لئے ایسا کرنا واجب ہے۔

ثانیاً: شیخ علامہ عبد الرحمن بن حسن فرماتے ہیں:

“...لہذا جو شخص اپنی ذات کا بھی خواہ ہو اسے چاہئے کہ جب علماء کی کتابیں پڑھنے ان  
میں غور کرے اور ان کے اقوال کو جان لے تو انہیں کتاب و سنت پر پیش کرے۔...لہذا

(۱) دیکھئے: الہدیہ النبیۃ (۱/۵۲۶) پہلی آیہ۔ شیخ کاہ، قول اس کتاب کے نس (۵۷) میں گز پڑھا ہے۔

انصاف پرندہ ہے جو انہ کے اقوال میں غور و فکر کو مسائل کی معرفت اور ذہنی طور پر اس کے اختصار کا ذریعہ بنائے اور ان کے دلائل کی بہیاد پڑھج و غلط میں تیزی کرے۔ اور اس طور پر وہ یہ جان سکے کہ علماء کرام میں سے کوئی دلیل و برہان سے سب سے زیادہ سرفراز مند ہے جس کی وجہ اتباع و پیرودی کرے۔۔۔۔۔

**ہدایہ:** شیخ علامہ محمد بن ناصر بن معمر سے پوچھا گیا: کہ کیا مبتداٰ طلبہ پر بھی ہر مرسل کی دلیل کی معرفت ضروری ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

اس کا جواب پہلی بات سے معلوم ہے اور وہ یہ ہے کہ اسے اپنی استطاعت پھر اللہ سے ذرنا چاہئے جو اس کے سکیں میں ہو وہ ضروری ہے اور جو نہیں میں نہ ہو وہ اس سے ساقط ہے۔

﴿لَا يَكُفَّ أَلَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ۲۸۶) [۱]

اذ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

چنانچہ دلیل کی معرفت پر قدرت کے باوجود تکلید کی راہ نہیں اپنائی جائے بلکہ مغلظ ماحصل ہو۔ وقت جب وہ قاضی یا مفتی ہو اور اسے استدلال اور راجح کی معرفت کا قوی مغلظ ماحصل ہو۔

یونکہ جب ایک بیدار اور ذہین و فلسفی شخص "المعنی"؛ "الشرح" اور امام ابن عبد البر کی "التمہید" جیسی کتابوں میں جن میں علماء کے اقوال اور ان کے دلائل ذکر کئے جاتے ہیں علماء کے اختلاف اور ان کے دلائل کو دیکھتا ہے تو عموماً وہ قول میں سے ایک کا رجحان اس کی صحیحیں آ جاتا ہے۔۔۔۔۔<sup>(۱)</sup>

**رابعاً:** پھر شیخ محمد بن ناصر بن معمر نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

"متوسطین میں بھی گہر اعلم رکھنے والے بیشتر لوگ جب کبھی مسئلہ میں دو فریقوں کے دلائل

(۱) "الدیانۃ" (۳/۲۷) بدیہی الیہ۔

پر نیک نیتی اور شرف نگاہی سے غور کرتے ہیں تو ایک فریق کی رائے راجح سمجھو میں آ جاتی ہے، لیکن بسا اوقات انہیں اپنے آپ پر اعتماد نہیں ہوتا بلکہ یہ احتمال ہوتا ہے کہ اس کا سمجھی کوئی جواب ہو سکتا ہے جو انہیں نہیں معلوم؛ ایسی صورت میں انہیں چاہئے کہ اس راجح قول کی موافقت کر لیں مگر کسی اجتہاد کا دعویٰ نہ کریں۔۔۔ راجح<sup>(۱)</sup>۔

فاماً: مزید نقل کیا ہے کہی جواب کے ضمن میں شیخ الاسلام نے فرمایا:

”سُجَّحَ مِنْ بَنِي كَرِيمٍ بِسَخْنِهِ سَلَامٍ سَلَامٍ“ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

”مَنْ يُرِدُ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفْقِهُ فِي الدِّينِ“<sup>(۲)</sup>۔

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھو عطا فرماتا ہے۔

اس کا لازمی معنی یہ ہے کہ جس نے دین کی سمجھو دعا صل کی ادا نے اس کے ساتھ بھائی د چاہی تصحیح یہ لکھا کہ ”تفقی الدین“ یعنی دین کی سمجھو دعا صل کرنا فرض ہے۔

اور فرقہ فی الدین کا معنی ”سمیٰ دلائل (كتاب و سنت) کی روشنی میں شرعی احکام کی معرفت“ ہے۔

لہذا جسے اس کی معرفت دہوائے فقیر نہیں کہا جاسکتا۔

لیکن بسا اوقات کسی کو تمام مسائل میں تفصیلی دلائل کی قدرت نہیں ہوتی تو ایسی صورت میں جن دلائل پر اسے قدرت نہ ہوگی اس سے ساقط ہو جائے گا اور اس کے لئے وہی

(۱) دیکھئے: الدر، السنۃ (۳۸/۲) بہبیہ البیان۔ یہ قول ”الافتیارات الحجریة“ (ص ۱۷۵، آیہ ۶، مکتبہ سعیدی)، اور ”مجموع الفتاویٰ“ (۲۰/۲۱۲) میں موجود ہے۔

(۲) صحیح البخاری: (ص ۱۷/۱۳۱۶، ۱۳۲۳، ۳۶۴۰، ۲۷۶۰) اور صحیح مسلم: (ص ۱۰۳) روایت معاویہ بن جریر۔ امام خلیفہ بغدادی، عثمان نے ”الخطبۃ والمحاجۃ“ میں اس حدیث کی ”نفس حرج فرمائی ہے، پاہنچ آپکے باب“ باب ”کارروایات عمن ائمۃ زینیۃ فی فضل الخطبۃ والامر پر۔ راجح کا مد ابعذ کریں۔

ضروری ہو گا جو اس کے بس میں ہے۔

البتہ جسے استدلال کی قدرت ہو اس کے بارے میں اختلاف ہے ایک رائے یہ ہے کہ اس کے لئے تقیدی مطلاع حرام ہے، دوسری رائے یہ ہے کہ تقیدی مطلاع جائز ہے، اور تیسرا رائے یہ ہے کہ تقیدی وقت ضرورت جائز ہے، مثلاً بھی استدلال کے لئے وقت ناکافی ہو، اور یہی سب سے معقول رائے ہے۔

اور اجتہاد کوئی ایسی پیروی نہیں ہے جس میں تقدیر اور تجزیہ نہ ہو بلکہ اس اہمکتا ہے کہ آدمی ایک فن یا باب یا مسئلہ میں مجتہد ہو جگہ دوسرے فن یا باب یا مسئلہ میں اسے اجتہاد کی صلاحیت نہ ہو۔<sup>(۱)</sup>

مادہ: علام شیخ سیمان بن سحمن فرماتے ہیں:

جو اپنی ذات کا بھی خواہ اور نجات کا خواہ ہو اور صاحب علم ہو اسے چاہئے کہ مختلف فیہ اقوال میں سے اس قول کو دیکھے جس پر کتاب و سنت دلالت ہتھاں ہوں، کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فَإِن تَتَرَكْ عَمَرْ فِي شَيْءٍ فَرُدُودٌ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ | النساء: ۵۹|۔

اگر کسی پیروی میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لو نادو۔

سابعاً: عصر حاضر کے شیخ الاسلام شیخ عبد العزیز بن عبد الله بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جسے کتاب و سنت سے مسائل افہم کرنے کی قدرت ہو اس پر مطلے ہے کہ وہ کسی کی تقیدی نہ کرے اور اختلاف کے موضوع پر حق سے قریب ترین قول اختیار کرے۔“

یہ امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ سے لیکر دیار سعودیہ کے حالیہ مفتی سمانتہ شیخ عبد العزیز

(۱) دیکھئے: ”الدر النبیۃ“ (۲/۳۶۹) بدیہ ایڈشن۔

بن عبد الله بن باز رحمہ اللہ تک کے احمد دعوت توحید کے چند اقوال میں یہ بھی حضرات تاہمیدی طور پر اسی بات کی صراحت کر رہے ہیں کہ:

جسے کتاب و سنت کے دلائل سے مسائل اتفاق کرنے کی صلاحیت ہو اسے دلیل کی اتباع کرنا اور اسے اپنانا ہی واجب ہے اور جن چیزوں کی اسے استیاعت نہ ہو وہ ساقط ہے۔

اب بحلا بتاؤ کہ کیا ان احمد کرام کی منکورہ حدایات کی طرف دعوت دینے والا اور طلبہ کو اس پر آمادہ کرنے والا "غاریبِ جسمانی" ہوگا؟! یا متعین سنت "سفی اثری" اور ان بلند پاپیوں احمد کرام کا پیر و کار ہوگا؟!

جواب آفتاب روشن کی طرح بالکل واضح اور عیاں ہے اس میں سبی قسم کی کوئی تجویزی گی یا الجھاو نہیں لیکن عجب نہیں کہ اللہ جس کی بصیرت سلب کر لے اسے وشی کے باوجود وہ بھی نظر نہ آئے ایسے شخص کی مثال ان چکا دزوں جیسی ہے کہ جب سورج نکلے اور لوگ اس کی شیاء پاش کروں سے فیضیاب ہونے لگیں تو دنیا ان کے لئے تیرہ و تاریک اور غلمت کہہ بن جائے:

﴿وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهَ لَهُ، فَوْرًا فِيمَا لَهُ، مِنْ فُورٍ﴾ [آل النور: ۳۰]۔

اور یعنی اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دے اس کے پاس کوئی روشنی نہیں ہوتی۔



فصل:

## مذاہب کی فقہی تکابوں کے بارے میں صحیح موقف

سیرے بھائی قاریٰ کریم! - اللہ مجھے اور آپ کو خیریٰ تو فین بخچے۔ اتباع کتاب و سنت اور انہیں آن کے خلاف ہر قول پر مقدم کرنے اس تدلال پر قادر طالب کو تحکیم کے بجائے علماء کے استدلالات پر غور کرنے اور دلیل کی ہدایاد پر مسئلہ کی ترجیح پر آمادہ کرنے وغیرہ کے مسلمہ میں ان مشائخ اسلام اور بلند پایہ علماء و ائمہ کرام حجۃ اللہ کی طویل تصریحات کے بعد شاید آپ کے ذہن میں فقہی تکابوں اور انہیں پڑھنے پر حانے وغیرہ کے بارے میں سوال ابھرے کہ آخر اس کا کیا طریقہ ہوگا؟ اور ان تکابوں کے مسلمہ میں صحیح موقف کیا ہے؟ آئیے اس سوال کا جواب ملاحظہ کریں۔

اور بس اسکی میں نے کتاب کے مقدمہ میں یہ وہدہ کیا تھا کہ میں الہم دعوت حجۃم اللہ سے باہر نہ گوں لا یکونکہ اللہ نے انہی کے ذریعہ جم پر حرم فرمایا اور انہی کی بدلت بھیں شرک و جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر توحید و علم کا نور بخشا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاۓ خیر سے نوازے، آمین۔

اور اس لئے بھی کہ اس کا مقصد ان لوگوں کو واقف کرانا ہے جنہیں اس بارے میں احمد کرام کے منسج اور آن کے کلام کا علم نہیں ہے تاکہ انہیں علم ہو جائے کہ آن کی راہ یہ ہے۔ ساتھ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ آن کی نسبت کے سب سے زیادہ مُسْتَحْقٰ وہ لوگ میں جو ان کی اتباع

کریں ان کے نقش قدم پر چلیں اور ان کا طریقہ اپنائیں۔

چنانچہ ملا حظ فرمائیں:

اس سلسلہ میں علامہ فقیر محدث اصولی شیخ سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ  
فقطرازیں:

”اگر آپ پوچھیں کہ آخر انسان کے لئے ان فتنی مذاہب کی کتابوں کا پڑھنا کس حد تک  
جاائز ہے؟“

تو اس کا جواب یہ ہے کہ مختصر مسائل کی تصویر اور کتاب و سنت کو سمجھنے میں معاون کے طور  
پر ان کتابوں کا پڑھنا جائز ہے لہذا ان کی حیثیت معاون کتابوں (ویلہ) بھی ہے۔

یہ صورت کہ انہیں کتاب و سنت پر مقدمہ اور اختلافی مسائل میں فیصل سمجھا جائے شرمند  
مسئل اور قصیہ اللہ اور اس کے دوں یعنی کتب کے بجائے ان کتابوں کی عدالت میں پیش  
کئے جائیں تو بلاشبہ یہ ایمان کے منافی اور اس کے متصادم عمل ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَا وَرَبَّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوا فَإِذَا سَجَرَ بَيْنَهُمْ  
ثُمَّ لَا يَرْجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا إِمَّا فَضَيْطٌ وَإِمَّا سَعْيًا  
لَتَسْلِيمًا﴾ [المسد: ۲۵].

تمہارے رب کی قسم ای لوگ اس وقت تک موہن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام  
اختلافی مسائل میں آپ کو حکم اور فیصلہ نہ بنالیں، پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دلوں  
میں کوئی حرج نہ محسوس کریں، اور مکمل طور سے بر تسلیم ختم کر دیں۔

چنانچہ جب اختلاف کے موقع پر اللہ اور اس کے دوں کو چھوڑ کر ان کتب فتنے سے فیصلہ  
جائے گا اور جب کسی مسئلہ میں اللہ اور اس کے دوں فیصلہ کر دیں گے تو تم اپنے دلوں میں

اس سے تنگی محسوس کر دے گے اور اہل کتاب کے فیصلہ سے تنگی محسوس نہ کر دے گے اور رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نہ مانو گے اور اہل کتاب کا فیصلہ مان لو گے تو اللہ نے خود اپنی ذات بارہ کات کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ تم ایسی صورت میں موہن نہ رہ جاؤ گے ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ الْإِنْسَنَ عَنِّي نَفْسِيٌّ بَصِيرٌ إِنَّمَا تُؤْلِمُكُمْ مَعَذِيرٌ﴾ (القیامۃ: ۱۵، ۱۶)۔

بلکہ انسان خود اپنے اوپر آپ جھت ہے اگرچہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔ یہ جانتے ہوئے کہ احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل علم نے سنت رسول و ائمۂ ہو جانے کے بعد اپنی تلقیہ سے منع فرمایا ہے۔۔۔

اور پھر منع تلقیہ سلسلہ میں ائمۂ اہل بعده کے مشہور اقوال نقش کئے ہیں اس کے بعد فرماتے میں کہ اس باب میں ائمۂ کے بے شمار اقوال ہیں۔

لیکن اس کے باوجود مقلدین نے ان کی مخالفت کی اور مسلمی علماء میں جو بھی باتیں انہیں میں پڑھ کر پڑھنے خواہ صحیح ہوں یا غلط؛ غالباً انہیں اماموں کی طرف منسوب اکثر و بیشتر اقوال ان کے مستند اقوال نہیں ہیں بلکہ ان کے اقوال پر تفریعات سورتیں، احتمالات اور قیاس میں۔

ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ائمۂ نعلیٰ پر تھے؛ نہیں! بلکہ ان شاہ ائمۂ وہ اپنے رب کی پدایت پر میں اور انہیوں نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان و اتباع کا واجب فریضہ انجام دی ہی دیا لیکن رسول گرامی ﷺ کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہو سکتا، بھی رحمت ﷺ کی شان ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهُوَى﴾ (ان هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى) (الجیحون: ۲، ۳)۔

اور وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے۔ وہ تو محض وحی ہے جو انتاری جاتی ہے۔ اب آخر بھی معصوم ﷺ کی اتباع کو چھوڑ کر ان (غیر معصوم) اماموں کی تلقیہ کیا گذر۔

باقی رہ جاتا ہے؟<sup>(۱)</sup>

مذاہب میں تصنیف کرد، فتنی کتابوں کے علاوہ میں صحیح موقف یعنی ہے کہ انہیں صرف مسائل کی تصوریہ اور کتاب و سنت کو سمجھنے میں معاون کے طور پر حصہ جائز ہے لہذا ان کی جیشیت فہم کتاب و سنت کے لئے معاون اور ویڈیو جیسی ہے۔

رہا مسئلہ اس میں غلوکرنا اور انہیں کلام اللہ اور سنت رسول ﷺ کے نصوص پر مقدم کرنا تو یہ حرام ہے۔

اممہ کرام نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان و اتباع کا واجب فریضہ انجام دیا اور جوان سے اجتہادی غلطیاں سرزد ہوئیں ان میں وہ معدود ہیں جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے اپنی مایہ ناز کتاب "رفع الملام عن الامنة الاعلام" میں بیان فرمایا ہے اور دلیل کے خلاف ان اماموں کی اتباع جائز نہیں۔

ان کا احترام الگ چیز ہے اور معصومیت کی حد تک ان کی ثانوں میں غلوکرنا الگ چیز ہے۔

یہی ہمارا عقیدہ ہے اور اسی بنیاد پر ہم انہی عبادات کرتے ہیں۔ جو ہمیں کسی اور پیغمبر کی طرف منسوب کرے یا ہماری طرف کسی اور پیغمبر کی نسبت کرے وہ جھوٹا افتراء ہے اور اللہ کا ارشاد ہے:

**﴿إِنَّ الَّذِينَ أَخْدُوا الْعِجْلَ سَيِّئَ الْهُمَّ غَصَبُٰ مِنْ زَرَبِهِمْ وَذَلِكَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَذَلِكَ يَحْكُمُ إِلَهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ [آل عمران: ۱۵۲]**

بے شک جن لوگوں نے گو سالہ پڑتی کی جسے ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف

(۱) الحجۃ: تیمیر العزیز الجیہی فرع حرب اتحاد حیدر (مس ۳۴۵-۳۶۹)۔

سے غصب اور ذلت اس دنیوی زندگی میں پڑے گی اور ہم افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

امام عبد الرزاق ابن حبیر<sup>(۱)</sup> عبد بن حمید ابن المنذر ابن ابو حاتم اور ابو شیخ حبیم اللہ نے ایوب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ابو قلاب نے اس آیت کریمہ کی حادثہ کی اور فرمایا: "فَهُوَ حَرَاءٌ لَكُلِّ مُفْتَرٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَنَّ بَذَلَةَ اللَّهِ" <sup>(۲)</sup>

قیامت تک تمام افترا پردازوں کا یہی انعام ہے کہ اللہ انہیں ذیل فرمائے گا۔ اور ابو شیخ نے سخیان بن عینینہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے (بیہا کہ "الدر المحتور" میں <sup>(۳)</sup> ہے) کہ انہوں نے ارشاد فرمایا:

"شیس فی الارض صاحب بدحجه إلاؤ وھو بحد ذاته تغشیه وھو فی کتاب اللہ"۔  
کہ دنیا کا ہر بختی ذات میں ڈوبتا ہوا ہے اور اس کا بیان کتاب اللہ میں ہے الوگوں نے پوچھا: کہاں ہے؟ فرمایا: حکیم نے اللہ یہ فرمان فرمیا:  
﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ﴾ | الاعراف: ۱۵۲|۔

لوگوں نے کہا: ابو محمد ای تو گو سالمہ پرستوں کے ساتھ خاص ہے!  
فرمایا: نہیں ہرگز نہیں! آیت کریمہ آگے پڑھو:

﴿وَكَذَلِكَ تَخْرِي الْحُقْرَتَيْنَ﴾ <sup>(۴)</sup> | الاعراف: ۱۵۲|۔

کہ ہم افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

لہذا آیت کریمہ قیامت تک کے تمام بدعتیوں اور افترا پردازوں کو شامل ہے۔

(۱) بیکھنے: "تقریب عبد الرزاق" (۱/ق: ۲/ش: ۲۲۶)۔ و تقریب طبری: (۹/۷۰)۔ و تقریب ابن القیم: (۵/۱۵۱، ۱۵۲)۔ نمبر (۹۰۰۳) بیکھنے کا جزو امام سیوطی نے الدر المحتور (۲/۲۵۴۵) میں دیا ہے۔

(۲) "الدر المحتور" (۳/۵۶۵-۵۶۶)۔

فصل:

## ائمہ ار بعہ اور دیگر اہل علم کا احترام اور ان کے علوم سے استفادہ واجب ہے

علماء کرام کا احترام واجب ہے اسے اللہ نے خود اور اپنے رسول ﷺ کی زبانی واجب قرار دیا ہے۔ خبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

”لَيْسَ مَنًا مَنْ لَمْ يُجَلِّ كَبِيرًا وَبِزَحْمٍ صَغِيرًا، وَيَعْرُفُ لِعَالَمِنَا حَقَّهُ“۔

جو ہمارے بڑے کا احترام نہ کرنے ہمارے چھوٹے پر شفقت نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے تو، ہم میں سے نہیں۔

اسے امام احمد نے<sup>(۱)</sup> اور ان کے بیٹے امام عبد اللہ نے ”زوائد علی المند“<sup>(۲)</sup> میں اور امام حاکم<sup>(۳)</sup> نے روایت کیا ہے۔ اور الفتاویٰ محدث ک حاکم کے میں جو عبادہ، بن صامت، رضی اللہ عنہ مسے مردی ہے۔

لہذا علماء شریعت سے محبت اللہ کے دین کا حصہ ہے۔ ملی جن اپنی طالب رضی اللہ عنہ نے

(۱) دیکھی: ”مندا احمد“ (۵/۳۲۲)۔

(۲) ”مندا احمد“ (۵/۳۲۲)۔

(۳) دیکھی: ”محدث ک حاکم“ (۱/۱۲۲)۔

گھمیل بن زید کو اپنی مشہور وصیت میں فرمایا تھا:

”وَمَحْجَةُ الْعَالَمِ دِينَ يَدَانُ بِهَا“<sup>(۱)</sup>.

اور عالم سے محبت کرنا اللہ کے دین کا حصہ ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ علیٰ شیخ تیون کے مذکورہ قول کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”کیونکہ علم انبیاء کی میراث ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں لہذا علم اور علماء سے محبت درحقیقت انبیاء کی میراث اور ان کے وارثین سے محبت ہے اور علم اور علماء سے بعض و نفرت انبیاء کی میراث اور ان کے وارثین سے بعض و نفرت ہے۔“

آگے فرماتے ہیں:

”اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ، علیم ہے ہر صاحب علم سے محبت کرتا ہے اور اپنا علم اپنے محبوب لوگوں ہی کو عطا فرماتا ہے لہذا جو علم اور علماء سے محبت کرتا ہے وہ اللہ کے محبوب سے محبت کرتا ہے اور یہ اللہ کی عبادت کا حصہ ہے۔“<sup>(۲)</sup>

میرے طالب علم بھائی! - اللہ مجھے اور آپ کو اپنی مرضیات کی توفیق بخشے اور تمیں اپنے سے کماحت ذہرنے والوں میں شامل فرمائے۔ معلوم ہونا پاہنے کے علماء حبہم اللہ کے گوشت زہر آکو دیں اور ان کی عیب جوئی اور بے ادبی کرنے والوں کو ذلیل کرنے کے سلسلہ میں اللہ کی سنت معلوم ہے، تا حق ان کی عیب جوئی کرنا بہت بڑا جنہا ہے دروغ و افتراء کی بنیاد پر ان کی عربت و آبرو میں پڑنے کا انجام متابوگن ہے، اور خدمت علم کے لئے اللہ نے ان میں

(۱) اسے عاقل ابوالحسن الصہبی نے طبیعت الاولیٰ، (۸۰-۸۹) میں روایت کیا ہے اور اسی نہ سے خطب بغدادی نے افظیہ امسکح (۱/۱۸۲)، آیہ یعنی: عادل (اعزادی)، میں روایت کیا ہے۔

(۲) دیکھئے: ملکح در السعادۃ (۱/۱۳۶)، آیہ یعنی ملکۃ الریاض الحمد للہ۔

سے جن کو منتخب فرمایا ہے ان پر جھوٹ کا طور مار باندھنا ایک قیح خصلت ہے۔<sup>(۱)</sup>

امام ابو جعفر طیاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اوْلَيْنَ وَتَابِعِينَ عُلَمَاءُ سَافَتْ خَوَاهُ عُلَمَاءُ حَدِيثٍ وَأَثْرَهُوْنَ يَا عَلَمَاءُ فَقْهٍ وَفَطَنَسَّمُوْنَ كَوْخِيرٍ وَ  
بَحْلَانِيْ أَوْرَنِيْكَ نَامَوْنَ هِيَ سَيِّدَ يَادَ كَيْيَا جَائَيْهَ لَا جَوَانِيْسَ بَرَانِيَ سَيِّدَ يَادَ كَرَيْهَ وَهَالِ إِيمَانَ  
كَيْنَجَ سَيِّدَ خَارِجَ ہَيْهَ۔"<sup>(۲)</sup>

امام ابن ابوالعزیز امام فجاوی برائت کے قول کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

".....ہر مسلمان پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مجت کے بعد مومنوں سے مجت کرنا  
واجب ہے جیسا کہ قرآن نے شہادت دی ہے: خصوصاً علماء کرام سے جو کہ انہیاء کے وارث میں  
جنہیں اللہ نے بخوبی تاریکیوں میں نور پرہایت کا ستارہ بنایا ہے۔ ان کی پرہایت اور علم  
و پرہایت پر علماء کا اجماع ہے کیونکہ نبی کریمؐ کی بعثت سے قبل تمام امتوں کے علماء قوم کے  
بدترین لوگ ہوا کرتے تھے نوائے مسلمانوں کے کہ آن کے علماء قوم کے بہترین لوگ ہیں  
اس لئے کہ وہ امت میں رسول کے جانشین اور اس کی مردم، متنتوں کا احیاء کرنے والے ہیں ان  
علماء ہی سے کتاب افس کا علم عام ہوا اور کتاب اللہ ہی نے ان علماء کا مقام بلند کیا اُنہی سے کتاب  
اند کی خدمت ہوئی اور انہوں نے کتاب اللہ ہی کی دعوت دی۔ تمام علماء کا اس بات پر تلقین  
اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع واجب ہے لہذا اگر ان میں کسی کا کوئی قول حدیث صحیح  
کے غاف ہڈ تو اسے ترک کرنے میں اس کے پاس کوئی مذر ضرور ہوگا۔"<sup>(۳)</sup>

(۱) دیکھئے: "تجھیں کذب المظہری از: بخاری ابن عمار کو، مخفی عزیز ادن (ص: ۲۹)۔

(۲) "شرح العقیدۃ الخاوجیۃ" (ص: ۳۹۶)، تصریحیہ شیخ الحسن بن القطب الاسلامی۔

(۳) "شرح العقیدۃ الخاوجیۃ" (ص: ۳۹۲)۔

====

اس مسئلہ میں احمد دعوت کا منجح بھی وہی ہے جسے مذکورہ علماء نے یہاں فرمایا ہے:

- احمد دعوت کے سر خلیل امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ مختار بہت اور جعلی نوؤں وغیرہ کے بارے میں شیخ عبد العزیز الحصین کے فیش کردہ چند سوالوں کا جواب دیتے ہوئے اپنے خط میں رقمطر از میں:

"علماء کے احترام کے ساتھ نصوص کتاب و سنت کی اتباع کے بارے میں تہذیب:

جب آپ نے یہ سمجھ لیا اور بھی بگد یہ بات بھی واضح ہو چکی ہے کہ دین اسلام دو بالطوں کے درمیان حق اور دو گمراہیوں کے مابین بدایت ہے اور یہ اور ان عیینے دیگر مسائل آن مسائل کے قبیل سے ہیں جن میں باہم کسی قسم کی نکیر کے بغیر سلف و خلف کے درمیان اختلاف واقع ہوتا رہتا ہے۔ لہذا اگر آپ دیکھیں کہ کوئی حب استقامت اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کے بعد ان ممانعت کے احوال میں سے کسی قول پر عمل کر رہا ہے تو کسی کے لئے اس پر تکمیر کرنا جائز نہیں۔ الایہ کہ حق واضح ہو جائے تو کسی کے لئے کسی کے قول کی بنیاد پر اس کا ترک کرنا جائز نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی بعض مسائل میں باہم کسی نکیر کے بغیر اختلاف ہو جایا کرتا تھا۔ جب تک کوئی نص واضح نہ ہو۔

لہذا امومن کو پابھی کہ اختلافی مسائل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی معرفت اور اس پر عمل کرنے کی فکر کرے اور اسی پر اپنی توجہ مرکوز رکھے۔

اور اسی علم کا آن کی غلطیوں کے باوجود ادب و احترام کرے البتہ انہیں اللہ کے سوارب نہ بنالے یہی اللہ کے انعام یا فتوحات کا منجح ہے۔ اور اس کے برخلاف علماء کے کلام کو بے

== شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ پیغمبر مجتبی تبّـ "رشیف المدح عین الامامة" کے مقدمہ میں رغایب فایلیں بات کی ہے جو امام ابن ابو العزیز اشاف نے لکھی ہے۔ دیکھئے: رشیف المدح (ص ۲-۵) ایضاً شیخ جامعہ اسلامیہ مدینہ نبیہ۔

و قعْدَتْ مُجْحِنَا اور ان کا ادب و احترام نہ کرنا ان کے غضب کے ماروں کا راستہ ہے۔  
اور انہیں اللہ عز وجل کے موارب بنالینا بایس طور کر اگر کسی کے سامنے اللہ اور اس کے  
رسول ﷺ کی بات پیش کی جانتے تو وہ کہے کہ: ان علماء کو اس بارے میں ہم سے زیادہ علم  
تحلیا ہے یہ گمراہوں کا راستہ ہے۔<sup>(۱)</sup>

۲۔ امام عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب رحمہما اللہ عبد اللہ بن عبد اللہ صنعتی کو ارسال کردہ  
خط میں فرماتے ہیں:

”جبکہ تک اتباع رسول کا مسئلہ ہے تو امت پر عقائد اور اقوال و افعال سب میں آپ  
مشتبہ کی اتباع واجب ہے۔“

پھر اس بارے میں چند آیات و احادیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:  
”اذ آپ پر حرم فرمائے! ذ ر رسول اللہ ﷺ، آپ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور  
ان کے پچھے تبعین رحمہم اللہ اور ایسی احمد محدثین و فقہاء کرام جیسے امام ابو حیان فہنم الک شافعی  
اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے مشیخ پر غور کر لیں تاکہ ان کے نقش قدم کی پیروی کی جاسکے۔<sup>(۲)</sup>  
میں کہتا ہوں: علماء کی غلطیوں کے باوجود ان کے ادب و احترام کے سلسلہ میں جو بات  
امام محمد نے کہی ہے اللہ کا خوف رکھنے والے ہر مرد کو پر وہی واجب اور لازم ہے۔

(۱) دیکھئے: ”مجموعۃ الرسائل الجدیدۃ“ (۱/۱۰-۱۱)، ”ذ مولاظات الشیخ محمد بن عبد الوہاب“ ایڈیشن چامعہ (امام محمد بن سعود، اقتصاد اسلامی) (رسول ﷺ و اخواتی) (ع/۱۷).

(۲) ”الدرر النیتیۃ“ (۱/۳۶) (قدیمی انجیلیں)۔

پیر دیکھئے: ”ذ مولاظات الشیخ محمد بن عبد الوہاب“ ایڈیشن چامعہ (امام محمد بن سعود، اقتصاد اسلامی) (رسول ﷺ و اخواتی) (ع/۱۷-۱۰۶)۔

کیونکہ اگر برائے ذائقے مسائل میں بھی امام سے قابل معافی اجتہادی غلطی ہونے پر ہم اس کے خلاف حجۃ بناء کیں گے یا اسے بدعتی قرار دیں گے یا اس کا باعث کاٹ کریں گے تو ہم سے کوئی محفوظ نہ رہ جائے گا۔<sup>(۱)</sup>

ای معنی میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس میں کوئی شک نہیں کہ قیقیع علم میں امت کی غلطی معاف ہے اگرچہ علمی مسائل میں ہی کیوں نہ ہو اور اگر اسزاد ہوتا تو امت کے اکثر فضلاء بلاک ہو جاتے۔ جب اللہ تعالیٰ جاہلین کی آبادی میں پروش پانے کے بدب شراب کی حرمت سے ناقص کو معاف کر دیتا ہے حالانکہ اس نے سرے علم ہی نہ حاصل کیا تو فاضل مجتہد جس نے حب استفاعت اپنے زمان و مکان سے استفادہ کرتے ہوئے حصول علم میں کوششیں صرف کر دی اگر حب امکان اس کا مقصود اتباع سنت ہے تو وہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ انہیں کی تیکیوں کو قبول فرمائے اس کے اجتہادات پر اسے اجر دے اور اس کی خطاؤں پر باز پس نہ کرے مصداق فرمان باری تعالیٰ:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذنَا إِن دَّيْسِنَا أَوْ أَخْطَلْنَا﴾ | البقرة: ۲۸۶|۔

اے اللہ! ہماری بھول چوک اور خطاؤں پر ہمارا موافقة نہ فرم۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی<sup>(۲)</sup>۔

حق فرمایا شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے۔

(۱) دیکھئے: ”سر اعلما الطلباء“: امامہ ہبی رحمان (۳۰/۱۳۰) امامہ ہبی نے یہ بات فرمادیں اور ابو عبید بن جنہ، جب مسلمانوں کے بارے میں بھی ہے۔

(۲) دیکھئے: ”مجموعۃ الطاوی“ (۲۰/۱۶۵)۔

اور اگر علماء اسلام کے ساتھ ہمارا تعامل اس طرح نہ ہوگا جس طرح علماء کرام نے بیان فرمایا ہے تو ہم اسی طلبی میں جادو قع ہوں گے جس سے انہوں نے منع کرنا پاپا ہے اور وہ ہے: علماء پر طعن و تشقیع ان کی تحریر و تصنیف سے دوری اور ان سے استفادہ نہ کرنا ارب کعبہ کی قسم ای مدد درجہ بجهالت اور بیوقوفی کی بات ہے۔

کون ہے جو حافظ ابن حجر عسکری "فتح الباری" امام نووی کی "شرح صحیح مسلم" اور ان کے علاوہ دیگر علماء کرام کی تصنیفات سے مستغنی ہو؟

امام ذہبی رحمہ اللہ "سر اعلام العلیا" میں فرماتے ہیں<sup>(۱)</sup>:

"شیخ عزالدین ابن عبد السلام رحمہ اللہ جو ایک مجتہد میں فرماتے ہیں: "میں نے علم کے باب میں اسلامی کتابوں میں امام ابن حزم کی "المحلی" اور شیخ موفق ابن قدامہ کی "المختن" جیسی کتاب نہیں دیکھی۔"

میں - امام ذہبی رحمہ اللہ - کہتا ہوں: "شیخ عزالدین نے سچ فرمایا۔

تیسرا کتاب: امام یقینی کی "أنسن الکبری" اور چوتھی کتاب: ابن عبد البر کی "التمہید" ہے جو ان علمی خزانوں کو پڑھ لے گا وہ ماہر مخفیات میں سے ہو جائے گا اور جو ان کا مستقل مطالعہ کرتا رہے گا حقیقت میں "علم" ہو جائے گا۔"

محمد بن ہادی کہتا ہے: میرے خواہیک اس سلسلہ کی پانچوں کتاب "فتح الباری" ہے اور موفق الدین کی "المختن" سے قریب قریب امام نووی کی "المجموع شرح المہذب" ہے۔

میں قریب قریب کہہ رہا ہوں اُس کے برابر تو نہیں ہو سکتی۔ یہو نکہ امام موفق الدین ابن قدامہ نے طویل عمر پائی اور بلند پایہ پہنچنے عالم ہوتے جبکہ امام نووی رحمہ اللہ جلد ہی وفات

(۱) دیکھئے: "سر اعلام العلیا" (۱۸/۱۹۳).

پائیں۔ اور اس نے بھی کہ امام ابن قدامہ نے "مختصر الخرقی" کی شرح بذات خود مکمل فرمائی تھی جس کا تجھے یہ ہوا کہ یہ کتاب ایک نسخہ اور تسلیم پر قائم رہی۔ برخلاف امام نووی کے کہ ان کے کام کو ان کے بعد کئی علماء نے ملکہ مکمل کیا، جس کی وجہ سے شرح میں انداز بدل گیا۔

البتہ میرے نزدیک امام نووی صحیح و ضعیف کی معرفت میں امام ابن قدامہ سے زیادہ ممکن ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی مغفرت فرمائے اور ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے اُنہیں جرأتے خیر سے نوازے۔

اس مختصر مبارک رسالہ میں جو کچھ حوالہ قلم کرنا میسر آیا یہاں اختتام پڑی ہوا۔

میں اللہ کریم سے اس کے اسماء حسنی اور صفات عالیہ کے ویلے سے دعا گو ہوں کہ ہمیں اور تمام برادران اسلام کو اپنی مرضیات کی راہ پر چلائے تمام ظاہری و باطنی فتنوں سے نہیں محفوظ رکھے اور ہمیں دین کی سماجی اور حق پر ثابت قدیمی عطا فرمائے یہاں تک کہ ہم اس سے ملاقات کریں۔

وآخر دعوا لنا آنَ الْحَمْدُ لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَصَلَّى اللّهُ وَسَلَّمَ عَلَى خَيْرِ خَلْقِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدِ وَآلِ وَصَاحِبِهِ أَجْمَعِينَ۔

تحریر کنندہ

محمد بن یادی بن علی المدائی

۲۰/۱۲/۱۳۱۸ھ

ترجمہ مع کتابت: ۱۸/ جنوری ۲۰۱۱ء شب مکمل ہوا

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن علی مدائی



## جمعیت اہل حدیث بھیونڈی کی سرگرمیاں ایک نظر میں

الحمد لله جمعیت اہل حدیث بھیونڈی اپنے مقصد و جوہ کی سمجھیں میں بساط بھر سرگرم عمل ہے اور کتاب و سنت کی نشر و شاعت، دعوت الی اللہ، اصلاح نفوس و تربیت سے متعلق سرگرمیوں میں اپنا کروار تجھانے کی حقیقتاً الامکان حقیقتی ہے۔ اس کی سرگرمیوں کا مقصود چاروں صوبے میں ہے۔

- بیت المال کا قیام۔

- مستحقین، بیع اوقیان، مفتادوں، ناواروں اور طالب علموں کے لئے وظائف کا اہتمام۔

- مستحق افراد کے مابین معاملہ اور شادی بیوائے کے اہم امور۔

- مسافروں اور نو مسلم کی پریشانیوں کے ازالہ کی کوشش۔

- طغیر ملک گیئن (سدق فطر راشن فلذ اکیم) کا اہتمام۔

- بہد و ترقی (جامعۃ التوحید) اور جزو قلندر اس کا قیام۔

- مساجد کا تیار و انصرام۔

- کتابوں کی منت تحریم۔

- مینڈ مل، اشتہارات اور کتابوں کی اشاعت۔

- نسیں۔ ایس۔ تی ناپرس تی حوصلہ افزائی (سو انا عہد الصمد زوال سیور میں زانی)

- دعاۃ کی تربیت کا اہتمام و غیرہ۔

- مصائب و حوادث سے پریشان لوگوں کا تعاون۔

- مہماں تربیت و اصلاحی و تحریمات کا انعقاد۔

- انجام اور کاغذ اسکن۔

- داراللطاء (ابن بیری) کا قیام۔

- زیارات کے اصفیر کے سلسلے میں تکمیل و دو۔